کلام الملوک

شاہنشاہ حقیقی کے فضل وکرم سے ان ایام نصارت انضمام
مین انتخاب لاجواب کلیات غزلیات افتخار السلاطین اشہر واکبر

منتخب کلیات ظفر

STEPHENS LIBRARY GOVERNMENT COLLEGE, LAHORE

من تصانیف شریف سلالۂ دودمان خلاصۂ خاندان چراغ دودۂ صاحبقرانی زیب افزائے سریر
گورکانی خسرو اقلیم سخن فی المجد والعظمت حضرت ابو ظفر محمد سراج الدین شہنشاہ دہلی علیہ الرحمۃ والغفران

مطبع منشی نولکشور کانپور مین بھگوان دیال سپرنٹنڈنٹ نے چھاپا اور شایع کیا

33
891.4391
ظفر

... فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے
... سے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب
... دواوین اُردو و کتب قصہ جات نثر و چند کتب فسانہ نظم درج کری
... کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

... دواوین اردو

... شاعر نامی بدلہ سنج
... عہد نواب سعادت علیخان مین
... حاضر جواب تھے۔

کلیات ناسخ۔ عمدہ کلیات جسمین نادر نادر رسائل شامل
ہین۔ ۱۔ شاہد عشرت۔ ۲۔ سخن شعرا۔ ۳۔ اشعار ناسخ۔ ۴۔
مرغوب دل۔ ۵۔ دفتر بیمثال۔ ۶۔ گنج تواریخ۔ ۷۔
چشمہ فیض۔ ۸۔ قند پارسی۔ ۹۔ زبان ریختہ۔ ۱۰۔
قطعہ منتخب از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبدالغفور خان بہادر

شاہد عشرت ″
سخن شعرا ″
اشعار ناسخ ″
مرغوب دل ″
دفتر بیمثال ″
گنج تواریخ ″
زبان ریختہ ″
قطعہ منتخب ″

کلیات سودا۔ قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا۔

کلیات نظیر۔ اکبرآبادی۔

کلیات تراب۔ مجموعہ جسمین چند کتاب ہین۔ ۱۔ دیوان ۲۔ مثنوی عاشق صنم۔ ۳۔ کھٹمریان۔ ۴۔ شجرۂ قادریہ

کلیات صنعت۔ کلام شاعر مستند میان کریم الدین صنعت۔

کلیات ناسخ۔ دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر شیخ امام بخش شاعر مستند لکھنوی۔

کلیات آتش۔ طبعزاد سخنور نامی خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ۔

کلیات نظام۔ کلام سخنور خوش فکر نواب مرزا فیلخان بہادر

کلیات تسلیم جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجہ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی

کلیات میر تقی۔ استاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی مکرر چھپا۔

کلیات ظفر کلام الملک ملک الکلام چار جلد مین۔

کلیات مومن۔ جدید الطبع۔

بہارستان سخن۔ اسمین تین استادون کا کلام ہے ہمطرح وہمقافیہ غزلین۔ ۱۔ شیخ امام بخش ناسخ۔ ۲۔ خواجہ حیدر علی آتش۔ ۳۔ مہدی حسین خان۔ آباد برچھے معرکہ کا مجموعہ ہے ہر ایک استاد نے زور طبع دکھایا ہے بہمدیگر ترجیح بلا مرجح کہنا زیبا ہے۔

دیوان گویا۔ از طبع زاد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر تخلص وزیر استاد نازک خیالی۔

دیوان امیر۔ خرد طبعزاد سید امیر الدین امیر۔

دیوان رند۔ مسمی بہ گلدستۂ عشق کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

دیوان فدا۔ از موج خیزی طبع وقاد مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی۔

دیوان غافل۔ کلام سخنور ہمپایۂ آتش و ناسخ منور خان غافل۔

دیوان ذوق۔ از نتیجۂ فکر سخن گو عالی خیال

بہ عون عنایت صمد و تمکین فضل خالق زمین و زمان

کلیات جعفر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

2807

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف جلد اول

مقدور کسکو حمد خدای جلیل کا
اسجا پہ بیزبان ہے دہن قال و قیل کا

پانی میں راہ دس نے راہبری کی کلیم کی
آتش میں وہ ہوا چمن آرا خلیل کا

اوسکی مدد سے فوج ابابیل نے کیا
لشکر تباہ کعبہ پہ اصحاب فیل کا

پیدا کیا وہ اوسنے بشر عوج بن عنق
پی جسکی ساق پاے ہے نبارد و نیل کا

پھرتا ہے اوسکے حکم سے گردون پہ رات دن
چلتا ہے یان عمل کوئی جر ثقیل کا

بلوایا اپنے دوست کو اوسنے وہان جہان
مقدور ہے نہ ذرہ بھر نہوا جبرئیل کا

کیا پای کنہ ذات کو اوسکی کوئی ظفر
وان عقل کا نہ دخل ہے ہرگز دلیل کا

مژدہ ای دل کہ مری پاس وہ یار آویگا
خاک رہ اوسکی ہونگا وہ سوار آویگا

اسلیے صیدگہ عشق میں ہم صید بنے
کہ کبھی صید فگن بہر شکار آویگا

[illegible]

سن کے احوال جگر سوز غریب عاشق کا
ہای افسوس تجھے غم نہوا پر نہوا

کشتۂ ناز کی افسوس جنازے پہ ذرا
چشم پر آب تو اک دم نہوا پر نہوا

چارہ گر کی نہیں تقصیر بہت کی تدبیر
کارگر زخم پہ مرہم نہوا پر نہوا

سنکے نالوں کو مرے ہوگئے پتھر پانی
سر مژگان کبھی ترا نم نہوا پر نہوا

شل نئی آ گیا دم ناک مین اپنا لیکن
یار اپنا کبھی ہمدم نہوا پر نہوا

تیر یکجانب سے پڑی سخت گرہ دلمین مرے
سست پیمان ترا محکم نہوا پر نہوا

ہون وہ آزادہ کہ جون سرو کسیکی خاطر
قد تعظیم مرا خم نہوا پر نہوا

رات ہمسایون نے اوٹھ اوٹھ کے دعائین مانگین
شور و نالہ مرا مدہم نہوا پر نہوا

جسد کی صانع قدرت نے دلی ترا سا
کسی مخلوق پہ عالم نہوا پر نہوا

کھلکھلا کے ہنسے گلشن میں ہزارون غنچے
دل ہمارا خوش و خرم نہوا پر نہوا

اے ظفر دیکھیو غمگینی میں ہے کیا حال اپنا
چین دنیا میں تو اک دم نہوا پر نہوا

آیا نہ اگر نامہ و پیغام کسی کا
آخر ہے کوئی روز میں یان نام کسیکا

دین جان تو ہم غیر کو دو بوسہ ستم ہے
لیجائے کوئی اور ہوا نام کسیکا

اس چشم کی گردش سے ہے دل کسیکا نہ برباد
گھر چھوڑتے ہیں گردش ایام کسیکا

وہ کرتے ہیں آرام سدا غیر کے گھر میں
کیا کام اونھیں جاتے ہو آرام کسیکا

شب ہائے مہ رشک سے گر دون پہ نہ نکلا
چھلا جو پڑا دیکھا لب بام کسی کا

[illegible]

صورت تری ہوں کی عجب بستری کی قدر | ہر جلوہ میں اک اور ہی جلوہ نظر آیا
گر فکر میں ہو راہ کی توشہ کا کرو فکر | اے غافل نزدیک ہے روز سفر آیا
باندھی تری ہاتھوں میں جو کل مہندی | آنکھوں میں پھیر دیکھ کے لو ہو اتر آیا
تو میگا پڑا خاک کے بستر پہ تا حشر | آرام کی گھڑی کو جو ہستی میں دھر آیا
کیا حرف زبان پر تری آیا تھا کہ اے شمع | گلگیر تری سر پہ جو منھ کھول کر آیا
کیا جانے نہیں قیس یہ کیا دشت جنون میں | جو خاک بسر آج بگولا نظر آیا
اک ہم ہی نہیں بے خبر آئے ہیں جہان میں | جو آیا جہان میں سو وہ بے خبر آیا

میں شرم سے عصیان کی ہوا سر بگریبان
جس وقت خیال آیا ادھر کا ظفر آیا

اس در پہ جو سر مار کے رہتا کوئی ہوتا | تو بستر راحت پہ نہ سوتا کوئی ہوتا
کیسا فلک اول ہی ستم گر مرا اشک | اک آنکھ جھپکتے میں ڈبوتا کوئی ہوتا
یہ دل ہی تھا نادان کہ تری زلف میں پھنسا | دیوانہ تری خار نہ بوتا کوئی ہوتا
بلبل بھی تھی جان باختہ پروانہ بھی جانباز | پر میری طرح جان نہ کھوتا کوئی ہوتا
لالے کی بھی کام آتا صبا گریہ شبنم | گر داغ جگر اشک سے دھوتا کوئی ہوتا
ہم بھی گل لخت جگر آنکھوں سے دیتے | یہ پھول جو پلکوں میں پروتا کوئی ہوتا

تنہائی میں اتنا تو نہ گھبراتا ظفر میں
دل گرچہ مرے پاس نہ ہوتا کوئی ہوتا

[illegible]

درد و مہر غم جو ترا سے ہو نصیب اعدا در پے قتل نہیں میرے وہ قاتل ہے دل	درد دل آپ کو عاشق نے سنایا ہوگا تیغ ابرو کو جو کھینچا تو ڈرایا ہوگا

بیٹھا تو نہیں ہوتے ہیں ظفر وہ برہم
زلف کو ہاتھ کہیں تو نے لگایا ہوگا

زلف میں بل اور کاکل پر خم پیچ کی اور پیچ پڑا	وہ ہوئی سرکش یہ ہوئی برہم پیچ کی اور پیچ پڑا
دلکو پیچ و تاب الم ہے دود جگر پیچیدہ دم سے	دیکھ تو کیا عشق میں جم جم پیچ کی اور پیچ پڑا
پیچ سے وہ کرتا یاری باتیں اوسکی پیچ کی ساری	نکلیں اوسکی پیچ سے کیا ہم پیچ کی اور پیچ پڑا
دل تو کمند غم میں پھنسا ہے جان اسیر دام بلا ہے	عشق کے ہاتھوں ناک میں دم ہے پیچ کی اور پیچ پڑا
یار نے جب اک پیچ سے کس کر باندھا پھر سر پیچ کو سر پر	ہو گیا دنیا اور ہی عالم پیچ کی اور پیچ پڑا
دونوں طرف کو تار نظر کے کھینچے ہیں [illegible]	خوب تینگو نہیں ہے باہم پیچ لے اور پیچ پڑا
سوتے نے اکڑ ہو کا خم تو بھول گیا وہ کشتی اوس دم	یوں تو پڑا اوس دست رستم پیچ کی اور پیچ پڑا
زلف نے کھلکر پیچ یہ مارے پیچ میں لائی دلکو ہمارے	جو نہ کھلی تو اور بھی دسدم پیچ کی اور پیچ پڑا
جب لگ [illegible] پیچ اوسنے سر پر گوندھ کے باندھا جوڑا	دل نے جانا آج مسلم پیچ سے اور پیچ پڑا

عشق ظفر ہے گورکھ دھندا اوسکے کھولے پیچ کوئی کیا
ایک کھلا تو دوسرا محکم پیچ سے اور پیچ پڑا

اشک کا قطرہ فقط گیا صاف گوہر سا بنا صبحدم گلشن میں آیا مے کشی کو کیا وہ [illegible]	بلکہ لخت دل یہ ہے یاقوت احمر سا بنا ہر گل لالہ جو ہے یکدست ساغر سا بنا

[illegible]

نام سے کام نکلتا نہیں بے جوہر اصل
گل سے عارض کے نہ ہرگز کبھی روغن نکلا

خون عاشق کا ہے گلگونہ تری عارض کو
قتل ہونے سے ہماری ترا جوبن نکلا

چارہ گر ہو نہ سکے میری جگر کے ناسور
ایک گر بند کیا دوسرا روزن نکلا

اے ظفر نالہ دل نے ترے کچھ کی تاثیر
گھر سے گھبرا کے جو وہ غیرت گلشن نکلا

سر تلک دست ستم جو ہیں ترا قاتل بڑھا
خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا

مت گھٹا دلکو مرے بوسہ مجھے جلدی سے دے
قصہ کوتہ کر نہ اتنی بات اے جاہل بڑھا

ہر بھنور عکس رخ روشن سے بنجا دے قمر
نہ چھپا منہ کو ذرا اپنے سوئے ساحل بڑھا

دلکو تو کر اپنے دولت سے قناعت کی غنی
لب بہت دست ہوس لیا نہ اے غافل بڑھا

وادی مجنون کی ہے لیلی ہو گیا گلشن میں
اک قدم ہرگز نہ آگے ناقہ محمل بڑھا

کوئی دم ہے بحر ہستی میں بھی تو اے حباب
حبس دم کی بڑھ سکے کثرت جو یوں شاغل بڑھا

جب تئیں ہے تجکو شباہت اوس رخ پرنور سے
مرتبہ پھر اور بھی تیرا مہ کامل بڑھا

دیکھنا جھانکا کہیں وہ مہوش تابندہ ہے
اختر صبح قیامت روزن دلسکا دل بڑھا

غنچہ گل دیکھکر اوس تنگ گل کے ہاتھ میں
دل جو اپنا سمجھے ہم کیا کیا ہمارا دل بڑھا

جامہ فانوس میں گیا گیا جلی غیرت سے شمع
بے جو فانوس اے ظفر وہ رونق محفل بڑھا

زلف کر سیاہ زیادہ رخ اگر چھپ جائیگا
رات کے پردے میں پھر وہ سحر چھپ جائیگا

[illegible]

اوس پری کی یاد مین پسلی مین جو دکھا ہے چلا | وہ مرے تعویذ ہول دل کا لکھا ہوا
تو ہوا ہے دل ناتوان دیکھ آہ کو مت چھوڑ تو | یہ عصا تیرے ہے ہنگام پیری کا تا
اف تری گرشتے کا سوز دل کہ نام نشان بھی | گور پر اوسکے رہا محشر تلک جلتا ہوا

اے ظفر اخجسم نہین ہین میرے تیر آہ سے
ستے منہ یک سسر یہ گنبد مینا ہوا

وہ بے حجاب جو گلی کی یاد تیر آیا | اگرچہ مست تھا مین پہ مجھے حجاب آیا
ادھر خیال مرے دل مین زلف کا گذرا | ادھر وہ کھاتا ہوا دل مین پیچ و تاب آیا
خیال کسکا سمایا ہے دیدۂ دل مین | نہ دن کو چین مجھے اور نہ شب کو خواب آیا
تمھارے نقش کف پا کے بوسہ لینے کو | زمین پہ سایہ کے مانند آفتاب آیا
وہ رخ صفا ترا آئینہ روبرو جسکے | جب آیا شرم سے پانی ہو کے غرق آب آیا
جب آیا طرۂ مشکین کا تیرے دل مین خیال | زبان پہ سبکے وہین ذکر مشک ناب آیا

ترا سخن ہے ظفر شہرہ کہ سامنے تیرے
ہوئے خموش سخنور نہ کچھ جواب آیا

چشم مین دنبالہ کو دیکھ اوس مست گمراہ کا | مست آ کے منہ مین کیا لیتا لبی ہی کاہ کا
کون ہے میکش کی دعوت ہے فرشتوں مین ہم | دیکھ کر مینا فلک کا اور ساغر ماہ کا
خال کا کاجل سمجھ اوس زنخدان کے قریب | آ گیا ہے ہاتھ زنگی کے کنارہ چاہ کا
کہکشان کا خط نہین ہے صاف آتا ہے نظر | عکس فانوس فلک مین میری شمع آہ کا

[illegible]

گریہ ہنگام ولادت کیون نہو ہر طفل کو
جو ہوا دنیا مین پیدا نوحہ گر پیدا ہوا

بے شرارت کوئی ہوتی ہین ہم دو سنگدل
دیکھو پتھر پر گرا پتھر شرر پیدا ہوا

عکس روئے آتشین ساقی کا دریا مین پڑا
ہمسر خورشید تابان ہر حبابہ پیدا ہوا

حق مین پروانون کے تھا اک نیزہ بر خورشید حشر
شمع کے سر پر جو شعلہ اے ظفر پیدا ہوا

دیگر

رات بھر مجکو غم یار نے سونے نہ دیا
صبح کو خوف شب تار نے سونے نہ دیا

شمع کی طرح مجھے رات کٹی سولی پر
چین سے یاد قد یار نے سونے نہ دیا

یہ کراہا ترا بیمار الم درد کے ساتھ
کسی ہمسائے کو بیمار نے سونے نہ دیا

ای دل آزار تو سویا کیا آرام سے رات
مجھے پل بھر بھی دل زار نے سونے نہ دیا

مین وہ مجنون ہون کہ زندان مین نگہبانونکو
میری زنجیر کی جھنکار نے سونے نہ دیا

سوتے مین کیا کہ مرے پانونکو بھی زیر زمین
آرزوئے خلش خار نے سونے نہ دیا

یاس و غم رنج و تعب میر ہوئے دشمن جان
اے ظفر شب انھین دو چار نے سونے نہ دیا

نہ درویشونکا خرقہ چاہئے نہ تاج شاہانا
مجھے تو ہوش دے اتنا رہون مین تجھپہ دیوانا

کتابون مین بھرا کیا ہے بہت لکھا پڑھا ہو مین
ہمارے دل پہ نقش کالحجر ہے تیرا فرمانا

غنیمت جان جو دم گذرے کیفیت سے گلشن مین
دیئے جا ساقیا پیمان شکن بھر بھر کے پیمانا

شوق ہما بوسہ کا پہونچا نہ قدمون تک ترے
پھر السبل پانون ہی تو اس کی گر کر رہگیا

چشم مین آنسو کہان خون رو رہی اب جی بسا
لہو کی قطرہ دکھتا سو وہ مژگان پی جھڑ کر رہگیا

جب دکھایا تو نے اپنا قد رعنا باغ مین
پھر تو خجلت سے زمین مین سرو گڑ کر رہگیا

دل مین اک مکا سا مارا جو کسی کا دیکھنے
یہ ہوئی حالت کہ دم سینے مین اڑ کر رہگیا

پہلوان عشق کا کیا پوچھتے ہو مجھسے حال
جو چڑھا ہے تھی لڑ سکے وہ پچھڑ کر رہگیا

کاروان منزل پہ پہونچا اور سارے ہمسفر
مشت گرد کاروان اک مین بچھڑ کر رہگیا

اور تبدیل قوافی مین غزل لکھئے ظفر
ہاتھہ مین اپنے قلم کیون پکڑ کر رہگیا

جب وہ خط پڑھکے بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا
دل خطر داروں کا دھڑکا اور دھڑک کر رہگیا

حسرت اوس مذبوح پر تیری کہ قاتل کی سوم
زیر تیغ ناز پھڑکا اور پھڑک کر رہگیا

پھر گیا کیون آنکر در پر ترے کر خانہ خراب
شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہگیا

سنکے نالہ اور جوش گریہ میرا دیکھکر
آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہگیا

ہر نفس اوس دامن مژگان کی جنبش سے ظفر
دل مین اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا

نہین عشق مین اسکا تو رنج کہ قرار و شکیب ذرا نرہا
غم عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نرہا

مطلع ثانی

دیگر

خدا جانے کہاں بیٹھا ہی وہ اور ہی کہیں پھرتا
مگر چشم تصور سے ہی سب پیش نظر پھرتا

تماشا دیکھنا کیا دوڑتا ہی اشک مژگان پر
نٹ کا شعبدہ بازی سی ہی اک تار پر پھرتا

لکھا قسمت کا اپنی آگیا دم اپنی آنکھوں میں
نہیں لیکر جواب نامہ اتبک نامہ بر پھرتا

جو سرگردانی اپنی اوس سے کہتا ہوں تو کہتے ہیں
خدا کیواسطے چپکے رہو ہی میرا سر پھرتا

محبت جیتے جی کی ہی وگرنہ بعد مرنیکے
نہیں کوئی کسی کی قبر پر بھی آنکر پھرتا

کوئی آرام سے کیونکر زمین پر بیٹھنے پائے
رہی جبتک یہ گردش فلک آٹھون پہر پھرتا

جنون نے سلطنت دی کشور صحرا کی مجنون کو
بگولے کا ہی چتر اوسکے جو سر پر اے ظفر پھرتا

دیگر

دنبالہ دیکھکر تری چشم سیاہ کا
آہو چبانا چھوڑ دے پھر برگ کاہ کا

خورشید آسمان چہارم پہ ہی کہاں
شعلہ کوئی بلند ہوا میری آہ کا

کثرت ہی آنسوؤن کی ہجوم سپاہ غم
تالہ نہیں نشان ہی یہ اوس سپاہ کا

تنکے چنے گا وحشیوں کیطرح ناصحا
دیکھیگا گر کرشمہ اوس آہو نگاہ کا

کس مہروش نے چہرے سے برقع اوٹھا دیا
منہ ہوگیا سفید فلک پر جو ماہ کا

کرتا ہی جسکے ساتھ فلک کج ادائیان
دیتا ہی اوسکو عشق کسی کج کلاہ کا

رکھے قدم جو کوئی محبت میں اے ظفر
لازم ہی پہلے ڈھونڈ لے رستا نباہ کا

2807

خاکساری کیلئے گرچہ بنایا تھا مجھے	کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا
نشہ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو	عمر کا تنگہ نہ پیمانہ بنایا ہوتا
دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن	زلف مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا
صوفیون کی جو نہ تھا لائق صحبت تو مجھے	قابل جلسہ رندانہ بنایا ہوتا
تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے	تو چراغ در میخانہ بنایا ہوتا
شعلہ حسن چمن مین نہ دکھایا اوسنے	ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا

روز معمورہ دنیا مین خرابی ہے ظفر
ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

کہون کیا رنگ اوس گل کا اہاہاہا اہاہاہا	ہوا رنگین چمن سارا اہاہاہا اہاہاہا
نمک چھڑکی ہے وہ کس کس سے دل کے زخم تر	مزہ لیتا ہے وہ کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا
صدا جاتی ہے حلاوت کیا تھی اب تیغ قاتل مین	لب ہر زخم ہے گویا اہاہاہا اہاہاہا
نظر رو برق مین کیا فرق مین سمجھو کہ دو نبرے	ہے اک شعلہ بھبوکا سا اہاہاہا اہاہاہا
بلا گردان ہون ساقی کا کہ جام عشق سے مجھکو	دیا گھونٹ اوسنے اک ایسا اہاہاہا اہاہاہا
مری صورت پرستی حق پرستی ہے کہون کیا مین	کہ اس صورت مین ہے کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا

ظفر عالم کہون کیا مین طبیعت کی روانی کا
کہ جیسے دریا ہوا امڈا اہاہاہا اہاہاہا

ہمنے شبدیز قلم کو نہ جب جولان کیا	ملک معنی کا قلمرو یک قلم میدان کیا

گلشن مین اوسکی جلوهٔ قامت کے سامنے
نا ہند بید کانپنے سرو چمن لگا

گرد روش بدل کے سوز سے کیا خاک کر گئے
سنتے ہی سینہ اور بدن سے بدن لگا

گرد سے تھم گیا یہ فلک میری آہ سے
دیکھو تو کیا ستون یہ سقف کہن لگا

پھولا برنگ گل نہ سمایا مین آپ مین
آکر مرے گلے جو وہ گل پیرہن لگا

کیونکر نہ اپنا روز ہی ہو کار آب ترا
قسمت سے ہاتھ اوسکے سیب ذقن لگا

طرز سخن کا ہے ظفر بادشاہ سے
اوسکے سخن سے یان نہ کسیکا سخن لگا

ہے پسینے مین کیا خال لب ڈوبا ہوا
نیلوفر کا پھول ہے پانی مین سب ڈوبا ہوا

آئینہ کیا دیکھ تجکو آب خجلت مین ہے غرق
اپنی نظرون مین ہے ہر ملک حلب ڈوبا ہوا

گردش چشم بتان سے کیا ہو دلکو مخلصی
حلقہ گرداب سے نکلے ہے کب ڈوبا ہوا

دلسی کب نکلے ہے مہر تیری لعت رخ کی تاب
وہیان مین رہتا ہون اوسکی روز و شب ڈوبا ہوا

نیمچہ خورشید ہے یار و شفق آلود آج
دست قاتل یہ نہین ہے خون مین سب ڈوبا ہوا

نشانا سا کھٹکے ہے جی مین اوسکی مژگان کا
ہے رگ جان مین یہ نشتر کیا غضب ڈوبا ہوا

جب تہ دل سے کیا یاری کی بابت ترا
بحر عصیان سے ظفر نکلے اب ڈوبا ہوا

دیگر

کیا کہون کیون کر ترے کوچے مین ہے گر آیا
تجکو پایا جو نہین خوب مین رو کر آیا

کرے وہ تیغ لیکر ہاتھ میں اپنے اگر اونچا
دماغ اوس ہنر کا ہو جواب عرش معلی پر
گرا جو آشنا اوسمین نکلا وہ قیامت تک
دل گرداب مین یارو دیکھا کیا زور بازو ہے

یقین ہے ہو سکا ہے سد رستم کا بھی ...
بنایا چاہتا ہے کاخ گردون سے بھی ...
کنارہ عشق کے دریا کا ہے یکسقدر ...
اوٹھایا اپنے سر آج ہے نال ...

بھرے کیونکر نہ حاتم سا سخاوت سے تری دم اب
کرے جو مہر دست زرفشان تیر اظفر اونچا

مین ہون سوختہ جان جہان مت گرا ہون کا
خاک ہو کر بھی بگولی کیطرح چین نہین
حج اکبر ہو جسے کعبۂ دل سے حاصل
جائیگا جب کہ تہ خاک ترا سوختہ جان

جسکا یہہ دود ہے دھوان چرخ نیلگون ہو
حال ابتر ہے یہ کچھ تیرے ہوا خواہ ...
ہو خیال اوسکا بھلا کس لیے در گاہ ...
گرم ہو جائیگا پانی ...

اے ظفر دل سے ہون مین خاک در فخر الدین
معتقد مین نہ گداؤن کا ہون نے شاہون کا

دست صیاد سے ہے کیا پر بلبل ٹوٹا
زلف مین پھول پرو کر جو دکھائی اوسنے
زاہد گرسنہ کا سہ بکف آتا ہے نظر
آگے در سے ترے پھر گیا وہ غیر کے گھر
قلزم چشم سے پھر اشک بہہ جاتی ہین

زیر ہر شاخ ہے آتا ہے نظر گل ٹوٹا
رشک سے وہین چمن مین گل و سنبل ٹوٹا
حرص کے ہاتھ سے ...
عہد و پیمان تھا جو مجھ سے ...
دل کی گردن بندھا تھا جو پیمان ...

کبھو تو سنا کر ذرا غور دل سے	فسانہ کسیکا فسانہ کسیکا
مجھے یاد کر کرکے آنسو بہانا	بہانہ کسیکا بہانہ کسیکا
نہ سمجھا تو ناصح کہ مدت سے مین ہون	دوانا کسیکا دوانا کسی کا
ہوویگا دل تیر مژگان مین اوسکے	نشانہ کسی کا نشانہ کسیکا
نہ مانا کرو میری جانب سے اب تم	لگانا کسیکا لگانا کسیکا

قوانی بدل کر ظفر پڑھ غزل تو
رہے تا نہ آگے ٹھکانا کسی کا

جلاجی نہ دل مفت لیکر کسیکا	کہا بھی تو مان اے ستمگر کسی کا
نہ کیون تنگ ہو کشمکش سے قفس مین	نہ باقی رہا ایک شہپر کسیکا
کھلا ہو کس روسے اب غنچہ رو گلش	کہان منہ ہے اسکے برابر کسی کا
دل اوسکا ہے کسطرح تیرے دل سے	کہ بس کب چلے ہے کسی پر کسی کا
جو مژگان کا عالم ہے اب اوسکی ہے دم	نہ دیکھا کوئی ایسا خنجر کسی کا
یہ جی چاہتا ہے کہ سر ہی سے مارین	اوٹھا کر ہم اوس در سے پتھر کسی کا

بدل بحر اور قافیے کو ظفر تو
کہ خوش ہووے دل شعر سنکر کسی کا

دیگر

مری جان سے غیرون نے لگایا کچھ نہ کچھ ہوگا	نہ آیا وہ تو اوسکے دلمین آیا کچھ نہ کچھ ہوگا

نہ ہرگز درد دل سے مین کراہا
غرض پوشیدہ الفت کو نباہا

محبت کے یہ معنی ہین کہ مین نے
وہی چاہا کہ جو کچھ تونے چاہا

عیان ہی صفحہ رخ پر ترے خط
کہ ہے تنخواہ بوسون کا سیاہا

نہ کر منصور کو سر نہان فاش
کہے ہی دیکھ دار انگشت اوٹھا ہا

فقیرون سی تو پوچھو لذت عشق
اہاہاہا اہاہاہا اہا ہا ہا

ظفر کو باز رکھ اعمال بد سی
خطا بخشا کرم گارا آلہا

صرفت العمر فی لہو و لعب
فآہا ثم آہا ثم آہا ہا

ظفر ہی عرض یہ ہی فخر دین سی
کہ شاہا دین پناہا تکیہ گاہا

دیکھکر حالت مری گردون اگر غمناک تھا
کہکشان سے تا کمر اوسکا گریبان چاک تھا

جو گیا دریائے الفت مین وہ ڈوبا آخرش
دل جو میرا پیر کر نکلا تڑا پیراک تھا

لبلبائی کیون لب جو پر نہ مرد آب جو
دخن یان اوسکا شہید قامت چالاک تھا

گردش چشم بتان سی آشنا سیکھی ہین طور
ورنہ گردان کب بھلا یون گنبد افلاک تھا

تھا شہیدون کا تری ماتم سحر گلشن مین کیا
جو سحر ہوتے ہی بلبل نے گل گریبان چاک تھا

جو نہ کہنا تھا کہا جھٹ منہ یہ اوس سفاک کی
سچ تو یہ ہے ہان ظفر بھی ایک ہی بیباک تھا

ہووے تمھارے درتک اپنا گمان سی آنا
جب اک قدم ہو مشکل اپنا تو اوٹھانا

جلایا دل جو ترے شعلۂ نگاہ نے رات
فلک پہ نالۂ مرا نار کی شہاب بنا

دل شکستہ کی تو میرے کچھ درستی کر
خدا کا گھر ہے بنانا بڑا ثواب بنا

ہوئی نہ پانون تلک اوسکی دسترس افسوس
ہمارا دیدۂ نم کیون خانۂ رکاب بنا

کیا تھا کشتہ مجھے کسکی چشم مست نے آہ
کہ میری خاک سے ہی ساغر شراب بنا

جو میرا اختر بخت سیہ دکھاتا ہی
تو خال تو کوئی کاجل کا اک شتاب بنا

نہ پہونچا کان ملاحت تمھارے کانون تک
اگرچہ اشک مرا گوہر خوش آب بنا

ظفر جو لکھنا ہے احوال دل تجھے اپنا
تو ایک رقعہ سے کیا ہوئیگا کتاب بنا

مارا عاشق کو تو کیا کام تمھارا نکلا
ہمین کیا کام برا نام تمھارا نکلا

روش نکہت گل سیر کو گھر سے باہر
پھر قدم ہر دگل اندام تمھارا نکلا

سارے منہ تکنے لگے گھر مین تمھارے دشمن
منہ سے قاصد کے جو پیغام تمھارا نکلا

دلکو ہم جانتے تھے ہوگا تمھارا نہ مطیع
یہ تو اک صید تہ دام تمھارا نکلا

صدقے سو جی کے کرو دل لیکر الجھے ہین
کیون جی کم تھا دل ناکام تمھارا نکلا

نیند بھر شب کو کہان آپ کی زلفون کی قسم
ذکر یان جب کہ سر شام تمھارا نکلا

پختہ پایا نہ ذرا طرز محبت مین اوسے
یہ خیال اے ظفر اب خام تمھارا نکلا

قارون اوٹھا کے سر پہ سنا گنج لیچلا
دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لیچلا

قسم خدا کی تجھی قاصد کہ یہ پیغام
کہا ہے یار نے یا تو نے آپ ہی سے کہا

اوٹھا کے لاہون ستم تیرے دے کے دل ہم تو
نہ آفرین ہی کبھی تو نے دل ہی سے کہا

صدا نہین یہ چٹکنی کی غنچۂ گل کی
لبون کو دیکھ کے کچھ تیری بجلی سے کہا

ہمیشہ کرتے رہے غیر کی طرفداری
کبھی نہ آپ نے اک حرف منشی سے کہا

بھر آئی چشم اجل مین بھی [illegible] آنسو
تمہارے کشتے نے کچھ ایسا بیکسی سے کہا

ظفر وہ دشمن جان ہے اور تجا ہو دوست
ترے جتانے کو یہ ہمنے دوستی سے کہا

لاغری سے حال اپنا کیا کہون کیا ہو گیا
یون زمین پر نقش پا ہے مور گویا ہو گیا

جل گیا گل کا جگر اوس روئے آتشناک سے
قطرۂ شبنم نہین ہے یہ پھپھولا ہو گیا

اے زخمی سے تڑپ کر تو جو بولا خنجر جو
ٹوٹے یون خون کی بانگ اک تماشا ہو گیا

جب کہ دریا مین ترا ساقی کا عکس تابدار
ساغر خورشید اک حلقہ بھنور کا ہو گیا

آہ تھی میری کہ اتنی آگ کا تا چرخ کو
زہر اوسکا یہ چڑھا اوسکو کہ نیلا ہو گیا

حسن جو تیرا نظر آیا اوسے تو شرم سے
ماہ کامل جون مہ یک ہفتہ آدھا ہو گیا

پشت لعل لب پہ جب نکلا زمرد فام خط
ساغر یاقوت پر گویا کہ مینا ہو گیا

لگ گیا سارا جہان گردون پہ [illegible]
چشمہ کی مانند جب پانو کا چھالا ہو گیا

ہے یہ وحشت بھی بلا موذی کہ تجکو اے ظفر
ہر قدم پر نیش کژدم خار صحرا ہو گیا

[illegible]

جون آئینہ اب حیرت دیدار سی تیری
رونیکا رہیگا یہی عالم تو بہرا کدن
شانی سی نہ بل کیونکہ گرداب دہانہ
کات وتہیں ضرور دیدہ نمت آنکی لینا

رہتا ہی کھلا دیدۂ بیدار کسی کا
گھر دیگا ڈبو دیدۂ خونبار کسی کا
دل زلف تبان مین ہی گرفتار کسیکا
پہلو مین تڑپتا ہی دل زار کسیکا

مستغنی کو مین ہی رکھا شہ ظفر کو
محتاج نہ کر حیدر کرار کسیکا

یون تو جانا تمہین منظور یہان تک جانا
آنسوون کا مری آنکھون سی روان تک جانا
دوستی کی ہین سب انداز تمہارے معلوم
مژدہ یار کو کیا جانے سکھایا کس نے
دیدیا ہمنے دل و دین جان جانکو اپنا
عشق و مساز اگر ہو تو عجب کیا جس نے
یون تو پروانہ بھی جلتا ہی پر مشکل ہی
دیکھتے جاؤ مری جان کیونکر جانی
رو دیا ہی نقطۂ نام و نشان کی خواہش
گھر سی عاشق کے نہ باتا تھا خاک ہو گئی
ہمکو دکھلاتی ہی ہر لحظہ جمال جانان

پر جو آنا ہو ادھر سی تو یہان تک جانا
اور مرا راز نہان سب پہ عیان تک جانا
پر کہین تم نہ مری دشمن جان ہو جانا
جگر و دل مین مری تیر و سنان ہو جانا
تھا نصیبون مین جو رسوائے جہان ہو جانا
استخوان کا مری لبریز فغان ہو جانا
عشق میری طرح خستہ جان ہو جانا
ابھی بالین سی مری جاتے کہان تک جانا
اے نگین چاہئے بے نام و نشان تک جانا
کہ ترا جانا اور اسکو خفقان تک جانا
دل کا صاف اپنے ظفر آئینہ سان تک جانا

[illegible]

جب تک وہ خفا مجھسے ہین سن تو طبیبو — کیا میرا علاج خفقان ہو نہین سکتا
ہی چشم مری چشم سے ہو ابر تو کیونکر — اسطرح وہ خونابہ فشان ہو نہین سکتا
کیا جانی بلا کیا ہی ترا غمزہ کہ جس سے — جان بر کوئی ای آفت جان ہو نہین سکتا
جبتک نہ قلم شہپر عنقا سے بنائین — تحریر ترا وصف دہان ہو نہین سکتا
بدنام تو عشاق ہین سب عشق مین لیکن — مجھ سا کوئی رسوائے جہان ہو نہین سکتا

سودای محبت مین ظفر ہو دے ہے لیکن
جبتک کوئی رسوائے جہان ہو نہین سکتا

دیگر

آبلہ داغ مین ہی یہ سر سینا اونچا — کہ جرا خانہ خاتم مین نگینا اونچا
رفعت جاہ کو ہی ہمت عالی درکار — دیکھی کوٹھے کے لیے چاہئے زینا اونچا
سر بلندی کیلئے فوق ہی ہان عجز و نیاز — کیون نہ جھک جاکہ ہی گنبد مینا اونچا
پوچھیے پستی و بلندی زمانے سے یہ حال — کہ مہر ہی نیچا مہر کینا اونچا
چشم کو سر مین ملی جا سب اعضا سے بلند — دیکھیے ہی مرتبہ مردم بینا اونچا
گوش زد ہیچ دنی سے ہو مری کیا زیبا — کہ نہایت ہی یہ سنتا ہی کمینا اونچا

ہمنشین ہو سکے سردار کا مفلس کیونکر
اے ظفر چاہیے اونچے کا قرینا اونچا

وہ نہ آیا یار لائی یون نہ تھا تو یون ہوا — اوسکا آنا ہین بلائی یون نہ تھا تو یون ہوا

اڑائی خاک ہمنے خوب بھی تجھ بن لگیا تھا — کہ وہ تو اڑ گیا اپنی دنی وحشت مین یونہین تھا

ہے زیرا عرض غیر ونکی بنی اسطرح کیا یا عشق — گزارش کرتا بندہ بھی تو وان خدمت مین یونہین تھا

تم ابھی وقت آپہونچے وگرنہ ہم تو مر جاتے — ارادہ ہو چکا اپنا غم فرقت مین یونہین تھا

دل بیمار جب ہمنے کہا تھا کر علاج اپنا — کہ آیا فرق کچھ تیری ابھی طاقت مین یونہین تھا

نہ تھی جائے گریز اے دل اگر تجھکو محبت مین — تو آیا تو اے دیوانے اس آفت مین یونہین تھا

دکھا کر غیر کو صورت مجھے کیون رشک سے مارا — کہ مین تو مر رہا دیدار کی حسرت مین یونہین تھا

ظفر تم دیکھتے ہو جس طرح آئینہ کو حیران
کل انکو دیکھکر مین بھی رہا حیرت مین یونہین تھا

کیا کہون دل پایبند زلف دوتا کیونکر ہوا — یہ بھلا دیکھو گرفتار بلا کیونکر ہوا

جبکہ محراب عبادت ہو خم ابروے یار — انکا کعبے مین کہو سجدہ ادا کیونکر ہوا

دیدہ حیران ہمارا تھا تمھارے زیر پا — ہمکو حیرت ہے کہ پیدا نقش پا کیونکر ہوا

نامہ بر خط دیکے اوسکو پر کوئی کیا کہا — کیا خطا مجھسے ہوئی اور وہ خفا کیونکر ہوا

خاکساری کیا عجب کھو دے اگر دل کا غبار — خاک سے دیکھو کہ آئینہ صفا کیونکر ہوا

جسکو یکتائی کا دعوے تھا جو دیکھا آئینہ — ہو گیا حیران کہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا

تیرے دانتون کی تصور سے نہ تھا گر آبدار — جو بہا آنسو وہ در زیبا کیونکر ہوا

جو نہ ہونا تھا ہوا ہمپر تمھارے عشق مین — تمنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا

وہ تو ہے نا آشنا مشہور عالم مین ظفر
پر خدا جانے وہ تجھسے آشنا کیونکر ہوا

[illegible]

آتش دل کو بجھاتا نہ واعظ گکتر نار جہنم ہو — وہی بیگڑ تا شعلہ اگر اک یمین کا اک

کوئی غزل ہر ایک جو نازان آگے تیری غنم اکر ہو
شعر سنا دے اوسکو ظرف اک یمین کا اک اوس کا

ردیف الف جلد دوم

شبا باش ہے لا ارشد کہ اللہ تعالی — پہچانا اوسے تو نے جسے دیکھنہ جا
بہشت یار میں دیکھو او ہے تیر کو — جب سے دیا بھی اوس نے تجھا ہے سینے میں بالا
آئے دل میں آتش رخسار ہے تیری — گردون پہ قمر اور زمین پر گل لالا
منہ چھپا رہے ہے کس طرح میرے لیے تیری زلف — کیونکر یہ بچے گا کر دیے ہے ہوا ہی کا لالا
قدر ہی تیری جبین پر کلام بت پر یہ — اک بار میں کیا تو نے دو عالم تہ و بالا
تیرے رخ رو شن کا تصور ہے ہمیشہ — یہ کعبہ ہے لیکن میں عاشق کا اوجالا
جاتی نکل جان مری نہ ہمکو کہا ندار — پھر اپنا اگر تو نے مرے دل سے نکالا
ہر خار بیابان ہے موتی سے پرو تا — جیسے پہونٹ کے دونا ہے مری تو ن کا پیالا

ہاں زاہد محبت میں نہ دل پیچ تو اپنا
بک جاتا ہے ہاتھ اوس کی زلف پیچ والا

ہر ارمان سے پھولا وہ دلربا نہ کھلا — ہمین نہ جان کا کچھ اوسکے مرعا کھلا
لب جراحت دل تیری ساعت قاتل — اگر کھلا ہے تو ہر گز نہ کجر و عا نہ کھلا
چمن میں جا کے گرہ غنچے کی کھولی — تیرا نیا عقدہ دل کچھ سے بہ صبا کھلا

[illegible]

جو وہ قاتل نہ اپنے ہاتھ میں خنجر لیے پھرتا
تو یہ سر باز پھر کیوں ہتھیلی پر لیے پھرتا

اگر پھر نہ پڑتی ای جنون اس تیری زنجیر
تو یوں ہر طفل بے پیر سا کیوں تیر لیے پھرتا

غنیمت جانتی بلبل جو باد صبح کا جھونکا
نہ پس از مردن چمن میں کوئی اوسکا پر لیے پھرتا

مے عشرت نہیں طالع میں اپنے ساقیا ورنہ
فلک مینا لیے پھرتا یہ ساغر لیے پھرتا

نہ ہوتا گر یہ صاحب عزم دل ملک محبت میں
تو رنج و غم کا اپنے ساتھ کیوں لشکر لیے پھرتا

برنگ نالہ زنجیر میں زندان میں ہوں لیکن
مجھے دیوانہ پن زندان سے باہر لیے پھرتا

ڈراتا ہے مجھے ناصح عبث کوئی محبت میں
یہاں ڈر رہا دان گھر سے کمانکا ڈر لیے پھرتا

کبھی جا کر نہ پھرتا میں گلی میں خوبرویوں کے
اگر مجھکو نہ میرا یہ دل مضطر لیے پھرتا

نہ ہوتا شوق کوئی سر لٹا تو کون پھر مجھکو
ظفر خورشید کی مانند یوں دن بھر لیے پھرتا

عشق کے میدان میں ہمنے دیا سر کٹا
جو قدم آگے بڑھا پھر نہ وہ پیچھے ہٹا

دیکھتے ہی عشق کو عقل گئی سٹ پٹا
دل کو مرے آفرین یہ جو ڈٹا تو ڈٹا

تیغ نگہ کو ذرا تونے جو چمکا دیا
بھول گئی دیکھکر برق بلا ناپٹا

عارض پر نور پر کھول جو دی اونے زلف
میں یہ جانا کہ ہے رات بڑھی دن گھٹا

عشق کی دولت ہے وہ کون لا در کسی کو دن
یہ نہ کسی سے بٹی اور نہ کسی سے ہٹا

پھرتا ہے جوگی بنا تیرے لیے آفتاب
خط شعاعی نہیں سر پہ کھلی ہے جٹا

جسم کو ہے تیری کام جب سے پڑا سر سے
زہر بھری ہر نگہ سانپ ہے پھر جٹا

بچا دل تیرے ہاتھوں سے نہ آخر اے کمان ابرو
گیا گر ایک خالی تیر تو نے دوسرا مارا

پڑا وہ دل شامت کا مارا دور و کی ماری
جدا جا ذقن تیری چوری نے ٹھگا کیا بلا مارا

ہجوم خال روئے یار کاٹے ہی لیا بوسہ
ظفر یہ خوب تو نے زنگیوں کا مورچا مارا

روز گھر غیر کے جانا ترا معمول پڑا
یاں جو آنکلا ہے تو آج کدھر بھول پڑا

لگ گئی جوش گل لالہ سے گلشن کو جو آگ
کہیں اوس آتش رخسار کا کیا پھول پڑا

دل شاغل ہے مرا محو خیال رخ و زلف
رات دن رہتا ہے اس شغل میں مشغول پڑا

کھول لا سے کر ہی جا کے خرابات کی سیر
گوشہ مدرسہ میں کیوں ہے یہ مجہول پڑا

رکھے قدم کوچہ میں تو دیکھ کے اپنے قاتل
کہ کہیں سر ہے کہیں ہے تن مقتول پڑا

چھو ٹکر چاہ زنخدان میں کہیں گر نہ پڑے
دل پکڑ کر رسن زلف کو ہے جھول پڑا

دیکھے جان دلکو بچا تو نہیں ہو جائیگا ضبط
اب تو دنیا ظفر اس جنس کا محصول پڑا

ادھر تو دست وحشت نے گریباں کھینچکر پھاڑا
ادھر ہر خار صحرائی نے داماں کھینچکر پھاڑا

نہ تیر مجھ سے تم کھینچے نہ اتنا تم سے دل کھنچا
مرا دل رہ گیا تم نے تو جاناں کھینچکر پھاڑا

کشاکش سے جنوں کی تیرے دیوانے نے گر کے بھی
کفن اپنا تہ خاک بیاباں کھینچکر پھاڑا

ہوا کچھ سے دو کش غنچہ لالہ تو پھٹ اوسکا
صبا نے پوست ہی سر گلستاں کھینچکر پھاڑا

پڑا ہے کشمکش میں خط مرا ہاتھوں سے غیروں کے
کہ آخر سب نے اوسکو اے مری جاں کھینچکر پھاڑا

[illegible]

سینے پہ تو ہمکو تری عشوہ گری نے مارا	اور اگر اس سے بچے کم نظری نے مارا
مر گیا میں تو نہیں تجکو خبر ہای ستم	مجھکو تیری اسی بے خبری نے مارا
پھیر کر منھ جو کہا ناصح نے اپنا چھوڑا	دل کو اک کام سے اور [illegible] نے مارا
[illegible] مجھے کنج قفس میں صیاد	شوق پرواز [illegible] بے بال و پری نے مارا
ہمسری کی تری رفتار سے جب فتنہ نے	قہقہہ بزم میں اک کبک دری نے مارا
آب شمشیر لب شیریں پہ ہے زہر قاتل	اوس کو لب ہمدم [illegible] شکری نے مارا
جیتے جی ہوتی ادھر تاثیر تو مرتے ہمیں	ہم کو [illegible] تری بے اثری نے مارا

شفق صبح ہے یہ غرق بخون جیتے ظفر
تیر ایسا تری آہ سحری نے مارا

کیا کہوں ہے کیا [illegible] کی آشنائی میں	وہ مرا اسب [illegible] جدائی میں مرا
آشنا اس سے تو ہمسے ہو بیگانہ تھا	[illegible] دل [illegible] صفائی میں مرا
جا سکے گلشن تلک [illegible] ہم [illegible]	جسکے [illegible] کیا پایا رہائی میں مرا
[illegible] ہے تو مثل گل کر اشتیاق	[illegible] کیا [illegible] لڑائی میں مرا
بعد [illegible] میں جدائی کے امید وصال	آہ ہے عاشق کو کیا کیا اس جدائی میں مرا
[illegible] تا قبر سے بیتما	[illegible] ہر [illegible] میں مرا
[illegible] مگر آیا سرکو ہے مرا	تیر [illegible] آیا جبہ سائی میں مرا
[illegible] لگا کر ایسے [illegible]	آج [illegible] شوخ تجھسے با وفائی میں مرا

[illegible]

ناصحا جائیگا تو اوسکو میرا درد دل — جب کسی کا یہ دل میرا ہمدرد آ ہوگا

خضر کی حاجت نہین ہے بلکو راہ عشق مین
اے ظفر رہبر تمہارا شوق کامل ہوئیگا

رخ ہو زیر سنبل پر پیچ و تاب آ جائیگا — جیسے برج سنبلہ مین آفتاب آ جائیگا
تیرا احسان ہوگا قاصد گر شتاب آ جائیگا — صبر مجکو دیکھکر خط کا جواب آ جائیگا
ہو نہ بیتاب اتنا گر اوسکو عتاب آ جائیگا — تو غضب مین اوس دن خانہ خراب آ جائیگا
اسقدر رونا نہین بہتر بس اب اشکو نکو روک — ورنہ طوفان دیکھیو چشم پر آب آ جائیگا
بیشتر ہو دیگا اگر تیرے گناہونکا حساب — تنگ ظالم روز محشر بے حساب آ جائیگا
دیکھکر دست ستم مین تیرے تیغ آبدار — تیر تیر ہر زخم جگر کے منہ مین آب آ جائیگا
اپنی چشم مست کی گردش اے ساقی دکھا — دیکھ جگر مین ابھی جام شراب آ جائیگا
تو نہ آئیگا تو ہان جو سینے سے نکل جائیگا تو — چین مجکو اے دل پر اضطراب ہو جائیگا

اے ظفر اوٹھ جائیگا جب پردۂ شرم حجاب
سامنے وہ یار میرے بے حجاب آ جائیگا

اے تصور تو ہی اوس جان جہان تک جائیگا — ورنہ تو ایسا نہین کوئی جو اون تک جائیگا
جب کریگا آہ اے ظالم یہ تیرا آشفتہ جان — اوٹھکے اک شعلہ جگر سے آسمان تک جائیگا
جاکے کعبہ کیا کریگا تیرا عاشق اے صنم — تو اگر جائیگا تیرے آستان تک جائیگا
جان بچ جائیگی بیمار محبت کی ترے — اے مسیحا دم جو تو اوس نیم جان تک جائیگا

[illegible]

کدورت نہ ہو اوس آئینہ رو کی کب نکلتی ہے
طبیبو وصل بن ممکن نہیں آرام عاشق کو

مری وا روسکی ظاہر میں صفائی گر ہوئی تو کیا
مریض عشق کی صد بار دوائی گر ہوئی تو کیا

نہ چھوڑی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی مین نے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

حرف اوس پہ آئے جو ہو تحریر کا سانچا
ڈھلتا ہی سدا اس سے جو ہے آہ کا مصرع
دیتا ہے لب زخم جگر میرا گواہی
ڈھالا تجھے سانچے مین ہے ای عالم تصویر
کی آہ و فغان دل نے بہت عشق مین لیکن
یہ شمع اسی سانچے مین ڈھلتی ہے ہمیشہ

جھوٹا ہو نہ ہرگز کبھی تقریر کا سانچا
کیا دل ہے ترے عاشق دلگیر کا سانچا
ہے ہاتھ بڑا یار کی شمشیر کا سانچا
ہے قدرت صانع تری تصویر کا سانچا
دعوی نہ ہوا آہ کی تاثیر کا سانچا
ہے سینہ مرا نالۂ شبگیر کا سانچا

سانچا ہے ظفر پیر مرا مجھکو یقین ہے
ہر قول ہے واللہ مرے پیر کا سانچا

جو دلکو کاکل و زلف دوتا نے پھنسایا
بہار دیکھ کے اپنی زرا ہنسا تھا گل
کیا تھا بلبلو سون نے بھی عشق کا دعوی
لگا یا دختر رز کو اگر کسی نے منہ
اوٹھا و گرتی ہین ہر بت یہ پلکیان مجبور

تو جان غمزۂ ناز ادا نے پھنسایا
لگا یا ایسا طمانچہ صبا نے پھنسایا
اگر او نکو تری ظلم و جفا نے پھنسایا
تو اسکو خوب ہی اس نے حیا نے پھنسایا
مریض غم کو طبیبو دوا نے پھنسایا

[illegible]

[illegible]

کہون کیا طبیعت کی اوسکی روانی
بہا دیوی ہو گویا تکلم مین دریا

کبھی آگ ای آنکھون دلکی نہ میری
بھری ہون ہزارون اگر تم مین دریا

مگر دیکھا دریا یہ ستہ نکو ہنستے
کہ ہر موج سے ہی تبسم مین دریا

مری بانون کی آبادون سے روان ہی
کراس دشت بیجنت رہ گم مین دریا

ظفر او ہو ذی جا مین کنہ کیون نہ اپنے
کرسے ذات باری ترحم مین دریا

اوسی یار رونے جا کر میرا رقعہ دیدیا ہوتا
کھلا گر دیکھ نہ سکتے تھی چھپا کر دیدیا ہوتا

بگڑ جاتا تو اکیا سرخرو مین بین ہو جاتا
مجھے اک پان تو لوز بنا کر دیدیا ہوتا

نہ ہوتی جو سوتم سینہ بسینہ ہو کے ہمبستر
پر اک بوسہ تو منہہ سے بھرا کر دیدیا ہوتا

گوارا شربت دیدار دنیا گر نہ تھا تجھکو
بلا سے زہر ہی مجھکو ملا کر دیدیا ہوتا

بھر دیتے مین جو اب خط کے مارا ہاکیون مجھکو
جواب صاف ہی قاصد نے آکر دیدیا ہوتا

لگا تا خشر کیون اب لقا کو منہہ سے اے ساقی
جو تو نے جام ہی منہہ سے لگا کر دیدیا ہوتا

ظفر لیکر تمہارا دل وہ کاہی کو مکر جاتا
اگر تمنے اوسے سکو جتا کر دیدیا ہوتا

علم کر تیغ کو سو یا ادس قاتل کا ہاتھ اوٹھا
نہ ہرگز واسطے فریاد کے بسمل کا ہاتھ اوٹھا

رہا کچھ بن یہ عالم رات دلکی بیقراری کا
کہ دل پر سے نہ دم بھر عاشق بیدل کا ہاتھ اوٹھا

جفا سے ظلم سے ہی اوسکو غرض ادہر سے اوسکے
اودھر ستم کا ہاتھ اوٹھا اودھر قاتل کا ہاتھ اوٹھا

یہ ٹھہرا جا آ جاتی کیون خط لیکا گیا باعث
اگر قصد اب خیال نامہ بر مین اور کچھ ٹھہرا

نگین دل کا تھا سو اور کچھ ٹھہرا ہوتا
کیا جس دن سے دست تیغ بر مین اور کچھ ٹھہرا

کبھی اخگر کبھی شعلہ کبھی گل ہی کبھی لالہ
نہ ٹھہرا داغ یہ میرے جگر مین اور کچھ ٹھہرا

کوئی زخم جبین ٹھہرا کوئی مہ لقا اوسکا
اگر وہ مہروش میری نظر مین اور کچھ ٹھہرا

نہین نازان ہم اوس بے زر سنی ہمکو دوست ٹھہرا
ابھی دیکا وہ ظالم لحظہ بھر مین اور کچھ ٹھہرا

ہر اک کے دہن مین کچھ طور ٹھہرا اونکے ملنے کا
طریقہ اوسکا نسبت ظفر مین اور کچھ ٹھہرا

اس بتکدہ مین جسنے کہ اک بت کو تجا تا کا
کیا خوب نظر باز وہ بندہ ہی خدا کا

اللہ ری تری تیزی شمشیر نگہ کی
دم بند ہو جب دیکھ کو ہو تیغ قضا کا

کہتے ہین منہ سے دیکھا اوسکے ہم نے
ہے ایک تراشیدہ تری ناخن پا کا

کیا اوس تری بیمار کو امید شفا ہو
جسکو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا

ای دوست اوس تیر ستم کے آگے
کیا نام وفا کا وہ دشمن ہی وفا کا

ہر کس جو بہت حسن تو ہی تری ای شمع
دیکھا کبھی جلوہ نہین اوس ماہ لقا کا

ناکام رہا گر دہن زخم زبان سے
اچھا ہوا شاکی نہ ہوا تیغ جفا کا

تاوون سے ہماہ و مردہ ہراب کو کسنے
پھیکا ہی کنشت پا مین تری رنگ حنا کا

نسیان سے ہوا اوراس چشم کہربار سے میری
دیکھو گے ظفر ہو گا کبھی خوب جھڑا کا

[illegible]

مطلع ثانی

رفع بے بادہ نہو مستوں کی گرمی جگر
کب بجھاتا ہو یہ شعلہ آب گنگا آگ کا

ہے خدا جانے یہ میری آہ سوزاں کیا بلا
آسماں پہ اک لگاتی ہے اڑنگا آگ کا

اڑتی ہے نہر وقت سے جو ظفر فوج فرنگ
رکی ہے ہتھیار پاس سینے تلنگا آگ کا

عارض کا صاف رنگ ہے گل میں آگیا
زلفوں کا پیچ و خم ترے سنبل میں آگیا

عکس چشم پرخمار کا ساقی پڑا تھا عکس
جس سے کہ یہ نشان قدح مل میں آگیا

کب تک گردن میں صبر کہ درد فراق سے
ہے زور میرے صبر تحمل میں آگیا

کیا شعلہ و شرار میں کیا مہر و ماہ میں
جلوہ ترا تو ہم کو نظر گل میں آگیا

دیکھا مجھے یہ تو نے اور آنکھوں میں مری
آخر کو یار تیرے تغافل میں آگیا

کاکل میں تنگ آیا تو زلفوں میں یاد آگئی
زلفوں میں تنگ آیا تو کاکل میں آگیا

جلدی سے قاصد وہ نکی ہوا کہہ ظفر
واں سے جواب خط کا تامل میں آگیا

شمع کا داغ جگر ہے بزم میں کیا گل بنا
بلکہ اوسکا دود دل بھی ہمسر سنبل بنا

دیکھ پھر آخر خزاں ہے کوئی دن ہے یہ سما
اس چمن میں آشیاں اپنا الہی بلبل نما

ملگیا دریا میں جب قطرہ تو دریا ہوگیا
جزو جو کل میں ہوا گم جزو سے وہ کل بنا

میں وہ ہم کشتہ ہوں کہ میری خاک سے بعد مرگ
یا سبو سے بنا یا کوئی جام مل بنا

دل کا زنجیر بلا سے چھوٹنا مشکل ہوا
جب سے وہ شامت زدہ سودائی کاکل بنا

مانگ کی کی لیکھ پہ ہر رات سویرا دیکھا
گرچہ زلف مین دلکو بھی اندھیرا دیکھا

دور ساغر ہی مین گذری ہمین تن جوید
ساقیا اوٹھ کی جو منھ صبحکو تیرا دیکھا

ابلق چشم کی اللہ ری تیرے شوخی
کہ دلیل ایسا نہ کوئی بھی پھیرا دیکھا

دل کو چھینا مری ناخن کی خراشونسی تمام
بہتر ازین سست جنون سی نہ چتیرا دیکھا

خطمرا دیکھ لیا ایک نظر بسنے تو کیا
حرف مطلب نہ کوئی غیر سے میرا دیکھا

حالتقدلت سی تم بچ نہ سکے حضرت دل
اس بلا نے تجھین کسطرح سی گھیرا دیکھا

ہمسے غربت زدہ نہ ٹھہرے نہ ٹھکانے سی کہین
لیتے سب جانورون کو بھی بسیرا دیکھا

خاک مجنون نے کیا وادی وحشت مین مقام
کہ بگولے کی سوا کوئی نہ ڈیرا دیکھا

ہم نہ کہتے تھی ظفر بچ نہ دل اوسکے ہاتھ
نا پسند اوسنی کیا لیتے ہی پھیرا دیکھا

اوٹھین جب پیار سی گود مین کوئی بھر لیگا
دہن کی بوسہ بھی مین کو لب دھر کی لیلونگا

نیتر دیار ہو جاونگا مین تیری محبت مین
زمین تکیہ کے خاطر پاس تیرے گھر کی لیلونگا

پرکھ پر جوہری کی مول لینی کا نہین ہوتی
دُر دندان سی مین تیری مقابل کر کی لیلونگا

لب میگون کی تیری لیگا بوسہ کر لب ساغر
تو مین اس بادہ کش بوسہ تری ساغر کی لیلونگا

ہلادونگا جہانکو دیکھنا زیر زمین مین بھی
ذرا جو کروٹ جو ہاتھونسی دل مضطر کی لیلونگا

جو توڑی شیشہ دل محتسب نے مار کر پتھر
تو بدلے مین کسیدن اوسکے اس پتھر کی لیلونگا

گر دنگا کعبہ مین جا کر ظفر کیا گرنے کا ڈھب
تو بوسہ اوس بت کافر کے سنگ در کی لیلونگا

جو کہ بیہودہ گو ہو ظفر اسکے غرض کہنا
نہ باتین بنا بیری محفل مین بیٹھا

چھپا ہوا ہے جگر مین میرے یہ نیش مژگان یار کیسا
کھٹکتا ہر دم ہو سامنے دم سے اپنی سینے مین خار کیسا

جو مست اوس چشم مست کے ہین نہ کچھ ہوش اونکو ساقی
کہ جام کیسا شراب کیسی نشہ ہے کیسا خمار کیسا

ٹپک رہا جو اشک کا تار دیکھا تو اوسنے ہنسکر یہ مجھسے پوچھا
کہ تونے اپنے گلے مین ڈالا یہ موتیون کا سا ہار کیسا

اوڑاتا کیا خاک سر پہ مجنون چلا ہے زندان کی سو ہامون
اڑی ہے دیکھو یہ گرد کیسی اوٹھا ہے دیکھو غبار کیسا

کرے جو تجھ سے تپاک پیدا جو تجھپہ ای شعلہ خو ہو شیدا
پھر اوسکو ہوش و حواس کیسے پھر اوسکو صبر و قرار کیسا

یہ لیکے تیر و کمان جانا شکار کا ہے فقط بہانا
مجھے کہ بیکرو بہانا ارے ستمگر شکار کیسا

ظفر جو بیری ہی اوسنے جیتون خفا ہی مجھسے وہ شوخ پرفن
بنا دیا اوسکو میرا دشمن یہ عشق ہے دوستدار کیسا

تیرا بسمل ہی کیا تجکو ہوا ای قاتل دغا تیا — لب ہر زخم ہی ہر دم ہر اوسکا دل فریاد

جب عاشقی مین دل ذمرا یاس کھودیا | مین نے بھی اوسکا ایسا کیا ناس کھودیا
غلس کے ہوش کیا زین اوسکی تو عقل کو | اے چرخ تو نے باعث افلاس کھودیا
اقرار نامہ اونکی محبت کا ہم اونھین | دکھلا مین کیا کہ ہمنے وہ قرطاس کھودیا
مضمون تو یہ آگیا تھا خموشی کا اپنے ہاتھ | یارو دنے کی جو تانکا پاس کھودیا
خورشید جو چھپا تو یہ آیا نشے مین جوش | سونے کا وہ فلک نے کمان طاس کھودیا
افسوس ہے تو اشک کی جافی نہ ہمنے قدر | کیا بے بہا نگینۂ الماس کھودیا

اپنے دل رکھا نہ جان رکھی مین نے عشق مین
ہر کچھہ کہ اے ظفر تمہارے پاس کھودیا

اگر مرے دل سوزان کا داغ گل ہوتا | کبھی چمن مین نہ گل کا چراغ گل ہوتا
وہ رشک گل جو گلستان مین سیر کشی کرتا | تو غنچہ ہوتا گلابی ایاغ گل ہوتا
ہر ایک خار پہ فیض قدم سے مجنون کے | نمود سے سر دامان راغ گل ہوتا
جو دشت وہین ونھین کیا ہے خوب عشق | نہ اسمین کبھی معشوق زاغ گل ہوتا
اگر یہ جانتا ہے تنگ عرصۂ گلزار | شگفتہ یون نہ کبھی با فراغ گل ہوتا
چمن مین نالۂ بلبل کو کون پھر سنتا | تری طرح سے جو نازک دماغ گل ہوتا

چمن مین جا ہے جب اے ظفر وہ رشک چمن
تو اوسکو دیکھہ کے اے باغ باغ گل ہوتا

دھب روزی کا ترے غم مین اگر زندہ بنا | مجھہ یارو نے لیا پہلا ہی طوفان بنا

منت کش مرہم ہوئے مجروح ازل کے
دیکھا نہیں زخم گل سیراب کا پہایا

گرمی سے مرے خون جراحت کے عجب کیا
ہمسر ہو جو خورشید جہانتاب کا پہایا

وہ زخمی شمشیر حوادث ہوں کہ جسکو
آئے نظر جب بھی زہراب کا پہایا

زخم دل عاشق کی نہ سوزش میں کمی ہو
بالفرض اگر اوسپہ ہو گرداب کا پہایا

پر درد کو تریاق سے غرض کیا ہے زخم
یکساں ہے گزری کہ ذنب کا پہایا

چھوڑا سا نہ کیوں پھوٹ ہو دل ظفر اوس پر
ہے مرہم غمخواری احباب کا پہایا

تو نے جو گل کی طرف غیرت گلشن دیکھا
کبھی آئینے میں اپنا نہیں جوبن دیکھا

مہ جبین ہمنے تجھے کیا پس چلمن دیکھا
تار بارش میں چھپا اک مہ روشن دیکھا

تو ہوا جب سے گرا ہی دست جنون دست انداز
ہمنے ثابت نہ کبھی جیب نہ دامن دیکھا

جتنا تو ہمسے کھنچا اتنا ہی کھنچکر آیا
کشش دل کا اثر اے بت پرفن دیکھا

گردش چشم تری وہ ہے کہ جسنے اے شوخ
سنگ سر کو کیا سنگ فلاخن دیکھا

کیا ہی باندھی ہے تری چشم نے اسکو جھڑی
کبھی ایسا نہ برستے ہوئے ساون دیکھا

دیدۂ آہوئے صحرا کے سوا ہمنے چراغ
اے صبا تربت مجنون نہ روشن دیکھا

خانہ دل میں جو ہے آہ و فغان کا عالم
تعزیہ خانے میں بھی ایسا نہ شیون دیکھا

راز دل جس سے کہا دوست سمجھ اے دل
اے ظفر ہمنے اوسے جان کا دشمن دیکھا

کہا تھا تجھ سے جو احوال ہمنشین ہمنے — خبر نہین کہ کہا اوس سے تونے کیا نہ کہا
جفائین ہمنے سہین اسقدر کہ مر ہی گئی — مگر کبھی نہ کہا تونے مرحبا نہ کہا
مری نگہ نے مرا راز کہدیا اوس سے — بلا سے گر نہ کہا مینے مدعا نہ کہا
وہ حال دل جو سنی گوش دل سے تو کیسے — وگرنہ کہنے سے کچھ فائدہ کہا نہ کہا

ہم اوسکی بات سے قائل ہین اے ظفر جسنے
بھلا کہا جسے منہ سے اوسے برا نہ کہا

ظالم تری چپ رہنے کا عقدہ نہین کھلتا — کیا جانئے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
جب تک ہو دم سرد و رخ زرد نہ غماز — ہر ایک پہ راز دل شیدا نہین کھلتا
اوس مست مے ناز کی انسر رے تمکین — وہ عالم مستی مین بھی اصلا نہین کھلتا
کھلتا نہین احوال پریشانی دلکا — جبتک کہ ستمگر ترا جوڑا نہین کھلتا
بند آنکھین ہوئی جاتی ہین مشتاق کی تیرے — کیون بند نقاب رخ زیبا نہین کھلتا
جو اسکو پڑھا تی ہین وہ جتا بگرہ نہ آئین — خط سامنے اوس شوخ کے میرا نہین کھلتا
کس کام کے پھر ناخن تدبیر ہمارا — جب تا محبت ہی کا عقدہ نہین کھلتا
کیا منہ ہے کہ ہو خنجر قاتل کی شکایت — یان منہ ہی مرے زخم جگر کا نہین کھلتا

یان آ کے کہان سے ہم کہان جائینگے یان سے
حیران ہین ظفر ہم یہ معما نہین کھلتا

پاس عارض کے ترے کان کا گوہر چمکا — دن دیکھے ہی خورشید مین اختر چمکا

[illegible]

ہم صورت اپنی اوسکو جو آئی کئی نظر
حیران ہو کے آئینہ خانے سے اوٹھ گیا

تھا میرے اور اوسکے جو پردہ سا اک ظفر
یکبارگی دوئی کے اوٹھانے سے اوٹھ گیا

جسکو کہ ڈھونڈھتا ہوا مین ہر کہین گیا
دل ہی مین تھا مرے وہ مجھے مل نہین گیا

جسدم گیا مین دشت کا ذرے سا اُڑ کے
یہ ہو گیا یقین کہ بس ایمان و دین گیا

آنکھین سی کھل گئین ہین انجم کی دیکھنا
کوٹھے پر آئے تو جو شب اے مہ جبین گیا

کیا جانے کسکو ذبح کریگا کہ آج وہ
خنجر بکف چڑھاتا ہوا آستین گیا

چونکا نہ خوابگاہ مین شبکو وہ مست ناز
شور و فغان مرا سر چرخ برین گیا

رو رو کے ہمنے چشم سے دریا بہا دیا
دلکا تو ہے غبار یہ اب تک نہین گیا

ہین ادھر دون دل اپنا کسیکو ترے سوا
تیرا خیال یہ کدھر اے نازنین گیا

کنج لحد مین بھی نہ مجھے آرام ہو چکا
گر ساتھ مضطرب یہ دل اندوہگین گیا

آیا رقیب بنکے وہان وہ جبسے ظفر
بیٹھا بیر جو ہو کے مرا ہمنشین گیا

جب چراغ گل چمن مین یک بیک گل ہو گیا
چشم بلبل مین تاریک بالکل ہو گیا

خانہ زندان مین میرے نالہ زنجیر سے
شور محشر تو بھی اک برپا سا غل ہو گیا

دل بے جوش گریہ آنکھون مین فتنہ سا ہو گیا
عشق کی کیفیت سے خون دل مل ہو گیا

تجکو کیا تیری بلا کو کیا ہے غفلت شعار
ہو گیا گر کشتہ تیغ تغافل ہو گیا

[illegible]

وا نہ نسیان کر دیا تھا شیخ لیکن او سیہ بخت
دانہ گندم ظفر جنت میں آدم کھا گیا

بکتے بکتے ناصحا تیرا تو بیجا بک گیا ۔۔۔ اور سنتے سنتے اب میر کا بیجا پک گیا
دنیں وہ پھوڑا نہیں ہے جو کہ پک کر پھوٹ جائے ۔۔۔ تو اگر جراح کہتا ہے کہ یہ جا پک گیا
چاہتے تھے ہم یہ مدت سے کہ یک جا ہو خیال ۔۔۔ خواہ بیجا تھا خواہ یہ جا پک گیا
دل ہوا ہے نالۂ دردانگنا محبت کا ثمر ۔۔۔ اب نہیں کچا رہا اسکو بیجا پک گیا

بسکہ خامی کی اپنا ظرف خام تھا او سنی ظفر
آتش غم سے پکانے کو جو بھیجا پک گیا

گرچہ وہ خنجر بکف آ کر مکاں پر پھر گیا ۔۔۔ موت کا پر ذائقہ آ کر زباں پر پھر گیا
تب چڑھی گی زرگری ہر سو خورشید کو ۔۔۔ نالۂ سوزاں مرا گر آسماں پر پھر گیا
والہ دس نے بھی کیا تھا او سنی اقرار وفا ۔۔۔ لیکن اس اقرار سے وہ امتحاں پر پھر گیا
تب ہی مژگاں تمہاری یاں خنجر سا ہو نہ ۔۔۔ یاں گاہ عاشق آزردہ جاں پر پھر گیا
تجھ سکا سوز جگر میرا نہ جوش گریہ سے ۔۔۔ گرچہ اس طوفان سے پانی اک جہاں پر پھر گیا
تب ہم دل کو بچا لائی نہیں لا سنگے پھر ۔۔۔ گریہ ہو کر شیفتہ اوس دلستاں پر پھر گیا

دیر کیا اور کعبہ کیا دونوں سے دل میرا ظفر
پہونچتے ہی اوس صنم کے آستاں پر پھر گیا

نہ اوسکا بھید یاری سے نہ عیاری سے ہاتھ آیا ۔۔۔ خدا آگاہ ہے دل کی خبرداری سے ہاتھ آیا

وہی کعبہ کا صاحب خانہ وہی دیر کا مالک
وہی رازق ہے کافر کا وہی ہے مسلماں کا

اگر ہو جائے پارہ پارہ دل اوسکی محبت مین
تو پھر ہر پارۂ دلکو سمجھو سیپارۂ قرآن کا

نہ کرتا وہ اگر پیدا نبی کو نوعِ انسان مین
تو مخلوقات مین اشرف نہ ہوتا نوعِ انسان کا

نبی وہ رحمۃ للعالمین جسکی شفاعت سے
نہووے عاصیونکو حشر کے دن خوف عصیان کا

عجب کیا نعتین گر اوسکے نور حسن معنی کے
بجائے حسن مطلع ہووے مطلع مہر تابان کا

زلیخا دیکھتی گر اک نظر اوسکا رخ روشن
تو اوسکو بھول جاتا تماشا ماہ کنعان کا

ظفر مضمون حمد و نعت کے گلہای رنگین سے
ورق میرا ہر دیوان کا ہے اک باغ رضوان کا

ہمنے روضہ کو ترے روضۂ رضوان پایا
بلکہ رضوان کو تہ یان ہمسر دربان پایا

محو نظارہ ہوا آکے جو اس گلشن مین
چشم نرگس کیطرح سے اوسے حیران پایا

دیکھی سب معرفت آگاہ ترے در کے فقیر
ہمنے پایا جسے یان صاحب عرفان پایا

تیرے دروازے کی ہے خاک وہ اکسیر شفا
کہ جسے ہمنے ہر اک درد کا درمان پایا

تشنہ لب کیون نہ محبت کے ہون اکر سیراب
ہمنے ہر چشمہ کو یان چشمۂ حیوان پایا

کہئے اس درگہ عالی کی کوئی کیا رفعت
کہ اسے عرش کا ہمسایہ ایوان پایا

کعبہ و دیر مین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسے
شکر صد شکر کہ وہ ہمنے ظفر یان پایا

حال دل سب لکھا نہین جاتا
اور لکھون تو پڑھا نہین جاتا

کیا ہزار شگفتہ بہار نے لیکن / خزان کے ڈر سے کبھی بافراغ گل نہوا

نہ ٹپکے خار پہ مجنوں کے پانوں سے تا خون / نمود اک سر دامان راغ گل نہوا

گیا جو تو تو مقابل تری نزاکت کے / چمن میں ای بت نازک دماغ گل نہوا

بہار آئی مگر جب تلک نہ تو آیا / چمن میں رشک چمن باغ باغ گل نہوا

عبث اوسے میں ہون نہ غیر ای ظفر کہ خبر بلبل / بہار میں کبھی مرغوب زاغ گل نہوا

کوئی صنم اوسے سمجھا کوئی خدا سمجھا / نہ سمجھے ہم کہ وہ کیا سمجھا اور کیا سمجھا

نہ آیا دل کی سمجھ میں کہ بار غم ہی گران / اگرچہ سینے دیا اوسکو بار ہا سمجھا

بھرا جو اشک کا دریا تو ایک حباب / فلک کے خیمے کو پانی کا بلبلا سمجھا

بنایا رخ پہ ہی کیوں تو نے خال کاجل کا / یہ نکتہ میں نہیں ای شوخ مہ لقا سمجھا

نہ سمجھے سینے کو کیوں عرصہ گاہ محشر وہ / جو دل کے داغ کو خورشید حشر کا سمجھا

غم جدائی میں موت اوسکو عین صحت ہی / مریض ہجر ترا زہر کو دوا سمجھا

ہمیشہ کیون تری آنکھوں سے اشک جاری ہیں / ظفر ہمین بھی ذرا یہ تو ماجرا سمجھا

ای ستمگر کے ایسا تجکو نٹ کھٹ کر دیا / ان فریبوں نے ترے عالم کو تلپٹ کر دیا

صبح گل اوسکا کھلا تو جو ہمکو دیکھکر / رات کو اونے چراغ خانہ گل جھٹ کر دیا

گر رہی ہیں پانی کی آمیزش شراب تند میں / خون دل سے آنسوؤں کو ہمنے غٹ پٹ کر دیا

واسطے بے مغز کے کیا خاک ہو نشو و نما	سبز ہو سکتا نہیں وہ جو کہ دانہ گھن گیا

جاگ اوٹھا خواب عدم سے یک بیک سارا جہان
کان میں جب دم ظفر خالق کا امر کن گیا

گر فلک تک یہ ہمارا نالۂ دل جائیگا
غم نہیں جائیگا تیرا قبلہ ہے دم میں وہم
رشک گلزار ارم ہو جائیگا کوچہ ترا
ہو گئے ہیں ساتھ جو تیرے سین تک میں وہ ستا
گوہر دندان پہ تیرے ہنسنگے جب انجم نثار
اوڈھکے جائیگا تری محفل سے جو اے شمع جو
جائیگا دم میں دیار یار تک یک خیال
میں چمن میں بھی ہونگا دل گرفتہ اے صبا
جان شیرین جائیگی اپنی مثال کوہکن
تیرے کوچے سے کہاں جائیگا تیرا خاکسار

کنگرہ عرش معلی کا ابھی ہل جائیگا
دم کے ساتھ آیا ہے یاد دم کے ساتھ جائیگا
چشم پر خون سے کہ جب تیرا مائل جائیگا
آیا یان تنہا ہے تو تنہا ہی غافل جائیگا
عارض روشن کے صدقے ماہ کامل جائیگا
چشم تر ہے وہ مثال شمع محفل جائیگا
ورنہ جو جائیگا وہ منزل بمنزل جائیگا
دل نہیں ہے میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا
پر نہ تیرا شوق اے شیرین شمائل جائیگا
مثل نقش پا وہیں یہ خاک میں مل جائیگا

ہوویگی اوس روز برپا کیا قیامت اے ظفر
خاک پر جب دم شہیدوں کی وہ قاتل جائیگا

غلط ہے جو کبھی یہ چھیڑے رہنا کچھ نہیں اچھا	ذرہ کہنے میں فرا ہے منہ سے کہنا کچھ نہیں اچھا
جنھون سے دوستی کی وہ ہمارے ہو گئے دشمن	قصور اونکا نہیں اپنا ہی کچھ نہیں اچھا

دست پا میں جو لگا تو ہو تم اپنے مہندی کا
کیا نہیں جو کسی عاشق کا نگارا ملتا

ہوتی پیدا میں وہاں مار سیہ سنبل
ہو جہاں خاک میں دشمن کا مارا ملتا

دست و بازو میں گرہ ظفر ہم لیکن
نہیں دریائے محبت کا کنارا ملتا

ہوگا کیا دشمن اگر سارا جہاں ہو جائیگا
جب کہ وہ بت مہرپیکر مہرباں ہو جائیگا

گر ہوا اس آہ سوزاں کا کوئی شعلہ بلند
دیکھ لینا خاک جلکر آسماں ہو جائیگا

اے پری رو اپنی صورت تو دکھا دیگا جسے
صاف وہ حیرت زدہ آئینہ ساں ہو جائیگا

وہ جو دل میں لگ رہی ہے آگ بجھنی کی نہیں
چشم تر سے گرچہ اک دریا رواں ہو جائیگا

دیکھنا اوس چاہ میں گرد کو کیونکر جاما
ہکر وہ ناز سے دل مثل کماں ہو جائیگا

اے جنوں تیری بدولت نام میرا آخرش
دشت میں ہر خار سے ورد زباں ہو جائیگا

باز آ اس اشک افشانی سے کہیں اے چشم تر
دیکھ میرا راز دل سب پر عیاں ہو جائیگا

اے تغافل کیش کی تو نے اگر آنے میں دیر
کام ابتر تیرے عاشق کا یہاں ہو جائیگا

کرتے ہیں دعوی محبت کا جو اوس سفاک کی
اے **ظفر** اک روز اونکا امتحاں ہو جائیگا

ہمارا اونکا ہے جب دم مقابلا پڑتا
نہیں کلام کا غیر اونکا حوصلا پڑتا

فراق یار میں ہووے گی زندگی کیونکر
کہ پیچھے جان کے یہ غم تو ہے بلا پڑتا

یہ سوز دل سے مرا اشک گرم ہے کہ جہاں
بدن پہ گرتا ہے واں ایک آبلہ پڑتا

سناتے نالہ پر درد ہم اگر اپنا
تو بلبلا ابھی صیاد بلبلا پڑتا

تیری اک تار کی قیمت مین جو دون چین و تتار	تو بھی سودا نہوا ہی زلف پریشان مہنگا
روبرو اوس لب پان خوردہ کی کچھ یان نہین	کیا ہوا اگرچہ بکا لعل بدخشان مہنگا
جان تک بھی تو اگر دیگی اوسے قاتل دل	نہ کہون مین کہ کیا تو نے یہ پیکان مہنگا
کہ قاتل سی کری ہاتھ لہو سے رنگین	نہین مہندی سی سوا خون شہیدان مہنگا
کر دیا آنسوؤن نے میری بہا تنک ذی آب	ایک کوڑی یہ بھی ہی اب دُر غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر تیرا ہو جاوے غلام
چھوڑ یوسف کو نہین مجکو یہ انسان مہنگا

ساقی ہی نشہ آنکھون مین معمول سی ہلکا	نظرون مین ہی اب رطل گران بھول سی ہلکا
ہر بات مین تو ایک بھی ہی لاکھ سی بھاری	گر بات کو اپنی نہ کرے طول سے ہلکا
ہے جامۂ کلفت کا پسندیدہ احمق	ہوگا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سی ہلکا
اچھا کیا تیغ نے مرے تن سے اوتارا	اب کوئی نہین اس تیرے مقتول سی ہلکا
خیز تارک دنیا ہوس ہے نہ سبکدوش	یہ بوجھ نہ دنیا کے ہو مشغول سی ہلکا
صرفہ نہین کاغذ کا اگر بھیجتے ہین وہ	خط ڈاک مین اندیشۂ محصول سی ہلکا

دنیا مین ظفر جو ہے گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سی ہلکا

نہ تھا وہ آدمی کچھ بھی تا بورات پڑ جاتا	بلا سی کچھ بھی ہوتا لیکن اوس پر ہاتھ پڑ جاتا
اگر ہم روکتے یا زو نہ اپنی اشکباری کو	جہان مین تہلکہ یہ دیکھکر برسات پڑ جاتا

جانبکا دل کو غم ہے نہیں اور غم مجھے
رنگ شفق نہیں ہے کبھی مگر فلک
عاشق ہوا جو یار کے طرز خرام پر

غارت بنا سے گذرے وبال ہو گیا
گرم غضب ہوا ہے جو منہ لال ہو گیا
آخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقت نظارہ روی مصفا پہ یار کے
عکس اپنی مردمک کا ظفر خال ہو گیا

کدورت دل میں ہے ظاہر صفائی گر ہوئی تو کیا
اسے نا آشنا و پھر وہی نا آشنا ہو کر
نمایاں ہے صنم جسنے انہیں سجدہ اوسکو ہے
جوانی کیسی طاقت کوئی مرک سکتی ہے پیری میں
لڑاتی جاتی ہیں وہ آنکھ دیکھو اب بھی عمر رفتہ
نہیں پرواز کی صیاد بال و پر کی طاقت
رہی واہی جب گرنہ کچھ تسکین وحشت کی
پہونچ سکتی نہیں فریاد اوس مہوش کے کان تک

ملاپ اوس سے ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا
کبھی تمسے دودن آشنائی گر ہوئی تو کیا
تمہیں سنگ در پہ جبہ سائی گر ہوئی تو کیا
کسی تدبیر سے حاجت روائی گر ہوئی تو کیا
مری اس بات پر اوس سے لڑائی گر ہوئی تو کیا
قفس سے ہم اسیروں کی رہائی گر ہوئی تو کیا
بھلائی گر ہوئی تو کیا برائی گر ہوئی تو کیا
فلک تک آہ کو میری رسائی گر ہوئی تو کیا

نہ چھوڑی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی ہمنے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

جب آکے میرے قتل کو قاتل الٹ گیا
آیا نظر یوں فلک سبز واژگون

مضطر ہوئی یہ سینہ قفس و دل لٹ گیا
جیسے ہو جام زہر ہلاہل الٹ گیا

پہلو میں کب سے اپنے اوسے دیکھتا نہیں | یارب کدھر مرا دل پرغم نکلگیا
دیکھی عذاب سوز محبت میں اسقدر | دل سے ہماری خوف جہنم نکلگیا

پھر خواب میں بھی ہمنے نہ دیکھا اوسے ظفر
آنکھوں کے سامنے سے جو عالم نکلگیا

غلط گوئی کی جو چپ رہے کچھ نہیں ہوتا | بیاں جب ہی کچھ اچھی ہے کہ کچھ نہیں ہوتا
ہنسے جام لبالب بھی تو کیفیت ہے ساقی | صراحی کے تو خالی قہقہے سے کچھ نہیں ہوتا
ستمے ظلم ان ستمگاروں کے کوئی کس توقع پر | کریں ظلم و ستم بھی تو سہی کچھ نہیں ہوتا
مجھے بھاتی ہیں نہ نالہائے زار اے بلبل | مرا دل خوش ترے اس چہچہے سے کچھ نہیں ہوتا
دکھاوے تو رخ نوخط یہ خط سبز کی سبزی | کہ حاصل لطف سبزہ دیکھنے سے کچھ نہیں ہوتا
نہیں بجھنے کی دل کی آگ گرچہ میری چشموں سے | بہا دریا تو کیا دریا بہے سے کچھ نہیں ہوتا

خط آنے پر بھی ہے عالم وہی اوس روے روشن کا
ظفر بے نور یہ سورج گہن سے کچھ نہیں ہوتا

جو مطلب ہے کتاب عشق میں سب یاد ہو جاتا | مری صحبت میں مجنوں بیٹھکر استاد ہو جاتا
زباں جب اپنی ہو جاتی ہے اپنے واسطے دشمن | سخن ہی ناحق میں اپنے جلاد ہو جاتا
قیامت کرتا برپا عاشق شوریدہ پر کیا کیا | اگر بیدار شب کو سنکے وہ فریاد ہو جاتا
مرے نالوں سے پتھر موم ہو جاتے ہیں پر ظالم | ترا دل اور بھی ہے سخت اک فولاد ہو جاتا
خجل ہو جاتا ہے گل دیکھکر رخسار کو تیرے | ترا قد دیکھکر شرمندہ ہے شمشاد ہو جاتا

ردیف الف حصہ چہارم

یہ فضل دیکھ کہ خود بادشاہ ہی لیکن
رکھا ہی اورون پہ بھی نام بادشاہی کا

یہ لطف دیکھ کہ خود بے نیاز ہی لیکن
دھیان ہی اوسی بندونکی خیرخواہی کا

تم اپنے جی مین عزیز اور ذلیل ٹھہرالو
خدا ہی ایک مہ و مہر و مرغ و ماہی کا

کیا کسیکو جگر خستہ دوام فراق
دیا کسیکو مزا وصل گاہ گاہی کا

بھرا وہ چشم تبان مین فسون کہ جو دیکھے
تمام عمر کرے شکوہ کم نگاہی کا

جو حب آل نبی اور صحابہ دل سے ہے
ظفر اوسے مین ڈر حشر کی تباہی کا

ہے مرتبہ ہر ایک بشر کا جدا جدا
قسمت جدی جدی ہے نصیبا جدا جدا

خالی نہین جہان مین تمنا سے کوئی دل
ہر ایک مین ہے گرچہ تمنا جدا جدا

برچھی نگہ کی تیغ بھون کی مژہ کا تیر
ہے میرے کشت وخون کو مہیا جدا جدا

شعلے مین بھی ہے برق مین بھی ہے قمر مین
اک نور کا کسیکے تجلا جدا جدا

اللہ رے جوش گریہ مری ہر مژہ سے آج
بہتا ہے ایک خون کا دریا جدا جدا

گہ رخ کا بوسہ لیتی ہین گاہ دہن کا ہم
دونون مین ہمنے لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے مجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ اوسمین ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا
نہوگا منہ سے جب تک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا

اگر دون فریاد مین کیونکر نہ اوس بیداد گر آگے
مراد ردآسکو ہی آہ و فغان معلوم کیا ہوگا

[illegible]

تا بام یار طاقت پرواز تھی کسے
اے عشق تیرا نالہ ظفر لیکے اڑ گیا

گیا ابر سے نظر ہے زمین ہے اونچا فلک سے نیچا
یہ اپنا دود دل و جگر ہے زمین اونچا فلک سے نیچا

نہ کچھ بلندی کی ہے تمنا نہ کچھ ہے پستی کی ہمکو [illegible]
[illegible] زمین اونچا فلک سے نیچا

نہ شعلہ برق سمجھو اسکو نظر اٹھا کر جو دیکھو [illegible]
[illegible] زمین اونچا فلک سے نیچا

خدنگ جاناں سے کوئی کہدو کہ دلمیں آکر [illegible]
[illegible] زمین اونچا فلک سے نیچا

تپا سکا نہ کبھی تپانا تو کچھ سمجھ میں نہ آتی
کہاں دوش کو تیر آگہ ہو زمین اونچا فلک سے نیچا

فلک کی جانب ہے چشم مردم زمین میں جھانکی ہے چھلکے انجم
کھڑا جو دیکھے پشت بام پر ہے زمین اونچا فلک سے نیچا

زمانے نے پستی و بلندی ایسی دکھائی ہمکو پس از فنا بھی
غبار اپنا جو ہے ظفر ہے زمین اونچا فلک سے نیچا

تو مری لاش پہ قاتل نہیں دم بھر روتا
خون کے آنسوؤں سے بھر دوں ترا خنجر روتا

یوں تو ہاں رونیکو ہے ابر بھی روتا لیکن
نہیں اس دیدۂ گریاں کے برابر روتا

اے ستمگار ترے ہاتھ سے دلسوز ترا
شمع کی طرح سے جل جل کے ہے اکثر روتا

رہی تاثیر نہیں آہ و فغاں میں ورنہ
ہو کے پانی مری فریاد سے پتھر روتا

مجھکو آتی ہے ہنسی یہ بھی نصیبوں کا لکھا
ورنہ ہے غیر بھی خط کو مرے پڑھکر روتا

ق

بزم عالم میں ہم شادی و غم ہیں دونوں
ایک ہنستا ہے ظفر ایک ہے یاں گر کر روتا

دیکھ لو آنکھ سے گر ساغر مے ہنستا ہے
ہچکیاں لیکے ہے شیشہ بھی مقرر روتا

[illegible]

دیا ظفر اتر گیا اور ابر کھل گیا
اپنا نہ زور طبع نہ زور قلم گھٹا

جو لکھے وہان خط و پیغام ہی آتا
وہ کون ہے یاد اوسکا نہین نام ہی آتا
جب کرتے ہین فریاد وہ کہتے ہین ہمکو
کچھ اسکے سوا اور نہین کام ہی آتا
کس روز ترا ذکر رخ و زلف زبان پر
سو بار نہین صبح سی تا شام ہے آتا
مرغان چمن کرتے ہو کیا جیسے دیکھو
وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہی آتا
کیون شرم سی گڑ جای نہ شمشاد زمین مین
گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہی آتا
تر دامنی اوسکی ہے کہ کعبے مین بھی جو رند
ترہ سے کبھی جامۂ احرام ہے آتا
غش کھا کے گرے ہی وہین مستانہ مین شیخ
جب رات کو وہ ماہ لب بام ہی آتا

جو حق کہی ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قائل
ناحق ہمین دنیا نہین الزام ہی آتا

ہم رو کے ایسا تو نے جو ہمکو رلا دیا
پانی مین اک دکھائی فلک بلبلا دیا
اوس شعلہ خو سی بزم جہان مین لگا کے لو
مانند شمع آپ کو ہمنے کھلا دیا
ہے خاک راہ یار کی چٹکی بھی کیمیا
یہ عشق نے تبا ہمین اک چٹکلا دیا
ایسا نہو کہ غیر پہ کھل جاے مدعا
قاصد نے میرے خط اوسی جا کر کھلا دیا
سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ
غفلت نے کیا کہون مجھے کیسا سلا دیا
تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین
ہمنے تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا

جلا دیگا جہانکو دیکھ لینا یہ دل سوزاں
تو نالہ اسنے اور آہ آتشبار تر کھینچا

خط رخسار کو تیرے جو دیکھا اے گلستان رو
قلم سب نے شبیہوں نے خط گلزار پر کھینچا

ہوئی کچھ تو دل بسمل کی اپنی صورت تسکین
تری تصویر کو جب سینۂ افگار پر کھینچا

دل زخمی سے اپنے ناوک دل دوز کو اسکے
اگرچہ کھینچنا تھا اے ظفر دشوار پر کھینچا

لب نازک پہ نہیں رنگ مسی کا اودا
ہے جو بوسے سے لب ہو گیا تیرا اودا

رخ خورشید پہ ہے ابر بہاراں سے نقاب
یار کے چہرۂ روشن پہ دوپٹا اودا

آب گریہ میں ہمارے فلک نیلی فام
نیلوفر کا سا کوئی پھول ہے اودا اودا

سرمہ آلودہ سے ہر اشک نے خط جدول
صفحہ رو کتابی پہ ہے کھینچا اودا

ہے نہاں پردۂ ظلمات میں جیسے آب بقا
بر میں اوس جان جہاں کے نہیں جوڑا اودا

لکھتا شنگرف سے شخون کا انشاء میرا
ہاتھہ کاغذ مرے قاتل کے نہ آیا اودا

ہے فلک اے ظفر اس دود جگر سے میرے
طرفہ جام زر خورشید پہ مینا اودا

سرد مہری سے تری دل ہے ایسا ٹھنڈا
کہ پسینا بھی بدن پر مرے آیا ٹھنڈا

تپش دل مہو کم گرچہ مرے سینے پر
رکھی صندل میں لوتی رنگ کے گیرا ٹھنڈا

غم کی کھانے سے یہ گرمی ہے کہ جی چاہے ہے
پانی اسوقت پلا دے کوئی ٹھنڈا ٹھنڈا

پیجے کیونکہ نہ مے خوار ہوا خواری کو
جائیں صحرا میں کہ ہے وقت سحر کا ٹھنڈا

دکھاتا ہی لب خشک اپنی بر زخم جگر میرا
ستمگر تو ذرا آب دم خنجر نہیں دیتا

ابھی آتا ہون اوٹھکر مانہن تیر بر گردن کیا ہی
مرا خالق مجھے پرواے پری پیکر نہیں دیتا

بھری ہی باغ میں کون بھرین پھرین ہین نام مے
مجھے بھر بھر کے ساقی تو مے کیون ساغر نہیں دیتا

جو احسان تو وہی دے وہ تو خط میرے قاصد کو
جواب خط نہیں دیتا بلا سے گر نہیں دیتا

برا مین دشمن لیتا ہون ساری رات بستر پر
ذرا آرام سے سونے دل مضطر نہیں دیتا

ظفر اوسکے بھی اوسکو رو رو دہین دو دم ترے مزان کی
اگرچہ جانتے ہین سب کے وہ لیکر نہیں دیتا

بلا سے گرچہ جا بیٹھا خبر پہونچا کے جا بیٹھا
مرادان نامہ میرا نامہ بر پہونچا کے جا بیٹھا

مجھے حیرت ہے دل کیونکر تری گوشہ مین جا دبکے
بہم اخلاص تجھ سے عشوہ گر پہونچا کے جا بیٹھا

خدنگ نازے ناوک فگن تیرا تو چھٹتے ہی
مری دل مین مگر جا نکو ضرر پہونچا کے جا بیٹھا

رفاقت تو نہ کی دل کی مگر کچھ رہنمائی کی
الگ مجھ سے مجھے وہ اوسکے گھر پہونچا کے جا بیٹھا

نہ پہونچا بام جانان تک اگرچہ شاخ سدرہ پر
دل مضطر ہم کو بال و پر پہونچا کے جا بیٹھا

ہوا حاصل تجھے کیا تو کنار غیر مین ظالم
کنارے گور کے مجکو اگر پہونچا کے جا بیٹھا

گیا تھا دلکو کیا پہونچانے اپنے کوچے مین
کرمین تو آپ ہی اوسکو ظفر پہونچا کے جا بیٹھا

مقابل جب ترے آئینہ شانہ روبرو ہوگا
تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا

لگاوٗ گے کمان تیر نگہ دل کم ہی سینہ سے
نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا

پھنسے گا طائر دل کیونکہ دام زلف مین کافر
نہ ڈر گوش سے گر آب و دانہ روبرو ہوگا

نہ اونکو نیند آئیگی نہ اونکے ہمنشینونکو
بیان گر عشق کا میرے فسانہ روبرو ہوگا

ملایا دل سے بادل کہ اگرچہ کرد کہ اے ساقی
تری دامن سے جھٹکے مری بار سر تربت

پہ چل مست بیل سے جھٹکار کر جھٹکا
نہ تھی جھاڑا نے دیکھہ دامن جھاڑ کر جھٹکا

ظفر نے آستان چھوڑا نہ اے پردہ نشین تیرا
رہا در سے ترے دربان وہ کھٹکا کر کر جھٹکا

نہ تحقیق ایک مرگ عاشق دلگیر کا دن تھا
کوئی بتلاتا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا

ہوا اوسکے تھی تو یہ مینا وہ حباب آسا
یہ روز ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا

بہت تھا ناز ہمکو آج اپنی سخت جانی پر
میان یہ امتحان برش شمشیر کا دن تھا

ہوا جس روز یہ مضمون تھا اس چشم مفتین پر
وہی دن اس دل دیوانہ کی تدبیر کا دن تھا

غلط کیا زلف تھی اسکی اندھیری رات تھی تمام
رخ روشن بھی تو اوس عالم تصویر کا دن تھا

پہونچنا چاہیے تھا جلد تجکو جان بلب تھا میں
نہیں یہ آج اے عیسی نفس تاخیر کا دن تھا

کہا جو چاہا اوسنے اور کچھ منہ سے بولے تم
رہے خاموش کیوں اب اے ظفر تقریر کا دن تھا

وہ نہ ہے مے مین نہ ہے وہ مے پرستی مین مزا
جو نگاہ مست ساقی کی ہے ہستی مین مزا

دل گرفتہ ہے برنگ غنچہ رہنا خوب ہے
ہنسکے پایا گل نے کیا گلزار ہستی مین مزا

خاک اڑانی بھی اوڑانی ہمنے شل گردباد
نے بلندی مین اوڑایا کچھ نہ پستی مین مزا

اے ستمگر اپنے تو مژگان کے مجروحوں سے پوچھ
کیا ہے زخم کاری تیغ دو دستی مین مزا

دیکھہ ہے کیا ابر باران ساقیا دم بھر کے جام
مے کے پینے کا ہے اس ابر کی برستی مین مزا

نمبر ۱۰

زاہد اکتا ہی تو رشتۂ تسبیح سے
یہ بھی ہی دام ریا او رتزوی فن کا تاگا

سانپ بن نکلے مجھے کاٹتا ہی بن تیرے
شب ہر اک بستر اندوہ و محن کا تاگا

مرغ دل جا کے کہان جکڑا پڑا گردن مین
ہمہ عشق بت صید فگن کا تاگا

کہکشان کہتے ہین جسکو وہ نظر آتا ہے
اے ظفر جامۂ گردون کہن کا تاگا

در ابھی تار جو ساقی شراب کا ٹوٹا
نشہ بھی ساتھ ہی رند خراب کا ٹوٹا

ہم شکست و درستی ہی قید ہستی مین
وہین نباؤ مین ساغر حباب کا ٹوٹا

ہزار ابر گہربار کا بھی زور گھٹا
نہ تار اشک سے چشم پرآب کا ٹوٹا

جو ٹوٹا ہاتھ سے ساقی کے آج ساغر مے
تو مست بولے کہ جام آفتاب کا ٹوٹا

شکست دل کا لگا حال مین جو لکھنے
قلم و پر کتابت تاب کا ٹوٹا

سرود نالہ کے آگے ہی دل ترا لیا
کہ تار ہے ترے مطرب رباب کا ٹوٹا

نہین ہی رنگ شفق آسمان پر پھیلا
ظفر یہ شیشہ ہی صہبای ناب کا ٹوٹا

ابرو کا تیری شب جو اوسے کچھ خیال تھا
کیا کیا فلک پہ رشک سے گھٹتا ہلال تھا

دیکھا جو ماہ کو ترے عارض کے روبرو
بے رونق اپنی آنکھون مین اوسکا جمال تھا

جلتے وہان صبا سے جو زلفون کے بال تھے
یان پیچ و تاب رشک سے جانا وبال تھا

ہوتا نہ کیونکر اے مہ کامل تجھے زوال
باعث ترے زوال کا تیرا کمال تھا

آمد و رفت عدو ہے اور بھی افسوس ہے | اور وہاں سے بند اپنا آنا جانا ہو گیا
دیکھ کر وہ پنجہ شانہ میں زلف آتا ہے رشک | کیوں نہ اپنا ہی دل صد چاک شانا ہو گیا
آب و دانہ گر نہیں کنج قفس میں کیا ہوا | اشک و لخت دل ہی ہمکو آب و دانا ہو گیا
جبہ سا ہیں ہم جو آنکھوں سے صنم اپنی لیے | سنگ اسود تیرا سنگ آستانا ہو گیا
مجھ سے اے جان جہاں کی جب سے زمیں دوستی | کیا کہوں دشمن مرا سارا زمانا ہو گیا

قصہ فرہاد و مجنوں سے زیادہ اے ظفر
درد عالم عشق کا اپنے فسانہ ہو گیا

ردیف بای موحدہ جلد اول

نیست از انجم شب تاب چراغان شب | گر از خندہ نمایان شدہ دندان شب
شب ہم از کاکل مشکین تو سودا دارد | کہ شد از کاہکشان چاک گریبان شب
دل بشوق رخ و زلف تو چنان گشت عجب | کہ نہ سامان سحر ماند و نہ سامان شب
زلف شبرنگ بر رخسار تو بیند ہر روز | صبح عشاق سیہ بخت بدامان شب

صبح ہجرش ظفر آ درد بلا روز سیاہ
بود در منزل آن ماہ کہ مہمان شب

کیا ہمسے کیا نباہ کیا خوب | صد آفریں انکو واہ کیا خوب
آئے نہ قرآں پر وہ شب کو | تا صبح دکھائی راہ کیا خوب
ہو مجیر کے گھر میں روز جاتے | یاں آتے ہو گاہ گاہ کیا خوب

یارب میں ناز کیا کہ مہربان ہے شب
ہوتا ہو جو منہ سب مرہ داغدار کیا سبب

از چشم یہ تو چشم نہ تھی تجھسی مجھکو تو
برپا کری جو آتش کا طوفان کیا سبب

طفل سرشک تو تو مرا نور دیدہ ہے
مژگان کا میری چھوڑ ہے دامان کیا سبب

چاہت سے تھا نہ دل تو کبھی آشنا مرا
پھر کیوں ہے غرق چاہ زنخدان کیا سبب

پہلو سے جا ظفر کے نہ او ستمگر تو میری جان
کیوں بیٹھتا نہیں ہے تو اک آن کیا سبب

دل تیرا کس لیے ہوا شوخ و تنگ آب
ورنہ پہاڑ سے ہوتی ہیں گریہ سے سنگ آب

روتی نہیں ہے شمع مرا حال دیکھکر
آتش کا ہو گیا ہے یہ زہرہ نہنگ آب

خط سے نکھر ہو کیونکہ رخ یار کی چمک
جاتی رہی ہے آئینہ کی زیر زنگ آب

یوں خط سبز کے ہیں تصور میں اشک سبز
کافی ہے جس طرح کہ بدل جائے رنگ آب

عارض پہ تیرے ہے عرق افشان مجھے جو رشک
بھر جائے یک بیک سے ملک فرنگ آب

میں تشنہ لب ہوں جام شہادت کا ہمدم
آتی ہے مجکو ہنسی جو ہو عار دنگ آب

مژگان میں لخت دل ہے کمان پر نشستہ ہیں
آتا ہے دیکھ جو منہ کو بالای گلنگ آب

تو جا بد جام حلقۂ جوہر دے سے مجھے
اس اپنی آب تیغ سے ای خانہ جنگ آب

دل کی ظفر ہے بحر محبت میں زندگی
یاں یعنی سچ ہے یہ کہ ہے جان نہنگ آب

خال رخ سے تیرے قطرے ہیں پسینے کے قریب
یا دھرے ہیں نیلم کے نگینے کے قریب

کیونکہ دل ہو گم و ان ادس سنا ہین دکا
ہو گئی ہے مری زبان و جگر سے غائب

جبدہ نیاقت سے ہو یون وسی سر گم جب سے
گھر کے آرام کا اسباب گھر سے غائب

نظر عام سے پنہان نہ کیون بندہ خاص
ہو کہ حاضر ہین ادھر ہین ادھر سے غائب

پردہ غفلت کا پڑا دل پہ اسی کے در
وہ تو اک لحظہ نہین چشم بشر سے غائب

کر گئی دلکو تری چشم پر افسون کا فر
طرفہ آئین ہین پہلو نظر سے غائب

ولہ

گرہو پھر مرہ خستہ اوسکی خاک در نصیب
سارے ہی مجھکو نہین اپنی کیون باور نصیب

روز سے ہوتا ہے کوئی دمن نہ بیکر نصیب
ہون توہی قانع نہ جبتک زر وزر دانہ نصیب

پھوڑ تھر سے نصیبونکو ذرا اپنی تو ہاتھ
ہوگا اس خار اشتگانی سے تجھے پھر نصیب

ہوئے حق مین تنہ کا موذہ آئینہ در گی
ہاتھ سے تیری جو ہوا آب دم خنجر نصیب

جام جم کی اوسکی نظرون مین نہ کیفیت رہی
ہوے دو چشم مست ساقی سے جسے ساغر نصیب

آپ کو پہونچا مین ان تک امین ہو نی ہے ہو
آج ہم بھی آزمائین اے دل مضطر نصیب

وہ رہا جب تک بہر صورت رہا حیرت زدہ
صورت آئینہ یان جسکو ہو جوہر نصیب

خاک ہو کر بھی گئی گردش نصیبونکی آہ
خاک کو اپنی بگوڈہ مین ہوا چکر نصیب

جسکی آنکھونکو نہ تیری خواہش دیدار ہے
اوسکو دیدار خدا ہو وہ نہ اے کافر نصیب

مت اوٹھا آسودگان خاک کو اے روز حشر
اک ذرا راحت ہوئی ہے انکو یا گر نصیب

آتے آتے اٹھے میرے در سے پھر جاتے وہ کیون
از طلف گشتہ ہو جاتے میری گر نصیب

زیر محراب دو ابرو ہین وہ آنکھین مست | آ کے مسجد مین ہین کیون نکلے یہ پیمانۂ شراب
ہم ہین خون جگر کیونکہ تنہائی مین | آتو ہے ہو گی جو ہم صحبت اغیار شراب
ناقۂ مستی کی مری بوجھی کوئی مفلس سے | بیچتا اس لطف سے ہین تاکہ کو زردار شراب
مے کشی کا ہی یہی بزم محبت مین مزہ | دل ہو تا شیشہ ہو کباب و لب یار شراب
[illegible] | [illegible] تیری چشم کا بیمار شراب
[illegible] | [illegible] شراب
[illegible] | [illegible] شراب

بات دل کی نہ کہی اوس بت عیار سے ایک
اے ظفر ہنسی زبانی اوسے سو بار [illegible]

ردیف بای موحدہ جلد دوم

جہان سے دل لگی ہے پہر دونونکی دو جانب | لگی ہے دل ہی دل مین ان دونونکی دو جانب
نہ بود منہ سے وہ ہم ہوتین دو جا [illegible] | رہی اک لگی دو دو پہر دونونکی دو جانب
ادہر آتا کیون رخسار [illegible] | حفاظت کو لیے ہین پہرہ دونونکی دو جانب
مرا دل اور جگر ہے نہ منہ تیغ دو سر [illegible] | وہ بہنے نو تیان گر کا تکو دونونکی دو جانب
نہ مرتا کوہ مین فرہاد نہ دشت مین مجنون | [illegible] دونونکو گرد دونونکی دو جانب
وہ دیکھے آئینہ ادہر ہم اوسی یہ کیا تماشا ہے | کہ ہے اک جلوہ منظور نظر دونونکی دو جانب
نہ جانے بتکدہ کو برہمن نہ شیخ کعبے کو | [illegible] دونونکی دو جانب

[illegible]

اکدن وہ تھا کہ تم پوچھتے تھے ہمسے قریب
جام مودت کے ہمیں کہتے ہو تو ساغر ہم
جان کر مارے بوسے نہ لینے پائے
غیر کو یاد نگہ قریب آن سے لاحول ولا
پوچھا محرم ہیں ہم کیا کہتے ہو کچھ ہی ہم ہمد کیا

اب لگا آپ ہیں وہی ہمیں دم سے قریب
بار دا نہی لگا آپ بھی ہم جرم سے قریب
کھا گئی شب کو ہم اوس طرہ پر خم سے قریب
بھاگے دو صورت شیطان بس آدم سے قریب
وا بہر وا آپ ہی کرتے نگہ محرم سے قریب

کوئی کیسا ہی قریب ... ہو ظفر
اوسکا جاتا نہیں ... عالم سے قریب

ردیف بای موحدہ جلد سوم

ہمارا او جانا ہمکو اس عالم سے کیا مطلب
تماشا سے جہالمی ہمنے دیکھی بار ہا ہمین
جراحت ہیں مرے پوں ہمیں ہیں بکر
عرق آلودہ عارض ... دیکھوں ہم تماشا
سیہ بختی ... کے بیچ میں آیا

الستے کیا غرض ہمکو ... ہمیں کیا مطلب
ہم ... ہمکو جام جم سے کیا مطلب
... عاشق کا آدم ... سے کیا مطلب
... گلشن سے گل و شبنم سے کیا مطلب
دگرنہ ... زلف خم در خم سے کیا مطلب

جو یہ سمجھے کہ ملتا ہے وہی جو کچھ ہی قسمت میں
رہا ... ظفر ... بیش و کم سے کیا مطلب

ردیف بای موحدہ جلد چہارم

کبھی جو ... ہیں وہ ... دوا ب

تو ... قسمت ... نہیں ... ا

[illegible]

ردیف بای فارسی جلد اول

[illegible]

[illegible]

ردیف بای فارسی جلد دوم

[illegible]

آپکی خاطر سے ہم کرتے تھے ضبط اضطراب
دیکھکر جیتا ہے ہمکو اور گھبرا اٹھینگے آپ سے آپ

گو نہ جاوینگی سواری آپکی غیرون کے گھر
گھوڑی کا منہ کے ہین بیٹھے وہ اٹھینگے آپ سے آپ

دل اوسکا جو کر زلف مین کوئی سلجھتا ہے ظفر
اور اوجھیگا زیادہ جتنا سلجھائینگے آپ سے آپ

بے سبب خوش ہو اگر ہم پر کہین آپ سے آپ
مر بھرا اور کسیکا تو نہین آپ سے آپ

ہے تو خاک بھی کوئی ترا عاشق جہات
ورنہ کب آئی ہے لرزش مین زمین آپ سے آپ

ہاتھ پہونچا بھی نہین تا سر زلف پر مین
ہو گئے ہم سے وہ کیون چین بجبین آپ سے آپ

بخت برگشتہ اگر ہو گئے سیدھے اپنے
تو چلا آئینگے سیدھے وہ یہین آپ سے آپ

دیر کی گھر سے نکلنے مین جو تمنے تو یہان
تن سے جائیگی نکل جان حزین آپ سے آپ

عشق چمکا دے اگر داغ الم کو اپنے
ہووے ہر کشور دل زیر نگین آپ سے آپ

کھینچتے ہین ہم کلک تصور سے جو تیری تصویر
ہووے صورتگر چین دیکھکے چین آپ سے آپ

گر محبت نے دیا دل کی صفائی مین اثر
تیرے مرنے کا اونہین ہوگا یقین آپ سے آپ

کیسی تدبیر ظفر جب وہ کرے اپنا کرم
کام بگڑے ہوئے بنجائین یونہین آپ سے آپ

کیا ہو مجھ سے کشیدہ ہے وہ گر آپ سے آپ
کشش دل اودسی کھینچیگی ادھر آپ سے آپ

اوس دل آزار کا کیا جانئے کیا خوف مجھے
دل دھڑکتا ہے مرا دو دو پہر آپ سے آپ

ہے ابھی رات کہان جاتی ہے اے ماہ لقا
بول اٹھتا ہے یونہین مرغ سحر آپ سے آپ

[illegible]

جو ہمکو دو حرف ہوگے لکھتے تو پھر دن تم دل مین چھپتے ہو
یہ کیا کہ غیر نکو خط یہ خط ہو ہمیشہ صاحب رقم چھپا چھپ

نفس کی ہے جو کہ آمد و شد بغور کر سیر اسکی غافل
کہ دیکھ سطے ہو رہی ہے کیونکر رہ وجود و عدم چھپا چھپ

خدا بچاوے کہ ان لیٹر دن کو یا دلب چھپ ہے کس بلا کی
کہ سے ہی جاتے ہین دین و ایمان کو ڈھونگ یہ غنیم چھپا چھپ

دبے نصیب ادنکی عاشقون کے کہ بے تامل وہ دغا مین
اڑا دی سر اک دم مین سب کے وہ لیکے تیغ دو دم چھپا چھپ

ظفر ہزار آفرین و تحسین کہ وہ کیا خوب اس غزل مین
لکھے ہین اشعار عاشقانہ اونھا کے تونے قلم چھپا چھپ

ردیف بای فارسی جلد چهارم

جانتے ہین جب ہمکو اپنی خواہندہ نہین آپ
حضرت دل دیکھو کیا خروج دیکھا ہونگ
ہووے کس کس لطف سے خدمتگزاری بکی
مطرب نکو سر دیجہ تو کر ذرہ خروج
ہو سر ادہر مین ہے اغاظلو سمان طریق

ہم نہین زندہ اگر ... تنے ہین مزہون آپ
کشتکاری محبت کو ہین کا زہ ذبین آپ
شیخ جی تشریف فرما ہون اگر زندہ نہین آپ
نالہ و فریاد ملجا ئینگے سازندہ نہین آپ
جا دو گی ہجران جہان تھی بلی پاینندہ نہین آپ

یار کی یاد نگار مین ظفر لکھتے ہو نعت
ہین عجب مضمون رنگین زنگار زندہ نہین آپ

اگر قد دکھائیگا صورت — دیکھیے ہوگی اپنی کیا صورت

جب کہا مین ذبح ہو تو کہا — مرنے والون کی دیکھنا صورت

گرچہ یوسف تھا خوبصورت پر — تیری اوس سے بھی ہے سوا صورت

عشق آئینہ عاشق حیران — جھکے جھکے ہے تک رہا صورت

آئینہ خانۂ زمانہ مین — سب ہے ہر اک اپنا آشنا صورت

اور بے قتل ہے مری قاتل — دیکھی سب ہین آشنا صورت

اور بھی آتی ہے ہنسی دیکھو — مین جو روز کی نون نما صورت

اے ظفر مجھکو اوس صنم کے سوا — نہ دکھاوے کوئی خدا صورت

مست سب جان گئی ساقی مخمور کی بات — سوجھتی یعنی نشے مین ہے محبت دور کی بات

دار پر کھینچو یا قتل کرو جیسے تم — حق پرستو رہی یہ ایک ہے منصور کی بات

چارہ گر جان چکے ہو کہ سنوگا چنگا — مجھ سے کیا پوچھتے ہو زخم کے ناسور کی بات

ناتوانی سے یہ احوال ہوا ہے اپنا — کہ سنائی نہین دیتی ترے رنجور کی بات

پیارا پیارا ترا جیسا کہ ہے انداز کلام — کہ پری کا ہے سخن ایسا نہ ہے حور کی بات

پھر آتا نہین بر مین عزیزو دور — مجھ مین مقدور نہین یہ تو ہے مقدور کی بات

دولت حسن کا ہے جب سے ظفر اوسکو غرور — خالی از غرہ نہین کچھ مت مغرور کی بات

[illegible]

خلق سے دنیا میں اثر کیوں نہ کرے تیرا سخن
سچ ہے واللہ ظفر ہے تری تاثیر کی بات

ردیف تای فوقانی جلد دوم

خواہ ہو جوگی ار خواہ ہو انوار کی بات
ایک مشکل ہے کہ ظالم تری بیماری کی بات

نہ دیا سوز خلش نے ترے دم بھر کا نگی مجھے
نشتر خار بھی بستر میں جگر کاری کی بات

ہار انسک بکا جو باندھا تھا مری آنکھوں نے
ہر قرہ ایک زری تھی [illegible] کی بات

[illegible]
حشر کا دن ہے [illegible]

ہے کہاں خواب کہ دیکھوں میں خواب میں ملنے تجکو
[illegible] آنکھوں میں [illegible]

گذری اس طرح سے غفلت میں جوانی اپنی
[illegible] مستی میں [illegible]

روشنی ماہ کی ہو گرد اگر دکھلائے
ای ظفر تاب ذرا نہیں وہ رخسار کی بات

بسند طبع [illegible] اک جہان کو تری بات
نہ کہا ذرا وہ بھی اوس نے [illegible] بہانہ کی بات

لگی ہے کان ملاحت جو [illegible] تیرے نمک کان
کہے ہے کیا وہ خدا جانے لگا [illegible] کی گفتگو

دکھا نہ رخ مجھے اپنی تو جدائی سے
نکالی اور کوئی جیسے اُسی تکرار کی بات

کہا یہ لیلی محمل نشین نے مجنوں سے
کہ راز کی نہ ہو معلوم سب [illegible] کی بات

سنی نہ بات کوئی اوس نے ہے خبر دشنام
یہی اک آتی ہے اوس شوخ ستمگر کو بات

کہے تو کیا کوئی عاشق کہ نہیں جاتا ہے
وہ دیکھتے ہی تمہاری نہ دوا آنکھوں کی بات

[illegible]

دُرِ دندان سے تری نسبت اونھین کیا رشتۂ گل
تو دہان غنچہ مین ہون گوہر شبنم کے دانت

عشق اوس آہو نگہ کا ہی تو وہی دست اجل
مارے گر منھ پر طمانچہ جھڑ پڑین ضیغم کے دانت

اوس فلک کو دشمن عالم نہ مین کیونکر کہون
جس کا ہی یہ ہمیشہ سر پہ اک عالم کے دانت

کان کے بالے کی موتی اور کچھ بالون مین نہین
ہین یہ اوس رسیا زلف خم در خم کے دانت

سامنے آ کر مرے گر عشق کے میدان مین
کھٹے کر دون ایکدم مین اے ظفر رستم کے دانت

ردیف تای فوقانی جلد چہارم

جواب دے کہ مجھے تو سنو طبیب کی بات
یہ اوسکی بات نہین ہے مرے نصیب کی بات

کرین جو ہم تری دوری مین نالہ و فریاد
یہ شور ہو کہ سنائی نہ دے قریب کی بات

سنین نہ کان ملامت اگر کہین مجھے ہم
لگا کے کان ہمیشہ سنے رقیب کی بات

کرے وہی کہ جو کرنا ہو آپکو منظور
مگر سنا تو کرو تم کسی غریب کی بات

کلام اشرف و ارذل مین فرق ہے کہ کہان
صدائے زاغ مین آواز عندلیب کی بات

مجھے نہ ڈر کہین ایسا نہو دل بیتاب
ہو روکے سامنے کہہ بیٹھے کچھ حبیب کی بات

ظفر نبات سی شیرین ترا فرش بانی
جو پہلے تلخ سمجھتے تھے ہم حبیب کی بات

اگر نظر بازی مین طاقت اے ہمنشین دیکھے تماشا
پر ہنر مین دیکھی کم اور عیب مین دیکھی بہت

زہر ہی داغ دل پہ دیکھی ناخن غم کی خراش
جیسے ہون اہرمن کندہ نگین دیکھی بہت

تیری گلی کی خاک تری خاکسار ہو
کیونکر نہ میرے قتل کا دن تجکو مشہور

ہو کاش بعد مرگ بجائے عیر دوست
دشمن جو میرے ہین ہین ہر مستر دوست

دشمن ہی کیا ہین چشم حقارت سے دیکھتے
رکھتا ظفر نظر مین ہی ہمکو حقیر دوست

وہ مجھے حق نے دی صنم صورت
ہم تو ترسین جمال کو تری
نہین باقی ہے تیری صورت تکو
چڑھتا ہے مہر کا تپ لرزہ
زندگان عدم کی پھرتی ہے
ہو گئے ہین مریض غم یارو
ہاتھ مانی نے اپنے چوم لیے

ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت
دیکھ آئینہ دم بدم صورت
بولے اللہ کی قسم صورت
دیکھکر تیری مبہم صورت
اپنی آنکھون نے مبہم صورت
دیکھکر چاند سی وہ ہم صورت
کھینچکر تیری اک قلم صورت

دشت گردی مین بھی ظفر اپنے
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

بنا جو تجھسے نہ اپنا کار دست بدست
کہان نصیب کہ گلگشت صحن گلشن مین
بدست پیک صبا و بدست قاصد اشک
ہمین بھی دشت مین مجنون سے قدم آگے

کہ رکھکے بیٹھ نہ غفلت سے کار دست بدست
ہمارا تیر جو ہو گا غدار دست بدست
پہونچتی سب بے خبر تا بیار دست بدست
کہ بھاگی مار کے ہم لاکھ بار دست بدست

ردیف تائے ہندی جلد دوم

جز عدو کا تو زاہد کو گمان ہے جو ملا ... مست ہو جاوے اگر پیوے ذرا ساغر کو چاٹ

کان کے آویزہ لعلین یہ کب ہے زلف ما ... سانپ تجھ پر جیا ہے لیتا ہے پتھر کو چاٹ

دی اگر اکسیر بھی کوئی تو وہ کھاتا ہے کب ... جسنے اکبارگی لیا ہے تیری خاک در کو چاٹ

دل میں کیا چھوڑیگا غم ہے جانتے ملکو گھن ... یہ چھوڑا نا دیکھا جائیگا تو سارے گھر کو چاٹ

دے چکا بوسہ لب شیرین کا وہ کہ شکر ... ہو گیا اپنے کرکے یاد اوس لعل جان پرور کو چاٹ

ردیف تای ہندی جامہ تہ دار

ساتھ غیر دن کے پیے تو بادۂ بختر کو گھونٹ ... اور ہم تجھ بن پیئیں خونناب جگر کو گھونٹ

تلخ باتین سنکے تیری منہ سے پیجاتے ہیں ہم ... اسطرح ذاہی شکر لب جیسطرح شربت کے گھونٹ

منھہ میں زاہد کے ابھی بھر آیا پانی گر ہنوز ... بین خم اب عشق کیا ذوق شرابت کے گھونٹ

اے گریبان دیکھہ ٹکڑے ادھڑ ادیگا ترے ... تو گلے کو یون نہ آس ذرہ وحشت کے گھونٹ

پیکے قلیان بنا ہر دم غیر کو اوس نے دیا ... تیرے ہاتھ آیا تو کوئی ابد کی حسرت کے گھونٹ

آب حیوان سے بھی بہتر ترے بیمار کو ... اے ستمگر تیرے زہر آب غم الفت کے گھونٹ

جام مے اور وں کو ساقی دے ہے بھر بھر کے بے ... اے ظفر اپنے نہیں دو چار بھی قسمت کے گھونٹ

ہے عجب اوس بوسہ لعل لب شیرین کی جاٹ ... پر کہاں قسمت میں ہے اس عاشق غمگین کی جاٹ

آب زمزم کو کبھی پیا ہو نہ ہرگز منہ لگا ... ہے مے جو نہ کرد زاہد تجھ کو ہے حدیث کی جاٹ

ردیف ثای مثلثہ

وہی پیش آئیگا لکھا ہے جو پیشانی مین
نامہ کرنے ہو ظفر تم اوسے تحریر عبث

ردیف ثای مثلثہ جلد دوم

کہہ ناصح سے کہ بیجا نہ زبان آئے عبث
مین سمجھنے کا نہین مجکو سمجھائے عبث

نہین امید کہ تو خاک پہ بھی آکے کبھی
کیون کوئی تیری لیے خاک مین ملجائے عبث

کیا نہ تھا پیچ مژگان مرا سلجھانے کو
موی زلف آپ نے شانے سے سلجھائے عبث

دل سے کہہ وہی ہوویگا جو ہونا ہوگا
ہوگا گھبرانے سے اتنا نہ گھبرائے عبث

دل نے چھیڑا تو اوسے شوق سے مار باندگی
زلف کا ذکر ہی پہ مجھپہ نہ بل کھائے عبث

ای کماندار ذرا مڑکے نہ دیکھا تو نے
ورنہ تک صید محبت ترے جائے عبث

جانتے ہو کہ وہ مجھسے ہی کشیدہ خاطر
ہمنشینو ن اوسے تم کھینچکے یان لائے عبث

عمر کا مہر ترے زانو پہ ہیگا یونہین
سر کوئی سنگ سے ٹکرائے تو ٹکرائے عبث

نہ کیا کام کچھ ایسا جو زبان کام آتا
کھوئی یان عمر ظفر تمنے یونہین ہی عبث

ہین یہان رنج کے آثار خوشی کی باعث
اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین ہنسی کے باعث

عجب آیا ہمین عالم نظر اللہ اللہ
دیکھین اون دانتونمین ریخین جو مسی کے باعث

ہول دل سمجھو مجھے خواہ تپ خفقان
ہے یہ جو کچھ ہے تمہاری خفگی کے باعث

سیر خون سے نہ رکھ آب دم تیغ پہ ناز
خشک لب جاتے ہین تشنہ لبی کے باعث

ردیف جیم تازی جلد اول

ردیف جیم تازی جلد دوم

ردیف جیم فارسی جلد اول

[illegible]

سن تو لیتے ہیں مرا حال جو کچھ کہتا ہوں / اونکا برہم مری جانب سے ہے ہر چند مزاج

آ گیا چشم ز بیمار کا دم آنکھوں میں / تو نے پوچھا نہ کبھی کیوں ہے کسلمند مزاج

ہوں وہ دیوانہ کہ مجنوں بھی دیکھے جسکو / پوچھتا مجھ سے ہے بگڑا ہے مرا فرزند مزاج

بوسہ ہائے لب شیریں کی جسے چاٹ لگی / اوسکا مائل نہو سوے شکر و قند مزاج

[illegible] / بلکہ رنجیدہ ہو اسکے تری [illegible] مزاج

اے ظفر تو نے کیا قطع تعلق سب سے / چاہتا ہے دل کا کسی سے نہیں پیوند مزاج

میں کیا کہوں اس بت کی جدائی کا غم و رنج / ہے میرے لیے ساری خدائی کا غم و رنج

چھوٹا بھی قفس سے تو کہاں طاقت پرواز / ہے مجھکو بڑا اپنی رہائی کا غم و رنج

پوچھے کوئی غم کھانے کی عاشق سے [illegible] / لگتا ہے مزا کیا یہ مٹھائی کا غم و رنج

گر رہ بھی تو ہوگا وہ ہاتھ میں [illegible] / نے صلح کی شادی نہ لڑائی کا غم و رنج

اوس در پہ نہیں مجھکو رسائی تو بجا ہے / لیکن ہے رقیبوں کی رسائی کا غم و رنج

کیوں آنکھ دکھاتا ہے ترا حلقۂ گیسو / ہے دیکھو اسی چشم نمائی کا غم و رنج

ہر دم ظفر اک تیغ الم کھینچکے دل پر / کیا ہاتھ لگاتے ہیں صفائی کا غم و رنج

ردیف جیم تازی جلد چہارم

اے دل نہ بتان دو کسی سرو کو بھیج / بھیجے اگر تو قاصد لخت جگر کو بھیج

[illegible]

[illegible]

کاروان عمر ما چون دم روان
لیک گردید روان هیچ است هیچ

سبب باعث دولت دنیا و دین
در نگاه ناشناسان هیچ هیچ

از برای ... دل هیچ هیچ
... نیست هیچ

از ... جلوه ...
این تماشای جہان هیچ است و هیچ

دل مرا ... یار کی ابرو ہیچ
کیا تماشا ہے کہ اس کی طرف ... ہیچ

چشم ... دیکھ ... جسکو ... ہوئی
یہ دیکھ ... ہیں ... ہیچ

جسطرح آتی نظر گرداب ...
یوں دکھائی دیتے ہیں ... ہیچ

... ہیں ... ہیچ
کیا کیا ... ہیچ

یان تماشا ... ہیں کی ...
... ہیچ

جی ... اشعار ... ہر ...
... ہیچ

دیکھ ... نظر ...
... ہیچ

کب ملک آئی ... کبھی ...
... ہیچ

آپ کا ... کیا شاید ...
آج ... ہیچ

اڑ گیا گل کا ... رنگ ... ہیچ
... ہیچ

دم میں دم ... جہان ...
...

[illegible]

[illegible]

گل تو کچھ نہیں جامہ سے ... ہیں ... | آیا گیا باغ میں وہ غیرت گلشن سچ مچ

ابھی ... اگر مجھ کو یقین ... | آئیگا گور پہ میری بس مردن سچ مچ

دین ... زلف ... کر ذرا میں دل ... | کاٹ کھائیگی ابھی اوڑ کے ناگن سچ مچ

جب ... لب نازک ... | برگ گل ... برگ گل ... سچ مچ

شفقہ ... ہے ... رنگ میں ہی ظفر
بن گیا عشق میں ... سچ مچ

تجھ بن جو کاٹی میں نے پہر تین چار پانچ | بچھڑے گئے برس وہ گذر تین چار پانچ

جیسا کہ آسمان پہ ہے یہ آفتاب ایک | ایسے ہیں میرے داغ جگر تین چار پانچ

ہیں ہم سے وہ بہر کے لیکن ہم ... اور بھی | کرتے ہیں روز پھیری ادھر تین چار پانچ

ارد ... تین خلط ہیں چار اور حواس پانچ | ہیں ... رفیق بشر تین چار پانچ

ہیں دوست گر بہت سے تو ہیں ایک دو | اور کم سے کم عدو ہیں اگر تین چار پانچ

رہتے ہیں روز کوچہ میں قاتل کے [illegible] | دو تین چار لاشے تو مر تین چار پانچ

خالی نہیں ہے عیب و ہنر سے کوئی بشر | لیکن ہزار عیب ہنر تین چار پانچ

بارہ امام ہی سے ہے اسلام کو قیام
ہیں یہ ستون دین کے ظفر تین چار پانچ

ردیف جیم فارسی جلد چہارم

دل ہو ناوک مژگاں کا نشانا سچ مچ | آگیا تمکو تو ہاں تیر لگانا سچ مچ

ردیف حاے حطی تمام جلد دوم

باغ مین جلوہ تمہارا دیکھ خط سبز کا
محو نظارہ رہیگا اپنی صورت کی داب
بیچ قمریان سے کب رکتا تھا یہ قفل شکستہ
بنگیا ہے سر بسر سینہ فراق شکستہ
چاہ مین اوس یوسف ثانی کی یاد کیا

منفعل ریحان ہیں جو زہر دکھایا کی طرح
یوند یار وادسی تمنی دکھایا کی طرح
آخر ش سر پر مرے طوفان لایا کی طرح
سوز الفت نے مرے دنکو جلایا کی طرح
ہائے کمبختی مجھی دل نے دلویا کی طرح

ہم نے کہتے تھے ظفر دل مت لگا ہر ایک سے
دیکھو یہ اوسکا مزہ آخر کو پایا کی طرح

ہم مانتے ہیں کب کسی غمخوار کی صلاح
اوس بیوفا کی ہوسکی ترک دوستی
مرجانے نہ ہو جیے منت کش مسیح
کاکل مین دل پھنسیگا گرفتار زلف
انکار وصل کیونکہ یہ تیرا مشورہ
ٹھہری تھی اونکے آنیکی پھر آج اسطرف
کہنے پہ کیجیے پیر خرابات کے عمل
برگشتہ بخت ہیں کہ جنون دلکو مین

اپنی وہی صلاح کی جو یار کی صلاح
یہ ہمنے اور دل ہی ذکی یکتا کی صلاح
اب تو یہی ہے اب اشتے تر بیمار کی صلاح
زیبائی جو اسمین ہے سر کار کی صلاح
ہے اونسے جو دین کبھی اقرار کی صلاح
لیکن نہ ٹھہری اونکے طرفدار کی صلاح
لیجے نہ زاہدان ریاکار کی صلاح
پھر جائے لیتے لیتے خریدار کی صلاح

کیا ذکر اونسے منھ سے نکالین جو ایک بات
جبتک کرین ظفر نہ دو چار کی صلاح

ہوا شب ... ہوئے ہو ہم گرامی ہو غم ربا

... نہ ناز روا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

کہا قیس نے ... بیچ تو یہی ای مشفق من

... سخت ... مین خراب ہوا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

بخت اسنے نارسا ہین رسائی ہو کسطرح

جا کر پھنسا ہی دیکھین رہائی ہو کس طرح

معلوم پھر خدا کی خدائی کس طرح

جان بر مریض درد جدائی ہو کسطرح

پیری نہ او شیر روز لڑائی ہو کسطرح

اس سخت جان کی عقدہ کشائی ہو کسطرح

اسلور بھلا خدا نے بنایا ہی ای ظفر

... بھلون سے برائی ہو کسطرح

لائی گرمی محبت سے حرارت ... کی طرح

ربا ہو ... لوا سے استارہ کی طرح

... اس متانت کے مارہ کو نہ ... کی طرح

آنکھین وہ بہانی لگے ... سب کی طرح

دل کے درد مین مریہ ... کی طرح

دیکھا جب گردش کو تیری چشم کی ای فتنہ گر ہمنے جانا گردش تقدیر کو اچھی طرح
ہی کیا اچھی عمارت پر ہو نازان غافلو دیکھہ لو اگلون کی یان تعمیر کو اچھی طرح
کاتب قدرت نی گرد اوس مصحف رخ کی لکھا کیا ہی خط خوب سے تفسیر کو اچھی طرح
دل سی گھر اچھا نہیں ہے کوی ای نا وک فگن بیٹھنے دی اسمین اپنی تیر کو اچھی طرح
ہور ہینگے خار بھی پانوں تلی اب ای جنون پانون نے پر دی مری زنجیر کو اچھی طرح
جو تجھی منظور ہی کرنا وہی برایکبار سن توی ای ظالم مری تقریر کو اچھی طرح
دے کے دل اوس سنگدل کو کرچکے ہم امتحان
ای ظفر اس آہ بے تاثیر کو اچھی طرح

ردیف حاء مہملہ جلد چہارم

ہے سوز غم سے یہ دل بیتاب کی طرح آتش پہ بیقرار ہی سیماب کی طرح
گیسوے عنبرین سے وہ رخسار تابناک پوشیدہ زیر ابر ہی مہتاب کیطرح
سنبل ہی زلف قد ہی ترا سرو کی روش گلبرگ لب ہین رخ گل شاداب کیطرح
رنگین طبیعت اوسکی ہی اللہ کسقدر ہر رنگ مین سمارہی وہ آب کی طرح
گویا ہی ایک درج یاقوت وہ دہن دندان ہین اوسمین گوہر خوشآب کیطرح
آنکھون کے عکس سے ہین نمودار ہی چھپے ہو آئینہ اوسکے آگے ہی تالاب کی طرح
غفلت یہ تم ہماری نہ جاؤ کہ غافلو دنیا کو ہم ہین دیکھہ رہی خواب کی طرح
ہی خاک و اشک خون سے قبا ی برہنگی تن پر لباس اطلس و کمخواب کی طرح

ردیف خاء معجمہ جلد اول

ردیف خاء معجمہ جلد چہارم

[illegible]

اگر اشارہ ہو اوس ابروی کا تو پھر
جو طمع سے ہاتھ کھینچے وہ ہی تیری ہاتھ
چرخ کی بھہ ہو کیون ذرے یہ ای مہر کی
ہے فرا برسات کا تجھسے وگرنہ ساقیا
چرخ ساغر مین بھری کسکی مے گلرنگ عشق
جب ملک تجکو نہ دیکھین دیکھ اب کیا نہ

تیغ ماہ نو کو یون ہر ماہ کیون کھینچا ہی چرخ
پانون اپنے بستر آرام پر پھیلا ہے چرخ
نوجوا و ہمیرے گھر ایسا نہو پھر جائے چرخ
مار بار تش سے ہی بتہ پر اگر برسا ہی چرخ
ہو گیا زہراب غم سے سبزہ مینا ہی چرخ
آنکھین دکھلاتی مین اشتے ستارے آینتین دکھلا ہی چرخ

آنکھ اوس خورشید وش کی پھر نہ جائے ای ظفر
اسکی کچھ پروا نہین پھرتا ہے گر پھر جائے چرخ

جب کہ ہو تجھ بن مجھی خواب و خور و آرام تلخ
اس شکر لب کی زبانی لگتا ہی شیرین مجھے
خون دل جو تلخکامی سے پیا مین مدام
ہے چشم یار کا کشتہ ہون مین اے پھر ہو
حرف جائیگا زبان پر لانا ای جانان تلخ

زندگی کیونکر نہو پھر ای بت خودکام تلخ
ورنہ لگتا ہی ہر اک انسان کو دشنام تلخ
ساقیا ایسی کہان ہو گی مے گلفام تلخ
نخل تربت مین لگین میرے کیون یادام تلخ
ہے وہ میرے حق مین جیسے موت کا پیغام تلخ

حرف میری تلخکامی کا جو لیوے ایکبار
صبح سے اوسکی زبان ہووے ظفر تا شام تلخ

ردیف خاء معجمہ جلد دوم

عجب طرح کا ہی دن رات آسمان کو چرخ
ہمیشہ چرخ سے ہے ایک اک زبان کو چرخ

[illegible]

تسخیر کرے کشورِ دل کرشمۂ خوبی
کچھ لکھنی ظفر تسخیر کی تاریخ

خونِ دل سے میرے لکھو اوسکو خط میں نامہ سرخ	رنگ ہی ایسا کا ہو اسکا باز شنگرف نامہ سرخ
ہو صلا گل کا کہاں جو نالۂ بلبل سنے	کرتا ہے غصے سے منہ پہلے ہی یہ کم ظرف سرخ
مانگ گرمی میں جو پانی بھر رنج تشنگی	دیکھ عکسِ روئے گلگوں سے ہو آب نہ سرخ
گر نہیں ہے سر پہ خون اوسکی کسی بے جرم کا	ہیں کنارہ قاتل سفاک کی کیوں طرف سرخ
اشک خون سے یاں ہیں ذرہ ذرہ سرخ و سپید	گر سفید اطراف ہم کرتی ہیں تو ہے فرش سرخ
نکلے اشک سرخ کا قطرہ جو میری چشم سے	اے ظفر ہو جائیگا اک دم آب ذرف سرخ

ردیف دال مہملہ جلد اول

قدر اے عشق رہیگی تری کیا میرے بعد	کہ تجھے کون نہیں پوچھنے کا میرے بعد
زخم پر دل کے گوارا ہے مجھے گو یہ کہ نمک	کون چکھیگا محبت کا مزا میرے بعد
در جانان سے میری خاک نہ کرنا برباد	دیکھ جانا نہ ادھر بعد صبا میرے بعد
خار صحرائے جنوں یونہیں اگر تیز رہے	کوئی آئیگا نہیں آبلہ پا میرے بعد
میرے دم تک ہے ترا ناز دل ہمارے علاج	کوئی لینے کا نہیں نام دوا میرے بعد
اوس ستمگر نے مجھے جرم وفا پر مارا	کوئی لینے کا نہیں نام وفا میرے بعد

اے ظفر کیونکہ محبت کو نہو غم تیرا
کوئی غمخوار محبت نہوا میرے بعد

[illegible]

وہ مری گردش طالع ہی کہ جسکے آگے
ہوگیا کاسۂ گردش نہ وہ بھی چاک پہ گرد

دل پہ آبلہ سی گر ہو مقابل تو صبا
جھاڑ دی خوشۂ انگور نے بن تاگ پہ گرد

ھرصہ حرص و ہوا سے ہے مکدر عالم
ای ظفر سب کے پڑی ہی رخ ادراک پہ گرد

ردیف دال مہملہ جلد دوم

کیا دہن میں ہیں ترے ای لعل لب دندان سفید
دُر جک یاقوت میں موتی ہیں سب یکسان سفید

دیکھو وہ بوندیں پسینے کی ترے رخسار پہ
جیسے دیکھی ہوں نہ گل پر قطرۂ باران سفید

تیرہ بختوں کے لیے ہے صاف تیغ آبدار
سر کے بالوں میں تری یہ مانگ ای جانان سفید

ہوش گریہ سے یہ عالم ہے کہ ہر آنسو کی بوند
ہے کبھی سرخ اور کبھی میرے سر مژگان سفید

دوست جیسے دشمن ہوا وہ آشنا نا آشنا
ہوگیا تو مہ جبان کا سب نے جانا ہان سفید

اک غضب بجلی سی چمکی تبسم زیر لب
دیکھتے ہی ہوگیا روی مہ تابان سفید

چاہیے دل سے فقیری اسپہ کیا موقوف ہے
اے ظفر رنگین ہو یا ہو جامۂ انسان سفید

ردیف دال مہملہ جلد چہارم

یار سے عیارگی ہے گرچہ یاری سے بعید
ہے نہیں ای مہربان عادت تمہاری سے بعید

کیا کرے گر شمع پر جان نبی پروانہ نذر
اس جگہ پرچہ تامل جان نثاری سے بعید

کشتی نہ چرخ گر ہو غرق طوفان بلا
کیا ہے میری چشم تر کی اشکباری سے بعید

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تیر نگاہ سے مجھو زخمی تو کر چکے
جل ہی رہا تھا آتش افسردہ غم مین ول
بیٹھے تھے خانقاہ مین ہم سبکے باصلا

پھر کھینچتے ہو تیغ میان یک نشد دو شد
اوکھنچ گیا جگر تو دہان یک نشد دو شد
پھر یاد آیا دیر مغان یک نشد دو شد

کی دوستی جو اس بت کافر سے ای ظفر
دشمن ہوا ہے اپنا جہان یک نشد دو شد

ردیف ذال معجمہ جلد اول

کیونکہ خسرو کو لگین اوسکی نہ دشنام لذیذ
تشنہ لب جو کہ شہادت کے ہین اونکو قاتل
یہ مزا قند و شکر مین بھی نہین ہے ہرگز
یاد چشم بت بدمست مین ہمکو ساقی
لگ سکے تو نخل محبت مین دلا ہو پختہ
سیب کہان سیب مین بھی ہین حلاوت ایسی

جسکا شیرین سا ہو تو لا نام خدا نام لذیذ
کیون نہ شربت سے ہون اوس دم صمصام لذیذ
لب شیرین ترے جیسے ہین دلارام لذیذ
وقت مے نوشی کے کیا لگتے ہین بادام لذیذ
پھل ہوتا نہین ہرگز ثمر خام لذیذ
بوسہ جو ترے ذقن کا ہے گل اندام لذیذ

جو مزہ بادۂ الفت مین ظفر تونے دیکھا
ایسی ہوتی نہین ہرگز مے گلفام لذیذ

چھپایا تو نے کسکا کواڑ مین کاغذ
لکھی جو محضر خونین کو کوہکن نے عشق
کسیکو لکھتے تھے خط وہ پلنگ پر بیٹھے

دھرا ہوا ہے جو بیت کی دراز مین کاغذ
تو برگ لالہ ہو جو بہار مین کاغذ
مجھے جو دیکھا چھپایا نواڑ مین کاغذ

ردیف ذال معجمہ جلد دوم

[illegible]

ردیف ذال معجمہ جلد سوم

[illegible]

ردیف ذال معجمہ جلد چہارم

[illegible]

خط نہیں ہو تیرے ترتیب یہ تیری بھر نکلا
سیکڑوں پہنچ گئے خط جو بس تیرے مگر
دی ہو جب جرم وفا پر دو بسکو تقریر

بدلا قرآن کی ہو تفسیر کا پہلا کاغذ
نہ ملا نسخہ اکسیر کا پہلا کاغذ
دیکھتا ہو مری تقریر کا پہلا کاغذ

سرنوشت اپنے ظفر اپنی نہیں ملی جاتی
سب وہی اک خط تقدیر کا پہلا کاغذ

ردیف را مہملہ جلد اول

خدنگ عشق ڈالیا جگر کو توڑ کے پار
ہزار بن روزن در بند کیجیے گا اب
اثر نہ آنکھوں میں تل سمجھو تم نہ رو یار
اتر سکا نہیں دریا عشق کو کوئی
فلک سے آہ ہماری گذر گئی اس طرح
کمان ہے اوس لب نازک پہ ...

یہ تیر وہ ہے کہ جاوے جگر کو توڑ کے پار
نگاہ جاوے گی دیوار و در کو توڑ کے پار
نظر کا تیر گیا ہے نظر کو توڑ کے پار
چلا ہے کس لیے فرہاد سر کو توڑ کے پار
کہ جیسے تیر کوئی ہو سپر کو توڑ کے پار
ہوے ہیں خار یہ گلبرگ تر کو توڑ کے پار

تلق سے یہ تھا شب مہتاب میں حال اوس بن
ظفر ہوا ہی تھا نالہ قمر کو توڑ کے پار

وقت غفلت وہی ہنگام ہشیاری ہے اور
ای تجلا ہے صنم میں تیری شان کرے
دردمندان محبت کا طبیبوں سے علاج

خواب کی سیر اور ہے اور سیر بیداری ہے اور
تیری شان حسن میں طرز ادا داری ہے اور
کس طرح سے ہو سکے یار دیہ بیماری ہے اور

پیدا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار سب جا ہے آشکار
شعلے سے طور کے نہین کم روشنی مین ہر سنگ کا شرر

کیون کعبہ و کنشت مین مرمارتا ہے تو ہر سو گرم جستجو
تو جسکو ڈھونڈھتا ہے چھپا وہ تجھی مین ہے پر تو ہے بیخبر

جوش بہار حسن کسی گل سے ای صبا ہے یہ جنون کا جوش
مصروف اسقدر جو گریبان دری مین ہے ہر غنچہ ہر سحر

ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل کیفیت حباب
کچھ ہے اگر مزہ تو یہی زندگی مین ہے باقی ہے دردسر

ای خود پرست پوچھتا کیا ہے خدا کی راہ ہے وہ بہت قریب
گم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی مین ہے ای سوختہ جگر

صد داغ سوز عشق سے کھا بلکہ صد ہزار ہر داغ دل پہ تو
لذت تجھے نصیب اگر عاشقی مین ہے ای سوختہ جگر

افشای راز عشق نہ کر کیکے چپ کی بات پردہ ہی خوب ہے
جی ہی مین اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی مین ہے خاموش اے ظفر

یا تو وہ رکھتی تھی سرگوشی ہمین اسقدر ہمکو پاس اتنا وہ ہر بات پر پہلو تہی ہوش مین آؤ ہمین کہتے ہو تم بیہوش ہو	یا لگی ہے سخن پوشی ہمین اسقدر اور تجھ مین ننگ ہم آغوشی ہمین اسقدر کیون میان دل ہوش بیہوشی ہمین اسقدر

ہمارے مہ جبین سینے کے دیکھے آبلے تو نے | کہان اس طرح کے ہین اختر تابندہ گردون پر
موئے جو داغ ہر دل کے ہو تیری جا ہے خالی کے | جھلکے ہے جو ہر جھلک طاؤس اونچی رو ندون پر

ظفر آگے ترے سرسبز ہووے کس طرح کوئی
کرے ہے طنز ہر مصرع ترا اب سرو موزون کا

گردون میں گریہ اگر ہی ناتوانی پر | فلک زمین پہ ہو یون جون حباب پانی پر
وفا کے بدلے جفا تم کرو ستم ہے یہ | صد آفرین ہے تمھاری بھی قدردانی پر
غنیمت آہ سمجھ لے تو وصل گل بلبل | نہ بھول باغ میں دو دن کی زندگانی پر
ہمارے روبرو کرتا جو ہے تو سسکی | لگے ہیں تجھکو بھی اے مرغ بوستانی پر
نصیب خفتہ مرے بعد عمر جاگے آج | ہو چشم یار کی کچھ بھی مہربانی پر
ہزار حیف کہ بلبل کا صحن گلشن میں | نہ چھوڑا ایک بھی صیاد نے نشانی پر
ہنسی کی بات نہیں ہے کہ ہر سحر خورشید | نثار ہے تری دستار زعفرانی پر
کھلی ہے چشم حقیقت جو تو کی شکل حباب | نہ باندھ نقش نہیں تکیہ جہان فانی پر

ظفر ہم اپنی ہی قصے میں ہنسیگے آلودہ
خیال کس سے کے کہنا ہے کہیں اب کہانی پر

بلا سے گر کوئی دنیا میں ہے خفا دلگیر | ہے آشنا سے ہو یارب آشنا دلگیر
چمن میں صحبت بلبل سے گل تو خندان ہے | الٰہی مجھ سے مرا کیون ہے دلربا دلگیر
نہیں ہے گلشن عالم شگفتگی کی جا | برنگ غنچہ تصویر ہین سدا دلگیر

وفور اشکوں کا ہی ہمارے نکلتے بالوں میں ہیں تمام سے
یہ کیونکہ ہوں عشق پر نچھاور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

پھپھولے بالوں میں ہیں نمایاں تو سر پہ داغ جنوں فروزاں
نہ دیکھیں دیوانے تیرے کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشاں پر تو اپنی افشاں دکھا دے چمکر
کہ تا نظر آئیں ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سبزہ و گل پہ جوش شبنم نہ چمکے جگنوں ہوا پہ ہر دم
نظر سب آتے تھے مجکو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ادھر تو فوارے چھٹتے ہیں ادھر ہیں اشجار پر چراغاں
نئی ہے سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر کے استاد پر یہ کامل
غرض دکھائے وہی جھاکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

بجز انگور کب راضی ہوں ہم جنت کے جانے پر
تاسف کوہکن کے بار کوہ غم اوٹھانے پر
ترا گھر میرا کاشانہ تھا اب ہی غیر کا مسکن
اثر دیکھا ترا ہی گریہ وہ بیدرد کرتا ہے
ہماری دل کا عقدہ غنچہ لب ہی کی کھلتا ہے

رکھی ہے ذرمغ روح کی گلستاں تک بات دی اپنی
ٹپکتا تھا یہ سر شیریں کی سنگ آستانی پر
تسلط زاغ ذیابا ہمارے آشیانی پر
کہ مجکو آگ لگتی ہے تری آنسو بہانے پر
گروا شد اسکی ہے موقوف تیر کھلانے

[illegible]

اگر بتا ملک تیری جدائی مین رکون — ابر کے مانند آنکھین اشکبار

ای ظفر اوس سے کوئی کہتا نہین

جا کے اتنا بھی کہ سین او گلعذار

وفور گریہ نے چشم پُر آب کے اندر
دکھایا ہم کو سمندر حباب کے اندر

نگاہ مست مین ساقی کی ہی جو کیفیت
بھلا کہان ہی وہ مستی شراب کے اندر

برنگ شعلہ فانوس ہو نہ پوشیدہ
تمہارا عارض روشن نقاب کے اندر

نور تجلی حقیقت ہو گرم نظارہ
وہی ہی ذرے مین جو آفتاب کے اندر

اگرچہ صاف ہی دل سادہ لوح پر سینہ
جو دیکھا ہمنے نہ دیکھا کتاب کے اندر

کہان ہمیشہ مین پیکان وہ ٹوٹ بیٹھا تو
چھپا ہوا دل پر اضطراب کے اندر

ہماری آنسوؤن مین یون ہی راز عشق ظفر

اگرچہ طرح سے ہو خوشبو گلاب کی اندر

دکھائی لاکھہ وہ شاہ و وزیر کا محضر
سنند نہ رکھے گا کوئی فقیر کا محضر

بروز حشر دکھاوےگا یہ دل پر داغ
خدا کے آگے تمہارے اسیر کا محضر

فلک کے صفحہ پہ جو مہر مہ کی مہرین ہین
نگریہ ہے کسی روشن ضمیر کا محضر

جگر پہ اوسکے نہ تو داغ یہ سمجھ گلگیر
ہوا ہے جسپہ یہ شمع منیر کا محضر

ظفر نہین ہے کسیو جو مورد تقصیر

یہ چاک ہوگا تمہارے مشیر کا محضر

[illegible]

رخصت پرواز گر صیاد تو دیتا ہمین
ہم چمن مین ہو تجے باد سحر سے پیشتر

رکھتی ہستی مین عدم سے کیون قدم اپنا جو ہم
ہوتی واقف اس شگام پر خطر سے پیشتر

تھی جو ہر بات زمانہ اور بھی ہان فتنہ ساز
پر یہ فتنہ تھی کہان اس فتنہ گر سے پیشتر

فتنے ہے اوس در سے اب ہم نقش بر دیوار مین
سر بہت ٹکرا چکے دیوار و در سے پیشتر

عرصۂ ہستی ہے تنگ اتنا کہ جیسے ان گرم رو
اک نفس مین ہم گذر جائین شرر سے پیشتر

مارا ہے گر دینہ کوہکن نے پتھرون سے عشق مین
تیشہ اوسکو مارتا تھا اپنے سر سے پیشتر

نور تھا خیر البشر کا گو تھا ظاہر مین بشر
حق اگر پوچھو بشر ہی تھا بشر سے پیشتر

جا تو ہین پیش نگاہ یار ہونے کو نثار
پیشتر دل سے جگر اور دل جگر سے پیشتر

دیدۂ مشتاق کا شوق نظارہ دیکھنا
چاہتا ہے مین نکل جاؤن نظر سے پیشتر

پیش آیا آہ جو جو کچھ کہ راہ عشق مین
کہدیا تھا ہمدمو ہمنے ظفر سے پیشتر

ردیف رای مہملہ جلد سوم

تمھاری گالیان کشتا نابرن مین بہتے ہے ناپیچ
کہو لگا سچ یقین ہوا نہو تمکو مری بیچ پر

مری اک بات تو بھی تم تو رکتے ہو خدا جانے
لگے ہے پھر تکا دل کسطرح اور دنکی پیچ پیچ پر

کھچا ہے کچھ بہرہ مین عشق ز دل مین غم دست
نہین ہوتی ہے نیت سیر کی اس کھانچ بیچ پر

سفارش لاکھ ہر سچ گر کرے کوئی نہین سنتا
وہ ظالم جب آ جاتا ہے اپنی بات کی پیچ پر

کہا سب نے مرے دلکو پیچ پیچ مار گیسے
بچا ہرگز نہ شامت کا مارا اپنی پیچ پیچ

تیغ ہمسر ترے ابرو کی نہ کوئی بن سکے
ٹکڑے ہوتین محتسب تیر کر تو نہ سنگدل
گر کبھی ہو دل کا محتسب تو ہم اوسکی عوض
پارہ پارہ کردیا سنگ ستم ہی ہم ستم

ہینگرو ریحا مین لوہا بے ترینہ کوٹ کر
ریزہ ریزہ کردیا پتھر سے مینہ کوٹ کر
دن گذارین چھاتی اپنی اک مہینہ کوٹ کر
ای پری رو تو نے دل کا آبگینہ کوٹ کر

اہل اسلم ہر بوہر کیا نقصان شریفونکو ملے
کب گھٹائے زرِ ظفر لو با کمینہ کوٹ کر

دن اور ہے رات اور زمین اور آسمان اور
اک بار کبھی ندو دل و جان ترے دونون
دے جام یہ گر جام پیا ہے مجھے ساقی
جل جائیگی ہر برق نہ ہو دیکھ مقابل
کچھ چشم تر و سوز جگر نہین سو قوت
کس طرح غم یار کو مین دل سے نکالون
کیا ہوے گا اک چاک کو سینہ کے سیے سے
یہ شوق شہادت کی ہے تاثیر کہ قاتل
دو دن دلمین جگہ کیونکہ نہ اوس دو نشتر کو
محفل سے اوٹھا غیر کو اور اوسکی عوض کو
تو گھر کو سدھار اپنے خدا کیلیے ناصح

رہتے ہین زخود رفتہ جہان سے وہ جہان اور
اب کیا تجھے دین ہم کہ نہ دل ہے نہ جان اور
مین لب نہ کھولون سنہ کے کبھی جاون کہان اور
ہے سوختہ جانون کا دم شعلہ فشان اور
افشا ہے محبت کے بہت سے ہین نشان اور
جا ہے یہ کہان دیکھا اکھاتا ہے کہان اور
دل مین تو ہزارون ہین ابھی زخم نہان اور
ہوتی ہے مری خون سے تری تیغ روان اور
اس سے نہین بہتر کوئی پردہ کا مکان اور
رکھدے مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور
ہوتا ہے تری تون سے ہے مجکو خفقان اور

دریای غم مین ہر دم یان بھاری ہے ناؤ
آتا زبان پہ میری جب نام ہے تمھارا

ہر چند انکا تو اس سے مجھے غم آکر
اک جوش عشق میرا اوٹھتا ہے لیکن اندر

یہ بچہ بد کو میری کہتا ظفر ہے دیسی
یا بو علی قلندر یا بو علی قلندر

بابا گر نہیں رکھتی ہو ہم زر ہتھیلی پر
خدا کی راہ مین رکھتی ہین اپنا سر ہتھیلی پر

دل سوزان کو میرے رکھ نہ لو لیکر ہتھیلی پر
پھپھولا ہے نہ جای تیری آہ لبر ہتھیلی پر

خدا جانے یہ کس رشک قمر کی ہے نذر خاطر
نکلتا ہر سحر ہے مہر رکھکر زر ہتھیلی پر

چمن مین کون مے نوشی کو آیا ہے جو آسانی
سبو بردوش غنچہ گل کے ساغر ہتھیلی پر

کوئی ہے طفل ہے ہنگام بازی جالک سر پر ہے
قسم سے دھولیا جو کھر کو خاکستر ہتھیلی پر

لکیرین ہاتھ کی مت سمجھ کیا اعمال لکھنے کو
یہ قدرت سے کھینچا ہے عرض مسطر ہتھیلی پر

قدم وہ عشق کے کوچے مین گاڑے اے ظفر اپنا
کہ جو سو بار اپنا رکھلے سیلے سر ہتھیلی پر

ردیف ے ہندی جلد اول

دیکھ دل کو مرے او کافر بے پیر نہ توڑ
گھر ہے اللہ کا یہ اسکی تو تعمیر نہ توڑ

نخل سداوادی وحشت مین رکھون کا بر
اے جنون دیکھ مرے پانوں کی زنجیر نہ توڑ

دیکھ ٹک غور سے آئینہ دل کو میرے
اسمین آتا ہے نظر عالم تصویر نہ توڑ

تاج زر کے لیے کیون شمع کا سر کاٹے ہے
رشتۂ الفت پروانہ کو گلگیر نہ توڑ

عرض حسن یہ صراحی شراب ناب کی توڑ
تو رکھدے مست ہی گردن حباب کی توڑ

اوبھینگے ابر جو ساقی یہ نہیں کیفیت
تو ڈر رہو دین کہیں توبہ نہ ہم شراب کی توڑ

سوال بوسہ پہ دیکر جواب توڑ دے تو
نہ خاطر اے صنم اس خانہ خراب کی توڑ

چمن میں اوس تن نازک سے گر مقابل ہو
تو تیان ابھی پھینکیں گل گلاب کی توڑ

غموں کی اتنی گرانباریوں سے اٹھی دو گرن
کمر نہ میری دل گرم اضطراب کی توڑ

نہ ڈال مکھڑے میں دیکھ محتسب اندھیر
ذرا خدا سے تو ڈر رحم نہ آفتاب کی توڑ

رکھے ہے فکر مری وہ بلند پروازی
کہ دے اک آن میں ہمت ظفر عقاب کی توڑ

ردیف زاء معجمہ جلد اوّل

بشر کو کیوں نہو درپیش یان نشیب و فراز
کہ دم کے ساتھ ہے ہر دم یہاں نشیب و فراز

فلک عروج و نزول ہے اک زمانے کو
دکھائی ہے روش نردبان نشیب و فراز

کبھی ہے جادۂ راہ فنا کو طے ہر دم
سمجھے کچھ نہیں عمر روان نشیب و فراز

نقیض اوج میں سیارہ بن رہی بھی
دکھاتا کسکو نہیں آسمان نشیب و فراز

کیوں بگولے کو کیا خاک میں یہاں گرد
کہ میری طرح ہے دیکھ کمان نشیب و فراز

دکھائی ہے ہر عاشق کو قاتل سفاک
بزیر تیغ و نوک سنان نشیب و فراز

کسیکو پست کرے ہے فلک کسیکو بلند
کہ اس ہنڈولے میں ہے ہر زمان نشیب و فراز

ہمیں ہے راہ محبت میں ہر زمان درپیش
برنگ گرد رہ کاروان نشیب و فراز

ردیف زای معجمہ

نگہ یار رونق دندان مسی زیب ہے / معجز لب سے یہ سرخی ہے سیاہی آمیز
تیری مژگان کی پلٹن میں ہیں سب یاقوت / توم کا اور نہیں اسمیں سیاہی آمیز
کسکا بھرتا ہے مری آنکھوں میں دھانی جوڑا / ہوگیا رنگ جواب اشک کا کاہی آمیز

کبھی انکار تعشق سے کبھی ہے اقرار
اے ظفر کرتا ہے باتیں دل واہی آمیز

سنگ سرمہ سے کیا یوں نگہ یار کو تیز / جس طرح سنگ فسان کرتا ہے تلوار کو تیز
تن برہنہ ترا وحشی جو سر دشت آیا / تو کری باد صبا خار سے ہر خار کو تیز
گل اوسے دیکھ کے دیوانہ ہوا ہے تیرا / بلبلیں کیوں نہ کریں نشتر منقار کو تیز
نوک خنجر کی نہیں کچھ سر مہمیز سے کم / پھر کیا توسن وحشت کی جو رفتار کو تیز
نگہ یار غضبناک دوا دل کی نہ ہو / کر دوا دیجے نہ اس طرح کی بیمار کو تیز
قیمت نیم نگہ دیتی ہیں عاشق دو جہان / کر دیا عشق نے یہ حسن کے بازار کو تیز

اے ظفر دیکھیے کیا ہو کہ وہ سفاک جہان
آج پھر دیکھتا ہے اپنے گرفتار کو تیز

اگرچہ منزل رشک قمر ہے دور دراز / پہونچتا اپنا ابھی پیک نظر ہے دور دراز
خدنگ ناز سے کہہ دو کرو نہ کوتاہی / کہ عرصہ دل سے نہیں تا جگر ہے دور دراز
پہونچتے ہیں کہیں مر کے تا سر منزل / عزیز و راہ عدم اسقدر ہے دور دراز
نہ روک تو ہمیں جانے دے تجکو کیا ناصح / بلا سے راہ محبت اگر ہے دور دراز

ناحق زبان شمع نے گلگیر کاٹتا
کرتی نہ وہ زبان جو سر انجمن دراز

بار ہی کیا وہ تیشہ آخر نے مختصر
تھا جو کہ قصۂ عشق کا اے کوہکن دراز

اری ہی بزبان دہن زخم لاف عشق
یہ تو زبان دراز نہیں ہے دہن دراز

تشبیہ اوسکو دون قد موزون سے کیا بڑ
اے رشک گل ہے قامت سرو چمن دراز

بیانے دے ہی تو نہ چھیڑ ظفر ذکر زلف یار
ہو جائیگا زیادہ وگرنہ سخن دراز

ردیف زای معجمہ جلد چہارم

جس طرح کھینچے ہے نفس آہ یہ دلگیر تیز
اسطرح نکلے کمان سخت سے کب تیر تیز

سوزش دل نے جلا کر مجھکو خاکستر کیا
کر دیا اس آگ کو تو نے ہوائے تقدیر تیز

کند کر دل کو نہ وقت ذبح اپنے کھینچ کے
کرنے تو اپنی چھری ظالم دم تکبیر تیز

پھر لگے کاغذ کے گھوڑے دوڑنے چاروں طرف
پھر لگی ہونے وہاں تحریر پر تحریر تیز

رو برو اوسکے رہے تیری زبان میں کیا مجال
گر رہے ہیں منھ بیٹھے ہم ہیں تقریر تیز

قتل کرنا کسکا ٹھہرا دیکھیے مد نظر
اوس نگہ نے سنگ سرمہ پر جو کی شمشیر تیز

جتنی تصویریں مرقع میں ہیں عالم کے ظفر
سب سے ہے اوس عالم تصویر کی تصویر تیز

رہیگا تا بہ دم واپسین نشیب و فراز
کہ دم کے ساتھ ہے اے ہمنشین نشیب و فراز

سمجھتا آپ کو اونچا ہے اور کو نیچا
کھلیگا تجھ پہ یہ زیر زمین نشیب و فراز

[illegible]

ہتلا گل ہے جو غنچہ دہن تو تجھ دہن
منکشف کیوں نہوں آثار محبت تجھ کا
حلقۂ زلف اوس پر دو گیسو کا قریب

دیکھو ہے داغ جگر مرے دل [illegible]
ہے عاشق کی [illegible]
رکھتی تھا [illegible] کے پاس

سوزش عشق میں دل کیوں نہو بیتاب بشر
جانے دنیا نہیں کوئی مجھے اوس یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس
زلف آشفتہ [illegible] خال رخ دلبر کے پاس
ہے جو دل کہ مثل رکھتا ہے تصویر یار
دل محبت ہمنے دیا ہے اوسے بت کافر تجھے
میں تو سایہ ہوں [illegible] اوسکے لگا رہتا ہوں
ابر کی کیفیت خالی ہاں بھاتی نہیں
زلف کے گشتہ کا تیرے ہی جہان مدفن ہے یہاں

چاہیے تھا وقت شب [illegible] ساغر کے پاس
تاج نہیں [illegible] میں [illegible] نیلوفر کے پاس
اور ہی ہوتی [illegible] گوہر کے پاس
لعل کی کیا قدر ہو جو [illegible] گوہر کے پاس
ہو جو دیوانہ [illegible] پیکر کے پاس
بادہ گلگوں ساقی رکھ دے [illegible] کے پاس
جا نہیں سکتا کبھی [illegible] در کے پاس

آفریں تجھکو ظفر کیوں نہ شاگرد [illegible]
اس غزل کو جائے پڑھ [illegible] کے پاس

شورش کیوں نہو مرغ فلک دام قفس
تنگ [illegible] چاک میں گل رہگئے مت اوڑھ ہمیا
قفس سے چھوٹ کے ہو نہ اگر چمن کیطرف

ہزار حیف کہ [illegible] قفس
[illegible] قفس
برنگ لالہ [illegible] دل وان بھی داغ قفس

[illegible]

ردیف سین مہملہ جلد چہارم

نی نہیں نرگس کا گلشن میں بھی جی دن اگر
بسکہ مجھکو ہو گیا ہے شکوۂ ہجران سے انس

طرفہ گریہ ہے ہمیشہ دیدۂ ترکو مرے
آستین سے ہے رکھتی یا گوشۂ داماں سے انس

ساتھ ہی میرے رہیگا دیکھنا بعد از وصال
ہے نہایت ہی مجھے تیرے غم ہجران سے انس

تم نہو پیارے رقیب تنگ خصلت سے اگر
چاہئے ہرگز نہیں انسان کو شیطان سے انس

ہو نہ گر رسم و خط و پیغام اوسے اے ظفر
اونکو پھر معلوم ہو اپنا کسی عنوان سے اونس

لب شیریں کو تری چاٹ گئی رس چشم نرگس
میٹھی نظروں میں پڑ جاتی ہے بس چشم نرگس

میں وہ لاغر ہوں کہ بن جائے مرا خشخاش تن
ہے مژگاں سے اگر دے مجھے خس چشم نرگس

لب کا تل نقطۂ متقابل ہے دو جانب جون
ہے حریفانہ نظر سوئے مگس چشم نرگس

ننگ حسن ہے مجھے ہو کیونکہ نہ اے اہل ہوس
تو نگہ اور تری چشم ہوس چشم نرگس

رشک خال لب شیریں سے ظفر اوسکے نہو
نگراں سوئے شکر لاکھ برس چشم نرگس

ردیف سین مہملہ جلد دوم

چاہیے درویش کو کیا بادشاہانہ لباس
چھوڑ کر دلق اپنا کیوں پہنے وہ بیگانہ لباس

رکھے ناقص عقل کو جو مرد فرزانہ لباس
پہنے عورت کو بنا دو مرد مردانہ لباس

خاک کو کوچے کی تیرے ہے تن اپنے پری
جانتا ہے فاخرہ یہ تیرا دیوانہ لباس

بادہ کش ہاتھی ہیں اسیر گرچہ پرہیز نوش
پہنیں سدا وہ دگر نیم پیمانہ لباس

خاک ہے بادہ کشون کو جو نہ ہو جام نصیب
کیا عدم مین بھی ہے میخانۂ ہستی کی ہوس

ہم وہ آوارۂ دشت ظفر مین کہ ہمین
نہ تو ویرانے کی پروا ہے نہ بستی کی ہوس

ردیف شین معجمہ جلد اول

بھولا نہ مجھے کبھی اس یاد کو شاباش
شاباش ہمارے دل ناشاد کو شاباش

ہر روز ستم تازہ ہے ہر روز نیا ظلم
اے شوخ ستمگر تری ایجاد کو شاباش

گویائی اگر ہے کہ لب زخم جگر کو
آتا ہے اوس خنجر بیداد کو شاباش

نازک ہے تو کس کام کا نا صاف ہے گر دل
فولاد بنا آئینہ فولاد کو شاباش

المنۃ للہ کہ ہوئی اتنی تو تاثیر
کہتے ہین وہ سنکر مری فریاد کو شاباش

یہ قتل کا ہے شوق کہ اڑ جاے اگر سر
پیدا ہو صدا حلق سے جلاد کو شاباش

مرغ چمن قدس کو اس دام سے کیا کام
پر کھینچ ہی لایا مجھے صیاد کو شاباش

کیا طرز وفا عشق سے سیکھا ہے دلا واہ
شاباش تجھے اور ترے استاد کو شاباش

مر مر کے ہوے داخل جنت نہیں آدم
پر چھوڑ نہ جائی پدر اولاد کو شاباش

آسان نہین سنگ سے سر مار کے مرنا
کیا کام کیا عشق مین فرہاد کو شاباش

ہین لاکھون خیالات مین فکر سخن اپنا
تیری ظفر اس طبع خداداد کو شاباش

ہمیشہ باندھی ہین شاعر شراب کو آتش
بڑے ہی جھوٹے ہین کہتے ہین آب کو آتش

ردیف شین معجمہ جلد دوم

ردیف شین معجمہ جلد چہارم

ردیف ضاد معجمہ جلد دوم

جو تیری فی تھی کثرت آفات میں تشویش	سب مست گی نہ کہ ملاقات مین تشویش
تو بہاگ دلا دیکھ غنیمت سو کر اسکی	ہر گام مین اندیشہ تو ہر بات مین تشویش
گذری ہی کوئی لحظہ جو بےفکر تو پرسون	وتیاہی فراق اوسکی بکنا فات مین تشویش
یا تو نہین ہم تو کبھی مرد ونکی مشوش	آتی ہی نہین بزم خرابات مین تشویش
جی کیون نہ ڈری گرئی ہی ہول جو شکستہ	تو ڈھونڈ ہی گمرست تو ہر بات مین تشویش
دل نیدر کرن اپنا کہ جان تشویش اپنی	ہر جگہ تیری غم کے مدارات مین تشویش

عقبی کی طرف چاہیے کچھ فکر بشر کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات مین تشویش

ردیف صاد مہملہ جلد اول

بھری تھی ساغر مین رات ساقی نے ایسی خوشبو شراب خالص
نہ اوسکو پہونچے ہی مشک خالص نہ اوسکو پہونچے گلاب خالص

اس آرزو مین کہ اوسکے پاؤن کے چھلے کیجئے مجھے نما وہی
ادھر تو ہے سیم ماہ خالص ادھر زر آفتاب خالص

حلاوت اوس شیرین لعل لب کی نہ پوچھو بوسہ کی ہی یہ شیرین
کہ جو کوئی انگبین خالص کو کچھ بدلے لیکے آب خالص

دل شکستہ درست میرا ہو وہی کیونکر کہ ہاتھ آئے
تمہارے بوسے سے خال مشکین کی جو بہائی شتاب خالص

ردیف صاد مہملہ جلد دوم

[illegible]

ظالم تری نگہ مین ہی گر تیر کا خواص
حق مین تری شہید کے آب حیات ہے
نسخے مین میر گر تپ غم کے لکھے طبیب
سودائی اوسکا پائی بہ زنجیر کیا رہی
سمجھے نہ لسنے لائق خدمت نہ شاہ حسن
ہو کیون نہ خاکسار محبت کا دل غنی

رکھتا ہی دل ہمارا بھی نخچیر کا خواص
کیا کم ہی آب خنجر و شمشیر کا خواص
کافور بھی ہو قرص طباشیر کا خواص
رکھتا ہی وہ تو نالہ بہ زنجیر کا خواص
شاہ جہان کا ہو کہ جہانگیر کا خواص
ہی خاک کو بھی یار مین اکسیر کا خواص

رہتی ہی اوس جبین پہ گرہ کیا سبب ظفر
کیا اوس مین بھی ہی زلف گرہگیر کا خواص

ردیف ضاد معجمہ جلد اول

لب نکالینگے ترے لعل مین پر اعتراض
ہمنے کی ہی جان کنی [illegible]
لاکھہ پیچ و تاب کھائی موج دریا پر کہان
ہووے پھر صبح قیامت پر قیامت نہ اسکا
شاخ سنبل سی نکالی شاخسانہ زلف گر
تا بہ گنبد اگر اک اپنی وہ دو آہ ہے

زلف ہی کرتی ہو کیا شکن پر اعتراض
واجبی ہی گر رین ہم کو شکن پر اعتراض
کر سکے اوس آستین پر تنگی پر اعتراض
گر نکالے کچھ تو گر چاک کفن پر اعتراض
قد ترا کرنے لگی سرو چمن پر اعتراض
انا کہہ نکلی خیمہ چرخ کہن پر اعتراض

آج کس اہل سخن کو اسقدر مقدور ہی
کر سکے جو اہی ظفر تیرے سخن پر اعتراض

ردیف ضاد معجمہ جلد دوم

[illegible]

ردیف ضاد معجمہ جلد سوم

[illegible]

ساقیا پہونچی ہی تیری جام سی عالم کو فیض
منہ نہین ہی کہ لگاتا اوس نہین ہی جم کو فیض

ہون نہ صاحبدل کبھی محتاج فیض جام جم
بلکہ اونکا ساغر دل ہی ہو جام جم کو فیض

بہتی ہی جاری ہمیشہ آنسوؤن سے نہر فیض
دیکھنا منظور ہی کیا میری چشم نم کو فیض

عشق مین ہی بس غنیمت ہمکو غم اور غم کو ہم
پہونچتا ہی غم سی ہمکو فیض ہم سی غم کو فیض

ہو تو شاید کچھ تمھارے ہی لب جان بخش سی
ورنہ ہو عیسی سے کیا اس عاشق بیدم کو فیض

عمر بھر کھایا کئی تم حضرت دل پیچ و تاب
کیا اوٹھایا چہرہ پر اوس کاکل پر خم کو فیض

ہی یہ نعمت فیض مین روحی سی ظاہر اے ظفر
جو کہ پہونچا خالق کونین سی آدم کو فیض

ردیف ضاد معجمہ جلد چہارم

زلف سے اوسکی یہ کیا اس مبتلا کو ہی غرض
ہی یہ کیا ناحق بلا کسکی بلا کو ہی غرض

جو ہوا اے شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سے اوسکو نے اوس سے شفا کو ہی غرض

دل طرہ مشک سے خون فقط مقصود ہے
ورنہ اوسکو دشت پیما سے کیا ختا کو ہی غرض

جان و دل ایمان و دین کچھ تھا لینا سو چکا
اب رہی کیا ہم سے اوس کافر ادا کو ہی غرض

اے ستمگر اے دغا دشمن تری بیداد سے
بیوفا کو کیا غرض ہی باوفا کو ہی غرض

امتحان تیرش تیغ نگہ منظور ہی
قتل سے میرے نہین اوس جفا کو ہی غرض

آشنائی بے غرض ہے کون دنیا مین ظفر
برتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہی غرض

زلف کی تار ہوئی رخ پہ کمان یار کے خط
بنکر بار گلے میں جو وہ سویا شب کو
خط تو پکڑا ہی گیا تھا مرا لیکن نکلے
خط عارض ترا وہ ہی کہ منور ہی سر سبز
نامہ بر دیکھیے تقدیر میں لکھا کیا ہے
یاد آئی دم تحریر جو وہ زلف دراز
کھینچے ہی تار شعاعی سے ہمیشہ نیر خاک
مہر مہر نامہ اگر ہو میں نہ آنکھیں قاصد

صحن گلزار میں جاتے ہیں پر یار کے خط
پڑ گئے گردن نازک پہ جو تھی ہار کے خط
پاس قاصد کے مری اور بھی دو چار کے خط
روبرو کوئی ترے اس خط گلزار کے خط
یار پڑھتا ہے مرے سامنے اغیار کے خط
ہو گیا ایک برابر کئی طومار کے خط
مہر بھی روبرو اس تابش رخسار کے خط
کیونکہ معلوم ہوں حسرت کش دیدار کے خط

تیغ ابرو سے ہیں جانباز ظفر سینہ سپر
بے اجل پڑتا نہیں دھار سے تلوار کے خط

ردیف طای مہملہ جلد دوم

ابھی بھیجے نہ بار بار خط
لایا قاصد جواب خط ایسا
تجھکو لکھتے قلم ہے نرگس کے
دل کے مضمون بیقراری سے
کیا تعویذ ہول دل سے ہمنے
مانگ ہے یا اندھیری رات میں

دیکھ تو بھیجے میرا سارا خط
ہمکو لکھنا پڑا دوبارا خط
تیرا حسرت کش نظارا خط
اوڑ گیا ایسا جیسے پارا خط
لیکے اے دلربا تمہارا خط
کہکشاں کا ہے آشکارا خط

تر ہوا اشکون سے کاغذ سر بسر
لکھنے دے ای دیدۂ نمناک خط

تیغ بران سے تری بُرّا نہین
بے تقاضا ای قاتل سفاک خط

تو نے کیا لکھا تھا جو رونے لگا
پڑھ کے تیرا عاشق غمناک خط

حاسدون سے ناک مین دم ہے ظفر
دے دو چاقو سے بگڑ کے ناک خط

ہمدمو عشق کی نہ پوچھو شرط
جان دیجئے تو کچھ ادا ہو شرط

ہو تمھاری نہ جائیگی بدلی
ہمین جو چاہو ہمسے بد لو شرط

یہی ہمکو رہائی ہے منظور
ورنہ تم اور ہمسے جیتو شرط

دل بیمار کے علاج مین ہے
وصل دلدار اے طبیبو شرط

دل نہ دیتا زلف سے نہین چھٹتا
اسکے چھٹنے پہ تم نہ باندھو شرط

یون کسیکو ہے کون دیتا دل
دلبری بھی ہے دلربا کو شرط

اسکا دشوار ہے بجا لانا
ہے محبت کی اے ظفر جو شرط

یون ہلے جنبش ابرو سے تری دل مضبوط
جیسے بھونچال سے جاتا ہے مکان ہل مضبوط

پائداری نہین ہستی کو کہ ہے سست بنا
ہان محل اپنے بنا دین یہ غافل مضبوط

دل لگے کچھ نہین ہم جان تلک دین تیار
گر رہے قول پہ یہ حور شمائل مضبوط

ہمنشین باتین بنا دین ہزارون آسان
لیکن اک بات پہ ہو جاتی ہے مشکل مضبوط

[illegible]

ہو گیا عالم میں خوبان کے آدم کا قحط
ہو گیا از بسکہ دنیا خوش و خرم کا قحط
ہے زمان مرہم و نمک کا اور ہے مرہم کا
قحط درمان ہی کا یہ نہیں ہے دم کا قحط

[illegible]
اپنے دل پر شوق کی قسمت کی [illegible]
[illegible]

یون تو ہیں آدم ہی آدم سب جہان میں اے ظفر
پر جو دیکھا غور سے ہے کام کے آدم کا قحط

[illegible] ہو تاج زر کی احتیاط
[illegible] کسی سے پارہ کے
[illegible] ہوا
[illegible] محتاط ہو کر دختر رز سے خراب
ہم پھڑک کر دام کو صیاد دین گے سب اڑا
مرگ عاشق کی خبر جب تک [illegible] سن لیا

عشق میں جب ہو نہ اوس [illegible] کی احتیاط
چاہیے آنکھوں سے اوس روشن نظر کی احتیاط
اللہ اللہ رے ہمارے زمانے کی احتیاط
کھو گئی اس کدی میں عمر بھر کی احتیاط
پر ذرا ہم کو ہی اپنے بال و پر کی احتیاط
وہ نہ آئے دیکھنا اوس نیمچہ کی احتیاط

اے ظفر سینے میں بھڑکا اپنے شعلہ عشق کا
ہو چکی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

ردیف ظای معجمہ جلد اول

رہیو ہے دل [illegible] سے لطف رسا محفوظ
ہیں سدا عشق ستم سے سر عشاق [illegible]

حق سدا تجھکو رکھے ایسی بلا سے محفوظ
[illegible] دیکھا نہ تری تیغ جفا سے محفوظ

[illegible]

دل

[illegible]

دل اوسکی جنبش مژگان سے کیون نہ ذرہ گری — نہ اس مریض کو ہان بنا ہوا کا لحاظ

اوٹھا کے آنکھ نہ دیکھا چمن مین نرگس نے — رہا جو اوسکو تری چشم پر حیا کا لحاظ

طرف مین اپنی کمت باہم اپنے دیدۂ تر — مگر ہے مجھکو ذرا سرخی حنا کا لحاظ

رکھین ہم اوس سے دلا چشم آشنائی کیا — نہ پاس یار کا جسکو نہ آشنا کا لحاظ

نہ توڑ دو دلکو مرے ای بتان سنگین دل — در و حرم سے اگر و خانہ خدا کا لحاظ

ظفر پلادی اوسے بھر کے ساغر می ناب — اگر اوٹھانا ہے منظور دلربا کا لحاظ

ردیف ظای معجمہ جلد چہارم

گلی مین یار کی ہے رکھا قدم یہ لحاظ — گئے بھی تو باد ب آئی بھی تو ہم یہ لحاظ

ہماری شکل نے سب حال کہدیا اوسنے — زبان گو نہ کہا ہے دل کا غم یہ لحاظ

قلم وہ کرتی ہین اسپر بھی ہاتھ اپنی قاصد — اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم یہ لحاظ

جب اوس کے حسن مین یوسف نہو سکا ہمسر — تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم یہ لحاظ

مبادا چونک اوٹھی خواب ناز سی وہ گل — چمن مین جائیو ای باد صبحدم یہ لحاظ

ابھی ڈوبے مین رقیبون کے گھر کے لیکن — ہم اونکے آگے نہین ہوتی چشم نم یہ لحاظ

ظفر نہ کھینچ سکی اوس سو کمر کی جب تصویر — تو سر جھکا کے اوٹھائے نہ ہو قلم یہ لحاظ

ردیف عین مہملہ جلد اول

ردیف شین معجمہ جلد دوم

وصل کی تاب نہیں کھینچے سب پروانۂ
کیوں ظفر شب ترا کنار و ہوس تو ہیں میں شمع

کم نہیں ہی سوزش داغ دل ناگیر و شمع
بالکہ ہمسر ہی ہمارے نالۂ شبگیر و شمع

کب تصور اوسکا دل میں ہے از آداب تقصیر
آئینہ یہ نور خیال میں ہیں تصویر و شمع

موج اشک چشم ای پروانہ کب ہو زیر پا
موج سودا اسی باہم ہیں زنجیر و شمع

اوس رخ پر نور سے روشن ہو کیا ماہتاب
ایک ہو کیونکر چراغ مہر پر تنویر و شمع

ہے اجل سر پہ کھڑی یہ کھل گئی شب کو ظفر
ایک جا جو ہیں ہم اور آہستہ دنیا کا گیر و شمع

کسلیے ڈھونڈھیں اوسے ہم غنچہ و گل چراغ و شمع
دل کی نظر میں ہی صنم غنچہ و گل چراغ و شمع

یہ دل تنگ زخم تن داغ جگر اور آہ گرم
پاس ہیں اپنے دمبدم غنچہ و گل چراغ و شمع

جام گلابی شراب ساغر چشم مست یار
بزم میں اپنی ہیں بہم غنچہ و گل چراغ و شمع

خاطر تنگ و چاک جیب سوزش سینہ داغ جگر
ہیں یہ بہار بزم غم غنچہ و گل چراغ و شمع

قطرۂ خون و لخت دل مردمک و دو قطرۂ اشک
ہیں یہ ظفر بچشم نم غنچہ و گل چراغ و شمع

گرچہ غرق اشک تر ہی گریہ کی شدت میں شمع
جلتی ہے پر تو بھی لیکن زیر لفت میں شمع

بچھے منہ پر داغ جدائی کی مری اوس یار کی
یوں جلی پروانہ کی سوز غم فرقت میں شمع

کون ہے جسکو جلاتا اپنی سوز عشق سے
لیک جلتا ہی لکھا تھا یہ کی قسمت میں شمع

[illegible]

تا رکھو دیکھ کہ اپنا وہ محبت میں قدم
چارہ گر جائی تعجب نہیں گر رنج تھا

چاہیے وابستہ رہا [illegible]
سوزش عشق سے تھی تا حشر سوز کی تپ

آگے تو یہ تھی رخ یار سے کیا کام اسکا
اے ظفر [illegible] کیا زمرہ سے گرد و رکی

یا دل اپنے کو اس طرح سے الجھاؤں ہوں [illegible]
ہوں نہ وہ ہاں گرہ زلف سواد کی ہم
[illegible] نرگس [illegible] میں [illegible] گل
[illegible] تری
کیا تماشا ہی [illegible]
جوش گریہ مجھے دیتا نہیں ہی [illegible]
نانہ انداز و ادا سے تری کیا جان [illegible]
شہر [illegible] جو ہو تیرا مسیحائی [illegible]

جیسے کہ صنم [illegible] زیر دامن ہون جمع
ای صبا سیکڑوں دل [illegible] نافہ تاتار ہون جمع
[illegible]
[illegible] زندان میں [illegible]
[illegible]
اگر مری چشم میں آنسو کبھی دو چار ہون جمع
ایک کی قتل کو جب تیغ ستمگار ہون جمع
تیرے کوچے میں نہ کیونکر یہ تو بیمار ہون جمع

اے ظفر کیونکہ ہو جمعیت خاطر اپنی
جب تلک اوس زلف پریشان کے ستم بار ہون جمع

اردو لغت [illegible] جلد چہارم

ہر کام کا اک وقت ہی ہر بات کا ہے موقع
[illegible] سی طرح [illegible]

[illegible] حرف [illegible] کا موقع
اگر [illegible] کا نہ موقع ہو تو ہو بات کا موقع

[illegible]

روشن دونوں کے قرب میں ہیں لاکھ فائدے
آتا نہیں ہے کام ظفر دور کا چراغ

ہے پاس اپنے اوس رخ پر نور سے چراغ
ہے ماہ نو دکھا ہمیں دور سے چراغ

روشن ہو چشم مست کے کشتے کی گور پر
روغن کی جا ہے بادۂ انگور سے چراغ

شعلے اوٹھے ہیں سوزش دل پر جو رشک سے
جلتا ہے بزم میں مری منظور سے چراغ

رونق ہے تیرہ بختوں کو بخت سیاہ سے
پاتا فروغ ہے شب دیجور سے چراغ

کچھ موذیوں کے گھر میں نہیں روشنی کا کام
فانوس کب ہے خانۂ زنبور سے چراغ

اللہ ری تجلی انوار حسن یار
ہے میری گھر میں روشنی طور سے چراغ

روشن ہوا آفتاب قیامت کا اے ظفر
ہم دل جلوں کی شمع سر گور سے چراغ

کچھ بات کہدیں مصلحتاً تجھ سے ہم دروغ
اے بت نہ تم کھائیں خدا کی قسم دروغ

قاصد خط اوسکو لکھ کے جو بھیجا کبھی تو کیا
تحریر جو ہے اوس میں وہ ہے یک قلم دروغ

ابرو کو اوسکی کہتے ہیں سب تیغ اصفہان
ہے اصفہانیوں میں کہاں ایسا خم دروغ

غم کھاتے کھاتے جان مری لب پہ آگئی
وہ اب بھی جانتے ہیں مرا حال غم دروغ

میں نے تو کچھ کہا نہیں تم کہتے ہو کہا
کیا بیٹھوں اوس دروغ کو ہے یہ تم دروغ

سچا ہے اس زمانے میں وہ بھی کہ جسکے ہیں
کچھ راستی سخن میں سیاہ اور کم دروغ

حق ہے دروغ گو کو نہیں حافظہ ظفر
جاتا ہے بھول کرکے جو وعدہ صنم دروغ

ردیف عین معجمہ جلد سوم

غزلیات ظفر

ردیف فا جلد دوم

کہ رہا دو دھتا او دھر ہی حسرتا	کہ رہی دو دھن ادھر ہی وا دریغا و دریغ

ای ظفر مین کیا کہون کتنا غم شبیر مین
دل مرا آٹھون پہر ہی وا دریغا و دریغ

چاہیے نے شمع مجکو نے سر مدفن چراغ	داغ دل روشن ہو زیر خاک پر دعن چراغ
بنبش دامن تیری ای نسیم صبحدم	گل نہین ہوتا چمن مین گل کا یہ روشن چراغ
یون ہیں مژگان پہ سرخی خشم پر خمار	رکھدیا جیسے جلا کر ہو بسر چلمن چراغ
شب دکھا کر نور رخ روشن نہ کر غماز کی	ساتھ اپنی راتکو رکھتی ہین کب رہزن چراغ
وقت صحبت یار سی گھر مین اندھیرا چاہیے	روشنی وقت سو ہی غماز اور دشمن چراغ
آگہ چوری سے چھپا کہ جو دزدیدہ شمع رو	آما سے رخ سی بن گیا دیوار کا روزن چراغ

شمع سان جلتے ہین سب سوز الم سی ہم ظفر
ہے جلا تا گھر مین گھی کی دولت پرفن چراغ

ردیف غین معجمہ جلد چہارم

ہیچک کا ہی جو کہ کی رخ گلبدنان پہ داغ	دیتا ہی آہ کو بھی وہ چرخ کہن پہ داغ
کیون داغ تو نہ دی ہمین ہر روز چاکبہ	انجم سی لاکھون ہین دل چرخ کہن پہ داغ
دھو اپنے دل سی داغ معاصی جو دھو سکی	گر جاہتا ہی ہو نہ لحد مین کفن پہ داغ
ہر چند عیب سب پہ ہوتا ہی داغ کا	پرچشم ماہ سے کا ہی اس دفن پہ داغ
دیکھی جو اوسکے دانت مسی مین تو کیا عجب	ہو رشک سی اگر دل دُر عدن پہ داغ

کہتا ہے کوئی جیم کوئی لام زلف کو
کہتا ہوں میں ظفر کہ مسطح ہے کاف زلف

وصل کی ہونے نہیں دیتے جو تدبیر حریف
اونکی تقصیر نہیں ہے مری ہے تقدیر حریف

دلبہ یوں وار کیا تیغ نگہ کا اوس نے
جسطرح کھینچ گئے پار کوئی تیر حریف

بسمل ابرو و مژگان ہوں کسی قاتل کا
نہ مری تیغ سے دشمن نہ مرا تیر حریف

دشت وحشت کو ارادہ ہے کہ آباد کرے
کھولدی کاتب نے مرے پانوکی زنجیر حریف

نامہ یار کو قاصد سے اوڑا لینگے غیر
دیکھو دیہاگ ہیں کیا نسخہ اکسیر حریف

دوستی میں تری دشمن ہوتی یہ خلق ہے
ہے تیر بنا میں مری تصویر حریف

ہیں زنار محبت نہ بھرے زلف سے ہم
ہمکو پروا نہیں گر کرتے ہیں تکفیر حریف

شمع ساں رکھتے ہیں ہر چند زبان اپنی دراز
اے ظفر دیکھیں تو کیا کرتے ہیں تقریر حریف

ردیف فا جلد دوم

گر ہے دل دیا خطا کر بت بے پیر معاف
پھر نہیں ہونی کی ہو اب تو یہ تقصیر معاف

تو اگر قتل سے خوش ہو تو خوشی سے اپنی
خون کرے اپنا تجھے عاشق دلگیر معاف

دل سودا زدہ کو مارے ہے کہ رشتہ زلف
ورنہ دیوانے کو تو ہوے تعزیر معاف

دم بسمل نہ سنی تو تری بسم اللہ
ذبح کرنے میں ہے شاید تری تکبیر معاف

گر حساب ستم و جور یہ ہوں حاصل داغ
کیا عجب ہے تی محاسب کو ہے تحریر معاف

جو مجھکو کہتی ہین دل اوسکو دیا کیون تو نے
نہین اوس شوخ کی ہم ناز و ادا سے واقف

کردیا زلف کا فر ہی ہمکو آگاہ
ورنہ ہم آگے نہ تھے دام بلا سے واقف

مین ہون بیمار محبت نہ کرو میرا علاج
اے طبیبو نہین تم میری دوا سے واقف

وائے کس شوخ ستمگر سے لگا دل اپنا
کہ نہین تیرے وہ آگہ نہ وفا سے واقف

ہنستے کیون گل کی روش باغ جہان مین غافل
اے ظفر ہوتے اگر یان کی ہوا سے واقف

دیکھا اوس قاتل سفاک کو خنجر بکف
عاشق سر باز پھرتے ہین ہمیشہ سر بکف

ہی کشی کو کون آیا باغ مین اے عندلیب
جو صراحی در بغل غنچہ دہن گل ساغر بکف

ہم بدولت آنسوؤن کے رکھتے ہین عشق مین
چشم سے اپنی صدف کیطرح سے گوہر بکف

خون سے ہی تیرے ہزارون پھرتے ہین جو دادخواہ
ہین تری دست ستم سے اک جہان محضر بکف

لگے دریا مین تیرے دلسوز کا گر اشک گرم
ہون حبابون کی جگہ گرداب کے اخگر بکف

آنکھ اوٹھا کر بھی نہین وہ دیکھتے بن دیے
جو کہ نرگس کیطرح رکھتے ہین سیم و زر بکف

دیکھیے قسمت کا لکھا ہوگا اوسدن کیا ظفر
ہو ویگا اعمال بد کا اپنے جب دفتر بکف

ہر رقم مین اوسکا انداز رقم ہی مختلف
جو قلم سے اوسکے نکلا یک قلم ہی مختلف

وہ جو پابند نہین تھا جسکے باعث اختلاف
کچھ مزاج اوسکا بہت آگے سے کم ہی مختلف

روبرو عارض کے تیری روشنی خورشید کی
ہمات مثل نور شمع صبحدم ہی مختلف

سبب لکھنے کے ہم شکستہ ہیں اور کچھ قاصد
ادا کیجیے خط میں رقم اپنی یکقلم تکلیف

ہر ایک عشق کو آرام اک دم میں نہ
کرے ذرا جو میان نہ ہیچ دم تکلیف

یہ جان کنی ہی بڑا کام مشکل ای فرہاد
کہ اس سے کوہکنی میں کہیں ہے کم تکلیف

سنا نہ وہاں عدم کی خبر خدا جانے
کہ اس جہان میں ہے یا جانب عدم تکلیف

فراق کی یہ تو مصیبت میں عشق کی ناصح
اٹھاتی جان یہ جو اس قدر ہیں ہم تکلیف

قدم سمجھ کے رکھ ای دل رہ محبت میں
یہ راہ وہ ہے کہ ہے جس میں ہر قدم تکلیف

جو دیکھیں بتکدۂ دل میں صورت اوس بت کی
کریں نہ شیخ جی صاحب سوے حرم تکلیف

دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر ہم نے
کہ جس سے جان کو پہونچی ہے دمبدم تکلیف

ردیف فا باب چہارم

تجھ بن شراب عیش کے ہیں منہ پہ چار حرف
اور اس طرح کے ہمزہ صفی پہ چار حرف

لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ چرخ کا
بھیج ای ستم شعار کمینے پہ چار حرف

دیا ہو جواب نالہ قلم بھر کے خون سے تو
دے کھینچ اپنے کشتے کے سینے پہ چار حرف

الفت کی شرح سے ہیں بیاضیں بہت سیاہ
پھیلے ہیں یہ ہزار سفینے پہ چار حرف

بناؤ تو ہو رقیب سے کوٹھی یہ کم مگر
سن جاؤ میری ٹھہر کے جینے پہ چار حرف

ناحق جو کینہ رکھتا ہے تو مجھ سے اے حسود
لعنت تجھ اور اس ترے کینے پہ چار حرف

روز ازل سے نام محمد کے ای ظفر
کندہ ہیں اپنے دل کے نگینے پہ چار حرف

کوئی جاکر آئینہ، دیوے کہدے صاف صاف | ہے بجا دلمین کدورت ہے، اگر دونون طرف
منہ پہ تو کچھ اور ہے تم بیٹھے ہیچ ہو کچھ اور | ہو صفائی کیا یہ آئین دگر دونون طرف

عاشق و معشوق سے کیونکر نہ دلمین آئے فرق
تفرقے ڈالین جو غماز ای ظفر دونون طرف

ردیف قاف جلد اوّل

ہر نفس حسرت و ہر دم قلق	ہر گھڑی اڑتے ہین یہ دل کے ورق
دے ہے یہ استاد محبت مجھے	رنج و الم غم سے سبق پر سبق
ایک ہی بیتابی دل سے مری	ہل گئے سب ارض و سما کے طبق
جبلد اجلد کر جان محزون	تن بیجان مین باقی ہے رمق
آج ادس مست پہ ہے طرفہ بہار	زلف آشفتہ جبین زیر عرق
لب پہ رنگ مسی و سرخی پان	ہے بہم جادۂ شام و شفق

روحاسد ہے جو منظور ظفر
پڑھو قل اعوذ برب الفلق

ٹپک پڑا نہین ادس زلف کی شکن سے عرق	نکلتا زہر ہے یہ سانپ کے دہن سے عرق
پیام کس کا یہ لایا کہ اتنا گرم آیا	رواں ہے جو مرے قاصد کے پیرہن سے عرق
جبین پہ ادس کی یہ ہے جا بجا بکھر اک بار	تمہارے رخ پہ نمایاں ہوں نہین ہے عرق
نہ سمجھو شبنم اسے دامن اپنا چھوڑ دیا	صبا نے پونچھ کے پیشانی چمن سے عرق

[illegible]

نہیں ہے درد مجھے اور کچھ سوای فراق
طبیب تجھ سے اگر ہو تو کر دوای فراق

بہائے چشم سے دریا بھی وہ تو بجھ نہ سکے
جگر مین آگ کبھی اگر لگای فراق

ترے فراق زدون کے مزار سے تا حشر
عجب نہین کہ یہ نکلے صدا کہ ہای فراق

فراق مجکو ستاتا ہے ہان فراق کو مین
یونہین ستاؤن اگر میرے ہاتھ آئی فراق

وصال بھی جو میسر ہوا تو خوش نہ ہوا
غم فراق کے ڈر سے یہ تبتلای فراق

کیا خدای جہان آفرین نے یہ پیدا
فراق میرے لیے اور مجھے برای فراق

ڈرا نہ روز قیامت سے تو مجھے واعظ
کہ مین نے دیکھے ہین کتنے ہی روز ہای فراق

نری سی کیا کوئی آگاہ ہو محبت کے
کہ جب تلک ہو نہ دل لذت آشنای فراق

فراق و فرق مین اک حرف کا ہی فرق ظفر
جہان ہی فرق دلون مین وہین ہی جای فراق

ہوگا نہ خاک بھی ساتھ جو دل کا قلق
جاکے ہلا دینگے ہم ساتون کے طبق

لعل سی زیب بر اوسکی جو ہے رنگ پان
ہوتے ہین کیا کیا خجل دیکھکے شام و شفق

حال شب غم مرا سب نہین جاتا لکھا
گرچہ سیہ ہوتے ہین روز ہزارون ورق

دل کو ہین فکرون مین تو ہو رہی ہین مشغول شک
جیسے گلستان کا لین طفل دبستان سبق

اسکو خط کہکشان تو نہ سمجھ رات کو
نالے نے میرے کیا سینۂ گردون کو شق

گو نہ زبان سے کہا راز محبت تو کیا
خشک ہی لب چشم تر زرد ہے منہ رنگ فق

لاؤ وہ گل پر ظفر اوس سی پرے جائیگی
دیکھ کے رخسار پر اوسکے بہار عرق

[illegible]

ظفر عشق کی دولت سے ہے جو دل کو غنی
وہ سمجھتے نہیں کچھ خاک اور اکسیر میں فرق

ہے عاشق وہ جو سراپا شجر عشق
پھل جاتا ہے پھولوں سے ہے اسکا ثمر عشق

ہو تو نہ اگر قطرہ اشک اپنے روانہ
یاروں کو ہو پہنچی ہماری خبر عشق

نکلے ہے جو یوں داغ بدل خاک سے لالہ
سینہ زیر زمین کیا کوئی تفتہ جگر عشق

تھوڑی لگے آتش دوزخ تو عجب کیا
دکھلا دے شرارت اگر اپنی شرر عشق

کیا فائدہ رونیکا اگر چشم میں رو کا
ہے زردی رخسار سے ظاہر اثر عشق

بجلی گرے تو اوس پہ اگر او سیہ بلا سے
لیکن نہ پڑے دلبہ کسو کی نظر عشق

ہے گرچہ دماغ اوسکا فلک پر تو بجا ہے
ہے آپ کو سمجھے ہے ظفر خاک در عشق

ردیف قاف جلد چہارم

کہتا نگاہ ہے محبت ہمسر کا فرق
کرتا ہے دل کے فرق کو ظاہر نظر کا فرق

سووے نہ میرے پاس وہ بستر پہ رات کو
جبتک کہ درمیان نہو بالشت بھر کا فرق

تو ہے میں اوسکی مجکو مکان بھی ملا تو کیا
پر تو اوسکی گھر میں ہے دن میں گھر کا فرق

جاتا گذر ہے دونوں سے اوسکی نگہ کا تیر
مطلق نہیں سمجھتا وہ دل اور جگر کا فرق

بسمل ہے ایک میرا جو طرح سے ہو لاش
پر تو اوسکے نالے میں ہوگا اثر کا فرق

آئی بھی میرے پاس تو دیکھی وہ دو فرق
آیا ہے اوسکی دل میں کچھ اب اسقدر کا فرق

تپاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہیں نصیب
اور وہ جا ہیں مسند کمخواب ہے خاک

صاف دنیا سے ہیں دنیا کو کوئی روشن دل
خاک پر لگتی نہیں چادر مہتاب کو خاک

خاک ہوتا ہوں میں آسیر کہ جھکا ہے دنیا
گر لگے جا کے مری دامن احباب کو خاک

تا آب دندان سے ظفر اوس لے گرے گر بجلی
کرے اک دم میں جلا کر در خوش آب کو خاک

لگی ہے اس تری جتی کے یہ بس خاک
لگا تو دی اگر جھاڑ پیرہن سے خاک

کہاں رہا ہے زر گل خبر تو لے بلبل
اوڑا کے لے گئی باد خزان چمن سے خاک

ہوئے نہ ہم ہیں فقط راہ عشق میں برباد
ہزار دن ہوئے یاں قیس و کوہکن سے خاک

ڈرے جو سوز محبت سے دل میں پروانہ
تو کیا لگا دی وہ لوح شمع انجمن سے خاک

ہر ایک شخص جو زیر فلک مکدر ہے
جھڑ رہی ہے کیا کہیں اس خیمہ کہن سے خاک

بچانا خاک سے دامن کہاں کریگا کیا
لگے گی زیر زمین جب تک کفن سے خاک

ظفر ہے تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جلکر
دل حسود تری گرمی سخن سے خاک

ردیف کاف جلد دوم

حال اپنا کرے کیا ترا بیمار بیان خاک
دم لینے کی بھی نہیں تاب و توان خاک

نالوں سے مرے آب ہے سنگ ولیکن
اوسکو نہوا کچھ اثر آہ و فغان خاک

جوں نقش قدم مل گئے یاں خاک میں لاکھوں
رکھا نہ فلک تو دیکھا بھی نشان خاک

ردیف کاف جلد سوم

خطا وار و نکا خط کیا لیکی جاتی نامہ بر ان
کہ ہین رستے مین لاکھون طرح کی خوف و خطر وان تک

نظر سے دو دیکے نظارہ گاہ یار کیا کیجے
جہان تک پہونچ سکتی ہے پہونچتی ہے نظر وان تک

یہ دل کو راہ ہے دل سے کیا مشکل اگر سمجھے
ترے دل کی خبر یان تک مرے دل کی خبر وان تک

زبان پر نہین لانیکے ہرگز حرف شکوہ کا
ستم کرنا جہانتک ہے تجھے منظور کر وان تک

رہیگا رونا ایسا تیرے مجنون کا صحرا مین
پہونچ جائیگا گر مجھ سا کوئی شوریدہ سر وان تک

قفس سے چھٹکے مرغ ناتوان کیا جا سکیگا مین
کہ جھڑ پڑتی ہین جاتی سب پر ٹوٹکر وان تک

چمن مین نافہ مشک ختن ہے جا بجا ہر غنچہ
نسیم کاکل مشکین تری پہونچے اگر وان تک

بھلا اتنا تو کر دیجئے اگر منظور ہے رونا
بہا کر اشک لیجائین مجھے اے چشم تر وان تک

ہمیشہ حضرت ناصح ہمین باتین بناتے ہین
کبھی تشریف لیجاتے نہین یہ اے ظفر وان تک

میری در مجنون کی کیا تعبیر ہے دونونکی ایک
وہی طوق اور وہی زنجیر ہے دونونکی ایک

برق کی نالی کی میرے کچھ حرارت کم نہین
آتش افروزی مین تو تاثیر ہے دونونکی ایک

مسجد و بتخانہ سنگ و خشت سے دونون بنے
فرق انمین کچھ نہین تعمیر ہے دونونکی ایک

قیس سے سنیے کہانی میری مجھسے قیس کی
داستان ہے ایک اور تقریر ہے دونونکی ایک

جو لکھا دشمن نے مجکو وہی لکھا دوست نے
قاصد کیا ایک قلم تحریر ہے دونونکی ایک

دونون ناز و ادا دشمن ہین ہی مرجانکے
قتل کرنے مین مرے تدبیر ہے دونونکی ایک

ردیف کاف جلد چہارم

ردیف کاف

پہونچی کو نوبت کے بیمار محبت نزدیک
پر نہ پہنچا وہ کبھی بہر عیادت نزدیک

محبت غیر مین کچھ ایسے وہ کھل کھیلے مرنا
کہ نہ ہو اوسکو حیا پاس غیرت نزدیک

روز محشر سے بھی یہ رات دیا دہ ہے دراز
سمجھے اے دل نہ تو صبح شب فرقت نزدیک

دور الفت سے نہین فاتحہ گر جائے پڑھو
کشتہ ناز کی ہے آپ کے تربت نزدیک

بھاگتی دور ہین مونس شب تنہائی مین
کوئی آتا نہین غیر از غم فرقت نزدیک

ایسے ہمہر سے کیا چشم مروت ہو مجھے
جسکے بیٹھا نہ کبھی مہر و مروت نزدیک

اے ظفر کفر و کفاق بستم و فسق و فجور
کیون نہ بڑھ جائین کہ آئی ہے قیامت نزدیک

کیا تجھسے حسن مین ہو کوئی اے صنم شریک
پیدا ہوا نہ تیرا خدا کی قسم شریک

بیا ہوا نہ عشق مین کوئی شریک حال
صد آفرین انھین کہ رہے رنج و غم شریک

انداز ناز و غمزہ و آن و ادا ترے
کرتے ہین قتل محکوبہ ہو کر بہم شریک

کرتا ستم جو روز فلک ہے نئے نئے
کیا جانے کون اسکا ہوا ہے ستم شریک

عاشق ہوے یہ حضرت دل ہر کسو یہ تم
اسبات مین نہ آپکے ہونگے ہم شریک

اوس ذات لاشریک کے قربان اے ظفر
جسکا کہ منعدم ہے اوسی کی قسم شریک

غزل

کہو نہین داستان غم اگر دو دنکی دو دن تک
سنو اک بات بھی ظفر دو دو دنکی دو دن تک

غصہ بھی کھاتے ہیں زخمِ دل بہت ہیں نِت
کچھ تو ہے اونکو مزا یمیں بھی اے شیریں دہن

ساتھ کھانا اونکی جب وہ پہنچا کہ کھاتے ہیں لوگ
گالیاں جو تلخ تیری آ نکہ کھاتے ہیں لوگ

کیوں نہ اب ہو وہ تجھسے بے یقین وہ بدگمان
چغلیاں جا جا کے میری اے ظفر کھاتے ہیں لوگ

ردیف گاف جلد دوم

سوزشِ عشق کی ہے یوں دل جانے لگے لاگ
جسطرح آتشِ سوزاں کی ہو سیماب سے لاگ

آنکھ کسطرح لگی میری کہ تجھ بن ہر شب
خواب کو چشمِ تر سے چشم کو ہے خواب سے لاگ

آبرو رکھنی ہے دریا کو گر اپنی منظور
کچھ باندھے نہ میرے دیدۂ پر آب سے لاگ

کام مسجد سے مجھے کیا مگر اوس ابرو نے
شوق میں اپنے لگا دی مری محراب سے لاگ

آپکی زلف کے حلقے سے دل اے بت چین
آشناور کو ہے اوس حلقۂ گرداب سے لاگ

دل لگا اور حسینوں سے نہ مرا تیرے سوا
لگے جو شمع نہ پروانے کی مہتاب سے لاگ

جام کوثر کو بھی وہ منہہ لگا دے ساقی
جسکے ہو لب سے لگی جام مئے ناب سے لاگ

آنکھ اوس رخ سے لگی یوں مری جیسے لگی
گل خورشید کی خورشید جہانتاب سے لاگ

کی ہے جس روز سے اعدا سے لگاوٹ اوس نے
اے ظفر باندھی ہے اوس شوخ نے احباب سے لاگ

ردیف گاف جلد سوم

آ گئے تو ہمیں مقدور تھا نہ کچھ الگ
اب ہوئی ایسی کیا خطا رہتا ہوا الگ

ردیف گاف جلد چہارم

ہم سے ہی دل الگ الگ لگ رہی ہیں ہم الگ الگ
رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
کرتا قلم ہی کاتبا حرف و رقم الگ الگ
کرتی ہو رہ خوبی قول و قسم الگ الگ
آتا ہی مجھ کو [illegible] دیر و صنم الگ الگ
کیا ہوا گر میں تھا ہر اور حرم الگ الگ

رہتا ہی جب وہ یار بازی ستم الگ الگ
رکھتی ہی نہ عمر وہ تیر ناز [illegible]
تصحیح فراق کا اثر دیکھیے خط میں [illegible]
ہم سے لگاؤ آپ ہی رکھی جو [illegible]
نا خوش سبب کہ تنہا میں او سے زبان [illegible]
ہو کہ حرم میں ہی وہ جو [illegible] ہو جا

یون تو ستم شعار ہیں جو ہیں جہان میں خوبرو
پر مرے یار [illegible] ستم گر [illegible] الگ الگ

رہتا ہی اک زبان سے نام میں [illegible] الگ تھلگ
جیسے شعر میں سب [illegible] ہو در شعر الگ تھلگ
یہ جو زمین پہ گھر اچھے [illegible] الگ تھلگ
بیٹھے سنے مہربان ہم [illegible] الگ تھلگ
رکھتا ہی دیر [illegible] الگ تھلگ
رکنا کھلے یہ [illegible] الگ تھلگ
رہتے ہیں انکی یاس اک [illegible] الگ تھلگ
رکھی ہی شاخ گل [illegible] الگ تھلگ
شیشہ ہی نازک اسکو تم رکھیو کہیں الگ تھلگ

گوشہ گیر رہو نہ ہمیشہ [illegible] الگ تھلگ
یون ہی [illegible] گوشہ نشین الگ تھلگ
[illegible]
جا ہو آج تم جہان [illegible] ہو دان
[illegible] اک [illegible] کہ ہمیشہ اپنا سر
[illegible]
[illegible]
جوش جنون [illegible]
ولکونہ دو ظفر اور [illegible] اچھا [illegible]

[illegible]

چمن مین گل نمط چہرہ ترا بکھیر	تصدق ہوتے ہین ہر ہر قدم گل
جو رونی اشک خونسے منھ کو ہم	ہوا یکدست یہ فرش گلم گل

ظفر گلزار کیا لکھی غزل ہے
عجب گلشن ہے تو سب مین ستم گل

مانگ اوسکی جبکہ نکلی متصل کاکل کے گل	نیلوفر کا کب کھلے پھر پاس سنبل کے گل
مہرہ اس غم سے رکھی کینو نہ وہ ہی کلاہ	جب نہ غائب ہو نظر سے باغ مین بلبل کے گل
اشک کی قطرے نہین ہین ترے داغ کی ناسا	بکتے ہین دیر چمن کے موتیا کی تل کے گل
ذرہ ہو قرص ماہ تابان بنے ہے قرص فنا	چرخ مینا فام پر ہین عکس جام مل کے گل

اے ظفر باغ معانی ہو ترا ہر اک سخن
جھڑتے ہین تحسین کے منہ سے طالب آمل کے گل

ردیف لام جلد دوم

واہ کیا زلف شب تیرہ کی جاتی ہین گول	دیکھکر جنکو نیے زنجیر کے حلقے ہین گول
آسمان پر یہ نہین تا منہ خورشید کے	دونون اس سقف کہن تعمیر کے حلقے ہین گول
واسطے عاشق کے ہین گرداب دریا کے فنا	وہ جو اوسکی جوہر شمشیر کے حلقے ہین گول
کتنے ہین چشم دہن جنکو وہ پیر دیکھتا	دام حسن عالم تصویر کے حلقے ہین گول
ہم تجوم زخم ہی کو تن پہ سمجھی ہین زرہ	گول یہ روزن نہین ہین تیر کے حلقے ہین گول
عین شفقت سی بنا کی شہسوار انگور کا	یہ جو دونون دیدہ نخچیر کے حلقے ہین گول

[illegible]

[illegible]

یاد کیا مشاطہ نے جب خط و خال کا
کیا عجب شوق اسیری مین جو مرغان اسیر
دلکو بکا ہی نے غم نے اس یار کے ہاتھ
قدر یون الفت دیرینہ کی دی اوس نے گھٹا
لایا دامن مین گہر بھر کے مگر دے نہ سکا
ہو دنیا سے سبکدوش نہ منعم نہ فقیر
دل بلاؤن مین پھنسا زلف کا ہوکر خواہان

ہمین تازہ جب تو نے اک بال کا مول
پھکر آپ کو ہمیا دین جال کا مول
پھر سکا پھر نہ چکایا ہو دلال کا مول
جیسے ہو جاے کم جنس کہن سال کا مول
ابر نیسان دم گریہ مرے رومال کا مول
کہین کم ہو گران اور کہین شال کا مول
لیتا سودا کوئی ایسا بھی جنجال کا مول

ماہ نے جمع کیا سیم ظفر مہر نے زر
پھر جو دیکھا تو نہین یار کے اک گال کا مول

سوز غم مین یہ ملا اور محبت کے پھل
باغ عالم مین ہین جو مرد کہ خواہان ثمر
کھاتے ہین شاخ کمانسے تری ہی مرنے لگے
باغ دل مین شجر آہ لگائے ہمنے
ہے ذقن سیب کا پھل اور ذقن پر تیرے
رکھی اس باغ مین نے فیض سے کیا چشم ثمر

دل جگر دونون ہین عاشق کے دو اگے پھل
پھول کھاتے ہین اور نہین شمشیر کے پھل
دل مرا جان گئی پیکان کو ہر تیر کے پھل
لیکن افسوس لگی اہمین تاثیر کے پھل
خال مشکین جو کئی ہین نہ ہین انجیر کے پھل
کر نہین کھاتا کوئی نخل سے تصویر کے پھل

پھل ستارون کا سمجھے ہے ظفر کیا ہو جو ہون
سب وہ کرتے ہین موافق مری تقدیر کے پھل

[illegible]

دیوان ظفر [illegible] جلد اول

برنگ گل نہین ہوتی شگفتگی دل کو
نہ کس طرح کا اب آیا ہی ای صبا موسم

اگرچہ دل کو مری جام می پلا ساقی
ہوا ہی اور یہ برسات کا ہی کیا موسم

وفور گریہ ہی اور آہ سرد و سوزش دل
ہر ایک چیز کا ہی یان جدا جدا موسم

ہوا نہ سرخ یہ چہرہ کا رنگ زرد ترے
تمھارے عشق مین اپنا ہی ایک سا موسم

چمن مین کیونکہ نہ بیخبر یا ہو موج نسیم
بہار کا ابھی یار وہ نہین گیا موسم

دل کے قافیہ میں دوسری غزل بھی ظفر
بہار یار نہ تجھ کو رہی سدا موسم

مر گئے ای وا ہاؤ کی نازبرداری مین ہم
دل کی ہاتھون سے پڑے کیسی گرفتاری مین ہم

سب یہ روشن ہی ہماری سوزش دل کی تپش
شمع سان جلتے ہین اپنی گرم بازاری مین ہم

یاد مین تیری ہو وہم کی آمد شہ پر خیال
بیخبر سب سے ہین اس دم کی خبرداری مین ہم

کہہ دیا گردش گردون نے ہمکو مثل گل
مثل شبنم ہین ہمیشہ گریہ و زاری مین ہم

چشم و دل بینا ہین اپنی رنج سے رات و دن
گریہ سے ہین نیند ہر پہر مین بیداری مین ہم

دوستی پر رخت سفر باندھے ہی کیا خوب ہا
دیکھتے ہین سکو یان جیسے کہ تیاری مین ہم

کب تلک دیدہ یار سے ہین خستہ و فنا
لگ رہے ہین اپنے دل کی غمخواری مین ہم

دیکھکر آئینہ کیا کہتا ہی یار وہ اب دو رخ
ماہ و صد چندہ بہتر ہین ادا داری مین ہم

اے ظفر لکھ تو غزل بحر و قوافی پھیر کر
خامہ در در فرصت ہین اب گہر باری مین ہم

پھرتے ہین مہر و مہ جو گرد ان گگن ~ ہے تری جستجو خدا کی قسم

کھول دیتے ہین میر نالۂ و آہ ~ راز پوشیدہ کو خدا کی قسم

پہونچی منزل پہ ہمسفر اور ہم ~ رہ گئے غفلت مین سو خدا کی قسم

جاؤ غماز کی نہ باتون پر ~ ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم

یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت مین ~ خواب ہے غافلو خدا کی قسم

مہر کیا ذرہ کیا کہ ہے سب مین ~ جلوۂ یار رو خدا کی قسم

شمع مین ہے وہی تجلی نور ~ گل مین ہے وہی بو خدا کی قسم

ظفر اوس سے نہ کر زیادہ کلام ~ کہ وہ ہے تند خو خدا کی قسم

گلچین گر یہ ہے اگر تیری حزینون کے کام ~ کرین اک روز مین وہ بارہ مہینون کے کام

کام کرتا شرفا کا جو فلک ہوتا شریف ~ یہ کمینہ ہے جو کرتا ہے کمینون کے کام

طمع و حرص و ہوا نے کیا انسان کو خراب ~ کہ ہے یہ ساری خرابی انھین تینون کے کام

دولت عشق سے ہے سینہ جواہر خانہ ~ دل سے ٹکڑے مری کرتے ہین نگینون کے کام

کرتا ہے حسن کی بیداد سے اب تو جو ستم ~ کیا ہی ہو تے ہین اے شوخ حسینون کے کام

روش نقش قدم خاک مین ملتے ہین سدا ~ تیری کوچے مین ہین یہ خاک نشینون کے کام

اے ظفر ایک بھی کام اوسکا قرینہ سے نہو ~ بے قرینہ کرے گر لاکھ قرینون کے کام

[illegible]

ہاتھ سے قاتل کے کچھ شکوہ نہیں کرتے کبھی
رکھ کے آب تیغ گلا شمشیر پر شاکر ہیں ہم

تو برا کہہ یا بھلا ہمسے ہمنو تیرا گلہ
ای ستمگر تیری ہر تقریر پر شاکر ہیں ہم

کرتے کیا کیا شکر کچھ ہوتا جو نالوں میں اثر
جبکہ اپنی آہ کی تاثیر پر شاکر ہیں ہم

لکھا پیشانی کا پیش آتا ہے ہم شاکی نہیں
کاتب تقدیر کی تحریر پر شاکر ہیں ہم

ہمتو ہیں صید محبت تیرے ای ناوک فگن
ذکر یان شکوہ کا کیا ہر تیر پر شاکر ہیں ہم

ہے ظفر ہمسا جفاکش کون زیر آسمان
ہر جفای آسمان پیر پر شاکر ہیں ہم

اور جن سے ہو فا دے اسکو ٹھہرا ہی تو دینگے ہم
دل کو مرا و فا کا جھکتا ہی تو دینگے ہم

دل کیا ہے بلکہ جان ایمان و دین تلک
مانگو گے جب تمہو جدا ہی تو دینگے ہم

بنیاد دل ہلا دیگا اگر یہ نہیں زیر پا
یکبارگی زمین کو ہلا ہی تو دینگے ہم

قصوں میں یار کا نہ وہ نہیں پر سیطرح
احوال اپنا اونکو سنا ہی تو دینگے ہم

مژگان اشکبار سے یکبار دیکھنا
ابر سیہ کا زور گھٹا ہی تو دینگے ہم

جو نم ہیں زخم سینہ کے ہوں خشک یا نہ ہوں
پر نالہ ای دل سے ہوا ہی تو دینگے ہم

کچھ ہو بلا سے عشق کی بازی پہ اے ظفر
اک روز اپنی جان لگا ہی تو دینگے ہم

جوں بوی گل رفیق نسیم چمن ہیں ہم
ای ہمدمو وطن میں غریب الوطن ہیں ہم

شیوہ ہے تیرا کوہکنی اپنا جانکنی
محنت کشوں میں ہم ہی کہ کوہکن ہیں ہم

[illegible]

[illegible]

پروانہ لوگ کاٹ جلاتے جوانی جان	ہے ادہر کی لیون شمع شبستان ادہر ہم

کھٹکا ذرا ہے ہر قدم پہ ظفر راہ عشق میں
رکھنا اپنا دیکھ بھال کے اے راہبر قدم

دوستی جو تجھ سے دل سے دل رکھتے ہیں ہم
تلخ بات تو نہ نکال گر نہیں ملتے تو کیا
شمع کے خاطر سے کیا گذرے جو دل پروانہ کا
زیر شمشیر ستم بھی دل سے دیتے ہیں دعا
زلف بل کھاتی بلا سے پر ترے رخسار پر
صحبت پیر مغان ہمکو خوش آتی دل

تم ہی اپنے دل سے دل رکھتے ہیں ہم
[illegible] شیرین شمائل سے دلی رکھتے ہیں ہم
پیار جو اوس سے محفل ہر دلی رکھتے ہیں ہم
کیا محبت اپنی قاتل سے دلی رکھتے ہیں ہم
آرزو بوسہ کی ہر تل سے دلی رکھتے ہیں ہم
ہم ہیں عاقل پر ایسا غافل سے دلی رکھتے ہیں ہم

دل فدا کر بیٹھے ہیں نام محمد دین پہ ہم ظفر
عشق اپنے پیر کامل سے نبی رکھتے ہیں ہم

ردیف میم جلد چہارم

وہ کہاں دن ہیں کہ تھے دن رات میرے پاس تم
سنتے بھی اگر نہیں اک بات میرے پاس تم
کیا تم ہی بیٹھے ہیں جو مرے دشمن بھی تین
بھیجتے ہو نہیں مگر غات میرے پاس تم
دیتا ہوں اجرت میں و انعام میں جان قاصد
لاتے ہو خط اس کا کیا خیرات میرے پاس تم
بیٹھی ہے تمکو خوشی کی کیفیت اگر
لوگوا واک ہر سن سات میرے پاس تم
کامل سے [illegible] کیا
ڈھکو بیاں [illegible] ہو اوقات میرے پاس تم

ردیف نون جلد اول

[illegible]

غزل

[illegible]

غزل اک اور یہ مضمون پڑھیں کیونکر نہ محفل مین
ظفر کرتے ہین ہم بھی رو بمشق اوستادانہ رکھتی ہین

بھلا اونکو کہیں کیونکر نہ ہم یک جان و دو قالب ہین
ہم اپنی عشق مین وہ اور ہم یک جان و دو قالب ہین
بظاہر گرچہ دور ہی عزیزو چشم عالم مین
تمہارے ساتھ سایہ سا رہتا ہون سدا ہمدم
کھلے چشم حقیقت مین تو اسے ہم نظر آتے

بنی و مرتضی یار و ہم یک جان دو قالب ہین
دو دو بجتی ہین جون ہمدم بہم یکجان دو قالب ہین
دلی ہم اور وہ اپنا صنم یکجان دو قالب ہین
جدائی کس طرح ہوا کیونکہ ہم یکجان دو قالب ہین
کہ کس صورت حباب و موج ہم یکجان دو قالب ہین

ظفر ہے ایک مان آنکھون مین دو ہی نور بینا ہے
بعینہ یہ ترے سر کی قسم یکجان دو قالب ہین

اونھین کی یو ازن تجھین بین جو ترے ہی بستے ہین
صفا رکھتے ہین جو آئینہ دلکو بیان یہ تو
نہین لیتے ہین پاک ابو شتہ دل او سکو گر آ کر
شراب عشق کی کب اہل دنیا تجھین کیفیت

بھلا کیون ستمگاران جہان ہنستی یہ ہنستے ہین
وہ ازاد ہر ترے اس رسی جستی یہ ہنستے ہین
تماشا ہے کہ وہ ان ضعف دل سستی یہ ہنستے ہین
عجب اندھیر ہی سب عالم ہستی یہ ہنستے ہین

دلاور ہین مبادر ہین ظفر جو رستم میدان
وہ اعدا کی سدا شمشیر دو دستی یہ ہنستے ہین

یا آواز پاس بھی یا و قریب اور زرگی ہین
دردمندان محبت کا معالج کون ہے

جو نصیب اگلے تھے اپنی وہ نصیب اور زمانے کی ہین
حضرت لقمان بھی گو ہین طبیب اونہ زمانے کی ہین

دی ہی تصدیر رسوا انکو ہنرمندون نے | مجکو جز بے ہنری آتا ہنر خاک نہین
خاک مین آنسوؤن کو میرے ملا تا کیا ہی | مجکو اے دیدۂ تر قدر گہر خاک نہین
گر مجوشی جو ہی اس ہستی موہوم پہ ہی | اور فرصت ہمین مانند شرر خاک نہین
ابر مژگان سے رکھا مین نے ہمیشہ سیراب | لیکن اس نخل محبت مین ثمر خاک نہین
آئینہ کیونکر ترے حسن کا ہو عیب نگر | پڑتی ہان چاند پہ ہی رشک قمر خاک نہین

ہمسے ظاہر وہ ہوی صاف تو کیا ہوتا ہی
دل تو صاف اونکا ہوا ہمسے ظفر خاک نہین

کیونکر ہم دنیا مین آئے کچھ سبب کھلتا نہین | اک سبب کیا یہان کسی کا سب کا سب کھلتا نہین
پوچھتا ہی حال بھی گر وہ تو مارے شرم کے | غنچۂ تصویر کی مانند لب کھلتا نہین
شاہد مقصود تک ہم پہنچینگے کیونکر دیکھئے | بند ہی باب تمنا ہی غضب کھلتا نہین
بند ہی جس خانۂ زندان مین دیوانہ ترا | اوسکا دروازہ پر یرو روز و شب کھلتا نہین
دل ہی یہ غنچہ نہین ہی اسکا عقدہ ای صبا | کہولنی کا جب تلک آوے نہ ڈھب کھلتا نہین
عشق نے جنکو کیا خاطر گرفتہ اونکا دل | لاکھہ ہووے گرچہ سامان طرب کھلتا نہین

کس طرح معلوم ہووے اوسکے دل کا مدعا
مجھسے باتون مین ظفر وہ غنچہ لب کھلتا نہین

فدا ہو دل سے تیرے کوئی آنکھین ہم جو رہتے ہین | یہ آتی ہین کہ دل آفت ہوی یکدم جو رہتے ہین
لگا دو آزمایش سے نہ ٹھوکر اپنے کشتون کو | کہ جو دیتے ہین ہم تیر وہ کوئی دم جو رہتے ہین

ردیف نون جلد دوم

[illegible]

جنکو ایمان ہم اپنا خدا سے گنتے ہیں — پوچھو وہ گبر کہ مومن ہمیں کیا گنتے ہیں

تیری فرقت میں پڑے بستر غم پر ہر شب — تارے ہم صبح تلک اے ماہ لقا گنتے ہیں

جو ہے ہر قبلہ جان اپنا تصور ہے ادھر — اس تصور ہی کو ہم قبلہ نما گنتے ہیں

ہم برا کہتے ہیں انکو تو خدا ہی جانے — وہ برا گنتے ہیں ہمکو کہ بھلا گنتے ہیں

درد و غم یاس و الم رنج و تعب و فغان — ہم تو ساتھ اپنے انھیں کو رفقا گنتے ہیں

ظلم سہتے ہیں بجز شکر نہیں کچھ کہتے — ہم جفاؤں کو تری مہر و وفا گنتے ہیں

آج جو وعدہ دیدار کیا ہے تو نے — بیٹھے گھڑیاں ترے مشتاق لقا گنتے ہیں

ملگئے خاک میں ہم جنکے لیے وہ اب بھی — ہمکو اپنا نہیں خاک کف پا گنتے ہیں

اے ظفر میری ان اشکوں کی بدولت ہر دم
مثل خرمہرہ دُر بیش بہا گنتے ہیں

لگے ہیں دل پہ بہت تیر یار کے تئیں — کیا ہے ٹھیک اسے مار مار کے تئیں

شکار بند میں تیرے سوار توسن ناز — کہاں نصیب کہ ہوں اس شکار کے تئیں

تمام بیجائی اوسی جسکے قتل پہ کیوں ہیں — بتان عربدہ جو جو کنار کے تئیں

فلک نے رعد کے طبلے پر آج اے ساقی — چڑھا دی رگ ابر بہار کے تئیں

ابھی جو ہاتھ لگاتا ہے اپنے وہ قاتل — تو پھر لگو نہیں رہتے ہزار کے تئیں

رہے نصیب کہ کام آئیں ان حسینوں کے — بوقت غصہ ترے جسم زار کے تئیں

ظفر جا کے کمر بند باندھتے ہیں سدا — اگر نہ ہمت نیرا استوار کے تئیں

[illegible]

[illegible]

ساقی مری توبہ کی کھڑ نکلے ہیں ہاتھوں	اگر چھوٹتا آئینہ کا سجاب ایسے فرزے میں
پروا نہیں زخمی کو نہیں آب بقا کی	رکھتی ہے تری تیغ کی آب ایسے فرزے میں
جیسا کہ دل سوختہ ہے اپنا فرہ دار	رہتا ہے کہاں جلکی کباب ایسے فرزے میں
پوچھو نہ یہ تم ہم سے کیسے گشتے فرزے سے	رہتا ہے کسے یاد حساب ایسے فرزے میں
چھٹتا ہے مزا عشق کا ہمسے کوئی ناصح	آئے نہیں ہم خانہ خراب ایسے فرزے میں

ہوتی ہی نشہ کیونکر نہ کھل جاوے ہمسے
رہتا ہے ظفر کوئی حجاب ایسے فرزے میں

ڈھلگئے ہیں جھکے دیدہ میں سکان بتونکی ہیں	آہ ذرا دیکھتے تو تماشائی یاں نشان بتونکی ہیں
حال دیوانونکا اپنی پوچھیو نا دشت سے	یعنی افسانہ ذرا دیکھو زبان بتوں کے ہیں
ہر قدم پہ تیرے انداز خرام ناز سے	دل پیرہا مال از مردوان بتوں کے ہیں
آشنائی کا بھروسا کیا تمہاری ہونے	ہمسے جلکے آپ آشنا ہو مہربان بتونکی ہیں
اس چمن میں میری برق نالہ جانسوز کے	جل گئے آہ ہمیشہ آشیان بتونکی ہیں
محفل عشرت میں بھی او ساقی تشنہ کی	کٹ گئی ہیں ہنستے ہنستے تیغ ساں بتوں کی ہیں

عشق میں ادس ماہ کے ہیں بے ہی نہیں اک داغدار
جا کے سینے پہ ظفر نقش کتان بتوں کے ہیں

کفر سے ایمان ملا اس مالک ہستی میں ہیں	حق پرستی ہاتھ آئی بت پرستی میں ہیں
کر دیا ہے تمام سیندار نے ہمکو خراب	ہوش باز آگیا جلد ایسی مستی میں ہیں

[illegible]

خم کے خم خالی کئے ساقی نے لیکن تا بلب
ہم کئے جاتے طلب ساغر پہ ساغر اور ہیں

پیرو عشق جنونکو کیا غرض ہے خضر کی
راہ اونکی اور ہے اور اونکے رہبر اور ہیں

اہل بخشش سے برابر ہوں نہ سنجیدہ طبع
سرو موزوں ہے تو کیا نخل ثمرور اور ہیں

جو ہے دل میں وہی منہ تک آتے ہیں
ہم نہیں ہیں وہ کہ دل میں اور منہ پر اور ہیں

خوبی جوہر سے پائی ہے ہر اک سے امتیاز
لعل بھی پتھر ہی ہیں لیکن وہ پتھر اور ہیں

سوز غم سے جل کے خاکستر تو ہو میں ہو چکا
ہے جو گرمی سی ابھی شاید کچھ اخگر اور ہیں

شعلۂ آہ و فغاں سے ہے سر چرخ کہن
دیکھتی ہر شب عیاں تابندہ اختر اور ہیں

ہم قناعت کو بڑی دولت سمجھتے ہیں ظفر
ڈھونڈتے جو زر کو ہیں وہ طالب زر اور ہیں

ابھی زاہد نہیں آیا ہے میخواروں کے قابو میں
بچائینگے نہ گر آ گیا یاروں کے قابو میں

منافع کو ہے مجرا حضرت عشق آپکی دولت
پھنسے ہیں نہ دل جا کے خریداروں کے قابو میں

ابھی مر جائیں یاں تک زندگی ہے ہیں لیکن
نہیں ہے موت اپنی تیرے بیماروں کے قابو میں

وہ چشم مست ہے آہو کہ تیری سا ظالم
نہیں رہتے ہیں بالکل ہوش ہشیاروں کے قابو میں

نگاہ ناز و انداز و ادا سے دل بچے کیونکر
کہ یہ تو آ گیا بیچارہ ان چاروں کے قابو میں

نہیں ہیں مردم دیدہ مرے اشکوں سے رو رو کر
اگر اب ڈوبتے ہیں ہم تو آزاروں کے قابو میں

ظفر بچتا ہی رہیو دیکھ اہل صومعہ سے تو
خدا کیواسطے آنا نہ مکاروں کے قابو میں

[illegible]

دو گھڑی کیلیے کسو واسطے یہان آ کے [illegible]

وہ ہین ہم [illegible] کہ رستے ہی [illegible] دو دن

ایک دن بھی جو ذرا [illegible] خدا دیتے [illegible]

اے ظفر [illegible] کو خفقان دو دن

لاغری سے یوں تری اندوہگین کی [illegible]

گو ترا دلسوز سرگرم فغان ہے جل [illegible]

یہ حلاوت ہے محبت کی سرے پاؤن تلک

خاک مین بھی جسم ہے غافل نہین [illegible]

جی مین ہے میرے لکھون قاتل تری تیغ ستم

قابل نفرت ہے وہ یان تلک موجسکو یقین

ہیں [illegible] حسن کی [illegible]

شمع سان گری [illegible] آتش [illegible] کی [illegible]

ہے فریب [illegible] فنا [illegible] کی [illegible]

یہ [illegible]

[illegible]

[illegible] یقین [illegible]

آگے اون آنکھون کے گر شوخی کرے [illegible]

تو ڈالون مار کر آہو کی [illegible]

جو سر تا قدم اوس میرے مہ جبین کو تکین

غرور حسن ہے یان تک آنھین کہ کیا امکان

تری ہین ناز و ادا بھی عجب طرح کے دزد

جو تیر ناگہ والے ہین تجکو تاکے ہین

نصیب ہو نہ اون آنکھون کو نور بینائی

تکین نہ راہ اجل کی وہ خون گرفتہ کبھی

کبھی فلک کو تکین اور کبھی زمین کو تکین

اوٹھا کے [illegible] کبھی وہ سب حسن کو تکین

تکین [illegible] دولت دل [illegible] کو تکین

نہ وہ پری کو تکین اور نہ حور عین کو تکین

تری سوا جو کسی اور حسین کو تکین

جو تیری نازکہ [illegible] کو تکین

[illegible]

مجکو یقین ہے بات مری کچھ بجا نہ لگے
دیکھیگے گرہ اگرچہ وہ سو بار نیند مین

بس شرح غم سے سیکڑون دفتر سیاہ ہون
کیونکر ظفر سناوے وہ دو چار نیند مین

نہ پوچھو اوس ہمہ نامہربان کی باتین
زمین کی ہون تو کہے آسمان کی باتین

وہ بوسے نہین گو انہیں باعث تسکین
پرا دنلواتی ہین سارے جہان کی باتین

جو ایک ہو تو کہون مین تو صبح تا بشام
ہزار دن سنتا ہون اوس زبان کی باتین

نہ کیجے شکوہ مرا جا بجا کہ بہتر ہین
اوسی مکان پہ ہون جس مکان کی باتین

تری گرہ تری ابرو مجھے ہین یاد آئی
جو کوئی کرتا ہے تیر و کمان کی باتین

کیا ہو جسنے کہ بازار عشق مین سودا
اوسی سے پوچھے سود و زیان کی باتین

کہے ہو ضعف سے کچھ اس طرح نہین باتین
سمجھ مین آتی تری ناتوان کی باتین

نہین ذرا قتل ہی کرنے یہ امتحان وفا
کہ اور بھی ہین بہت امتحان کی باتین

وہ گالیان ہی سناتا ہے اے ظفر لیکن
مجھے خوش آتی ہین اوس بے زبان کی باتین

اگر کہو ترا دم ہمسے بھڑکاؤ پر نہین
ترے لیے الگ کسی اٹکاؤ پر نہین

تنکے ہے جب وہ ہاتھ کیا کیا ابھار
جھکے اوٹھاتا ہاتھ کے جھٹکاؤ پر نہین

چوری سے دل کی باندھو الجھاؤ زلف نین
مشکین بلا سے کھینچ و لٹکاؤ پر نہین

دل سے بلائیں کیون تری تھوڑی لین
کچھ پیار و گالیون ہی کی جھکاؤ پر نہین

[illegible]

اگر نہ دیکھا اونکو سنا تو مدعا اپنا
مفسر ظفر کہتا ہی کیا غماز سنتے ہین

گاہ بیگاہ ادھر جو گذر کرتے ہین
خوب جُھر کا دم سے وہ نظر کرتے ہین

پھرتے ہین خاک اڑاتی ہوی مانند صبا
عمر ہم خاک بسر خاک بسر کرتے ہین

کیون نہ قربان ہون کیا ناز ترے تیر نگہ
واہ کیا چھپتے ہی دل مین مرے گھر کرتے ہین

دیکھ کے غنچہ جو اس باغ مین خندان اگل
ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتے ہین

دل یہ جو گندہ ہی ہوتا ہی مجکو معلوم
قاصد اشک مرے آکے خبر کرتے ہین

دیکھ تو ہجر کی شب ہنستے ہین کیون خستہ جان
شمع کیطرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین

اے ظفر ہمکو ادھر وہی نظر آتا ہی
ہم نظر اسکے تصور مین جدھر کرتے ہین

ناصافیون سے دل کے باصفا تیون مین
پھنستی ہی ہمسے اونسے کیا بر خلافیون مین

کوچے مین زلف کے تو نہ دے میرے دل کو
اے شانہ تونے کیا بر خلافیون مین

آتا ہی پیش دیکھین کسطرح وہ ستمگر
ظلم و ستم کی اسنے کیا بر خلافیون مین

وہ خوش غلاف تیغہ قتل کو ہمارے
جویان رہی تمھاری انکھین غلافیون مین

مژگان کی تیر خنجر آتے ہین کام اپنے
یا سینہ چاکیون مین یا دل شگافیون مین

وعدہ خلاف اب تو وعدہ کہین وفا کر
اک عمر تو ہمین گذری وعدہ خلافیون مین

کیا کیا سخنورون کے بہر تنگ قافیے ہون
لکھین ظفر غزل ہم گر ایسی قافیون مین

[illegible]

ہے بُرا اونکا کہ جو ڈالین بُرائی آن کر
بے سبب وجہ تری اے ظفر کیجئے مین

کون وان جا کے جہان تفتہ جگر جلتے ہین
اوس جگہ تو ملک الموت کے پر جلتے ہین

عین برسات مین ہے مرشیشۂ دل ہین زار
دیکھو اس شدت باران مین گھر جلتے ہین

پھول لاکھ جو ہین داغ بدل گلشن مین
دیکھ کر اوس گل عارض کو مگر جلتے ہین

خاک کر دے کہین آتش جلا کر جلدی
دیر سے ہم روش ہیزم تر جلتے ہین

گرم نظارہ ہون اوس شعلہ رخسار یہ کیا
کہ وہان بال و پر مرغ نظر جلتے ہین

رات بھر گرچہ جلی شمع تو کیا خاک جلی
عاشق سوختہ جان آٹھ پہر جلتے ہین

داغ پر داغ جو دہ دل پہ مرے دیتے ہین
گھر مین کیا گھی کے چراغ اونکے ظفر جلتے ہین

تمھارے عشق مین دکھنا کمال ہم تو آئی ہین
کہ جان پر کھیلتے ہین حضرت دل جو فدائی ہین

برنگ شمع تم گر ہو سر محفل افروزی
تمھین رو دشمنی ہو زیب محفل ہم بھی آئی ہین

کسی کی عقل پر کرتے نہین تم عقدہ بازی ہم
جو دانا ہین آئی ہین عاقل ہین تو آئی ہین

گری مین صید افگن ذبح ہو پا صید کو اپنے
مگر اک چھوڑ دے تم بسمل ہین آئی ہین

یہ رستہ عشق کا ہے حضرت دل کو مگر ہو تم
کہ اس منزل مین آ ہی ہیں مزل ہین تو آئی ہین

حجاب جلوہ دیدار جانان ہے خودی اپنی
نہین پردہ کوئی حائل جو دانا ہین تو آئی ہین

زمین سہل مین ہین تو بھی کہ شعر کہہ لیتے
ظفر ہم غزل اپنی مشکل ہین آئی ہین

ڈرو اگر ہم کہین کس واسطے باتین شکایت کی
خلاصہ مدعا جو کچھ کہ اپنا تھا کہتے مین

تیر کچھ یوں گئے ہیں قتل کی جی سے نہین کہتی
جو کوچہ مین مر قاتل کی

ظفر تحریر اور تقریر اپنی ایک ہین دونون
او دیکھین جو کچھ کہ ہمنے خط مین لکھا تھا سو کہتی مین

بلا سے گرچہ ہوتا راز دل افشا ہے رونی مین
نہ روکو مجکو رونی سے ذرا آتا ہے رونی مین

ہنساتا ہے ذرا تو عالم رویا مین جو آکر
بسر کردی ہماری شب تمام ہے رونی مین

بڑا ہے کشتی افلاک کا رونا زمانے مین
مری آنکھون نے وہ طوفان کیا برپا ہے رونی مین

مری دیوانگی کا اب یہ ہے عجب عالم
کبھی رونے مین ہنستا ہے کبھی ہنستا ہے رونی مین

ہزارون دل لگی کے شغل ہین پر دل نہین لگتا
جو تجھ بن اپنا جی لگتا ہے تو لگتا ہے رونی مین

غبار وحشت اگر دل سے ذرا بھی نہین جاتا
اگرچہ میری چشم سے رواں دریا ہے رونی مین

سنا ہے نوح کی طوفان کو یارون کا نون سے
مگر آنکھون سے اپنی ہم نے دیکھا ہے رونی مین

لگا گا ایسے رونے کو کہ مثل شمع گھل گھل کر
بہا جاتا ترا دل سوز سرتاپا ہے رونی مین

ظفر ہنسنا رونا دیمین جا کر سامنے کس کے
رہا کون اپنے آنسو پونچھنے والا ہے رونی مین

یون شعلہ سوز غم سے اٹھا دل کی داغ مین
جیسے بھڑک گیا ہو فتیلہ چراغ مین

رخ پر ترے پسینے کے قطرون کی ہے بہار
کیا پھول جا مزنی ڈھیتے ہیں باغ مین

ناصح نصیحتین تری ہم سن چکے بہت
خاموش ہو کہ اب نہین طاقت دماغ مین

فلک پر جب کبھی ہم نے ہلال عید کو دیکھا
تصور میں لب لعلین کی تیری دہن ہم ہیں
تماشا ہو گیا اے مردمک جا سے قدرت کے
گریگی ایک پل میں دیکھنا وہ خون رو ہزار ے
صدف میں ہیں گہر ہم گمرہان عشق کی دولت

بعینہ پھر گئی صورت ترے ابرو کی آنکھوں میں
نہ کیوں تو ہو قطرے ہوں جگہ آنسو کی آنکھوں میں
کھنچے تصویر میرے حلقہ گیسو کی آنکھوں میں
نشے کی ہے جو سرخی اوس ستیزہ خو کی آنکھوں میں
ترے غمدیدہ کی بوندیں نہیں لہو کی آنکھوں میں

ظفر اوس دلبر پردہ نشین کو میں کہاں رکھوں
نہ دل میں ہے نہ ہے کوئی جگہ قابو کی آنکھوں میں

آپ کیا او دن سے لینگے درد کیا دینگے تمہیں
ناصحو گر جلوہ اپنا وہ دکھا دینگے تمہیں
ہو گئے ہیں سے کیونکر سنا کر تم مجھے
تم ہمیں کو سوگے لیکن ہم نہ کوسینگے کبھی
تم دکھاتے ہو ہمیں اے نوخطو کیا باغ سبز
کھوئی ہے اے آنسو دشمن ہماری آبرو
ہوگئے ملکر حضرت دل ان دغا بازوں سے کیا
تم کرو اے عندلیبو باغ میں نالہ ہزار

ہم تو دل کیا جان بھی اے دلربا دینگے تمہیں
کیسے ہیں دانا ہو دیوانہ بنا دینگے تمہیں
میرے نالے دیکھنا شب کو جگا دینگے تمہیں
ملکہ جب کو سوگے ہم تو ہم دعا دینگے تمہیں
گل کھلا کر کچھ تماشا ہم دکھا دینگے تمہیں
دیکھ لینا خاک میں ہم بھی ملا دینگے تمہیں
یہ وہ ہیں عیار جب دینگے دغا دینگے تمہیں
پنکے غنچے جھگیون ہیں یہ اڑا دینگے تمہیں

اے ظفر زخم جگر پر جب وہ چھڑکینگے نمک
اس محبت کا مزا بھی چکھا دینگے تمہیں

کہان ہین اونہین وہ جو پہلے تھین باتین محبت کی
ظفر باقی نہایت فرق ہین ہم جب مین اب اور ہین

ہین اب کہان ہمارے وہ سیر چمن کے دن
گرتے بسر ہین ہجر مین اوس سیمتن کے دن

تشبیہ دون اگر رخ روشن سے تیرے مین
پھر جائین آفتاب سے سپہر کہن کے دن

کتی ہے دل سے اوس گل رخسار کی بہار
کیا دیکھتا ہے ہین ابھی دیوانہ پن کے دن

خورشید روئے یار سے کرتا ہے سرکشی
کیا آگ گئی ہین شعلہ کو شمع لگن کے دن

گھٹ جائے رات رشک درازی سے زلف کی
بڑھ جائے نور حسن سے اوس سیمتن کے دن

جب عشرت و نشاط کا موسم گذر گیا
تو کیا گذر نہ جائینگے رنج و محن کے دن

ترچھی جو ہو کے تم سے کہین کچھ وہ اے ظفر
بولو نہ تم کہ اونکے ہین بانکپن کے دن

غزل دیگر

ہمدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہین
اور دلسوز آہ سوزان کے سوا کوئی نہین

نالہ و آہ رسا اپنے ہین پھر کس کام کے
جب پہونچتا تا بگوش دلربا کوئی نہین

اور بھی یون تو حسین ہین لاکھون ہی زیر فلک
پر مری نظرون مین تجھسا مہ لقا کوئی نہین

اک نگاہ یار تو وہ آفت جان ہے غضب
پھیر سکتا جسکو ہے تیر قضا کوئی نہین

رہنے والونکا عدم کی حال کس سے پوچھئے
اسطرف کو آجتک اونسے پھرا کوئی نہین

آشنا ہین جتنے ہین اپنی غرض کے آشنا
خوب دیکھا ہمنے اپنا آشنا کوئی نہین

گردش زدہ ہوں تیری نہیں ایک جا قیام — رہتے فلک کی طرح ہمیشہ سفر میں ہیں
کرتے ہیں اوسکے ہاتھ قدم اس خدا نہ — خط دیکھتے جو میرا لکھنے نامہ بر میں ہیں
آ دیکھ جو لیوں ہو رہا ہوں تم فلک دیکھکر — بھگانے والے آپ کے میری نظر میں ہیں

اُٹھے ہیں جو وہ گھر ہی میں تیرے تھا ہمدم ظفر
لا ... جواب نامہ مراد وہ بیر میں ہیں

ردیف واو جلد اول

ہمارے دل کو دیکھ کے دنیا دل کا یار چڑھا — گھٹا ہی کیا ہی سمندر کا ایکبار چڑھاؤ
ہمیں تو ایک ہی کہ ... — کہ اپنی تیغ کو اب چرخ پر ہزار چڑھاؤ
دیل زلف تمہارا چھوڑ دو ... — بلا کو سر پہ تم اپنی زنہار چڑھاؤ
لگی ہیں رہنے دو اپنی اُڑا کے تم پتنگ مست — فلک تلک نہ مری خاک کا غبار چڑھاؤ
جلیں ہیں آتش الفت کی دیکھو تم ... — ربا نہ کیسے نہ تم ... بخار چڑھاؤ
بجا ہو مطلب اسوقت تار باز ... — لگی تار ... تم تنا چڑھاؤ

پتنگ وار ظفر روز ... الفت پر
وہ ... کے آ ... تم ... یکبار چڑھاؤ

... تم ... چشم حیا کو ... — مثل گل شوق ہے اب قبا کو کھولو
پاؤں میں مہندی ... — خون دل ہوتا ہی بند حنا کو کھولو
زور ... سر ... دل کو — جان من رخ پہ تم زلف دوتا کو کھولو

[illegible]

کیا فدا ہے وہ ملا دیگا ترے قاصد خدا ہو — سر پہ کوڑا سے جو دست دراز ہو

اسے ظفر اوس سے کہا کیا ہے لگانا دل کا
جو کہ واقف نہ کبھی عشق کے آزار سے ہو

گر قتل کا ہے عزم تو شمشیر دکھا دو — یا آکے تم اپنی مجھے صورت دکھا دو
تا حشر نہو خواہش نظارۂ سنبل — تم مجھکو اگر زلف گرہ گیر دکھا دو
پھر اگئیں آنکھیں اسی حسرت میں — تا مجھکو دریا کی زنجیر دکھا دو
یاں تک کشش لی آنکھیں نے — ہے مجھسا کوئی صاحب تاثیر دکھا دو
اپنی ہی یہ آہ کہ پہونچی — ورنہ کوئی ایسا تو ہمیں تیر دکھا دو
تم تیغ نگہ پھرتے ہو کیوں سر لیے کیا ہے — ہے آج قضا کی گلو گیر دکھا دو

تبدیل قوافی سے ظفر دیکھیں تو اسدم
اک اور غزل کر کے بہ تحریر دکھا دو

شعلہ جو سوز دل سے گلو گیر آہ ہو — پیکاں نمط عیاں دو سر تیر آہ ہو
سیل سرشک چشم وہ ہمراہ ہو اگر — جوں سرد آب جو بیاں تو قیر آہ ہو
دکھلاؤں میں جو سوزش دل کو تو برق بھی — حیران دیکھ عالم تنویر آہ ہو
کلک جلی تو شمع جگر سوز سے بنا — مانی جو کھینچی مری تصویر آہ ہو

نالاں ہیں ایک عمر سے ہم اسلئے ظفر
کب اوسکے دل میں دیکھیے تاثیر آہ ہو

[illegible]

ردیف شین و او جلد دوم

بسی دماغ میں کس زلف پرشکن کی بو ۔ کہ خوش نہ آئی ہمیں نافۂ ختن کی بو
لگایا ہم نے جو اوس غیرت چمن کو گلے ۔ بدن میں بس گئی نسرین و نسترن کی بو
چمن سے دور رہا اسقدر قفس میرا ۔ کہ مجھ تک اوڑ کے نہ پہنچی گل چمن کی بو
خرق قفس کہیں گلشن میں ہو تو تماشا ہو ۔ ہر ایک گل ہی جو آتی ترے بدن کی بو
ہوا ہے صورت دیوانہ گل گریباں چاک ۔ چمن میں لاتی صبا کسکے پیرہن کی بو
اثر ہے عشق کے داماں کہ ہے مزہ گل کا ۔ عجب نہیں جو رکھے خون کوہکن کی بو

چمن میں غنچہ جو اوس گل کے سامنے ہے خموش
چھپا رہا ہے ظرف اپنے وہ دہن کی بو

جو دل میں ہے سو کہو تم نہ گفتگو سے ہٹو ۔ رہے جو پیار آنکھوں کے آگے نہ روبرو سے ہٹو
میں آپ پھیرتا ہوں اپنے حلق پر خنجر ۔ چھری اٹھالو تم اپنی مری گلو سے ہٹو
وہ قتل کو نہ گرانبار ہو تم حضرت عشق ۔ کہو کسی سے ملو اور نہ کسی سے ہٹو
شہید ناز کے ہر زخم سے ہے خون جاری ۔ ہمارا تر نہ ہو دامن کہیں لہو سے ہٹو
مراد عشق میں عاشق کی نامرادی ہے ۔ اٹھاؤ حضرت دل ہاتھ آرزو سے ہٹو
جو پیش آئے وہ منت کرم ہے ساقی کا ۔ نہ پھیرو جام سے منہ اور نہ تم سبو سے ہٹو

[illegible]

ہو گئی جب سے قیامت ای سفاک ہم سینہ سپر
وہ ترش ابرو ہو یا ہو تلخ گو ہم کو کیا
واعظا بلبک کو تو کیوں [illegible]
گرچہ دنیا کی ہوا میں [illegible]

[illegible] ترے جفا سے کچھ ہی تو
[illegible]
دل [illegible] کچھ ہی تو
[illegible] کچھ ہی تو

توبہ [illegible]
دل [illegible] کچھ ہی ہو

رہا ان کی مجلس [illegible]
[illegible]
[illegible]
گر [illegible]
رنگ [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وہ [illegible] کا
[illegible] سے [illegible]

نہیں کہہ سکتا کہ اللہ صنم تم ہی تو ہو
نہ مرا پاس کسی کا نہ کوئی میرے پاس
کفر و دین کا مجھے بھلا دیا تم نے رستا
خواہ پھر لوا دو ہمیں خواہ [illegible] ہم کو

لیک جو کچھ ہو سو اللہ کی قسم تم ہی تو ہو
ہاں مگر ایک جو ہو مجھ سے ہمدم تم ہی تو ہو
[illegible] ہر دم تم ہی تو ہو
کہ ہمارے سبب شادی و غم تم ہی تو ہو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خدا کیواسطے اے ہمدمو نہ بولو تم	پیام لایا ہے کیا نامہ بر وہان سے سنو
تمہارے عشق نے رسوا کیا جہان مین ہمین	ہمارا ذکر نہ تم کیونکر اک جہان سے سنو
سنو تم اپنی جو تیغ نگاہ کے اوصاف	تو میرے زخم جگر کے لب و دہان سے سنو

ظفر وہ بوسہ تو کیا دیگا پر کوئی دشنام
جو تمکو سننا ہو اوس شوخ دلستان سے سنو

کستا ہے کون ہمسے کہ خنجر بکف نہ ہو	برحق ہین جان نثار محبت تلف نہو
خاطر نشان نہ دل کی ہو ناوک فگن کبھی	جبتک کہ تیر ہے تیر نگہ کا ہدف نہ ہو
آتی ہے سینہ کوبی عاشق کی تو صدا	محفل مین اوسکی گرنہین آواز دف نہو
جبتک کہ خوب عشق مین عاشق نہو خراب	اچھا ہے وہ یہ کہ ہو مجھے غرور شرف نہ ہو
بہتی ہے نہر ... مری چشم تر مین اشک	نازان در خوش آب پہ تو اے صدف نہو

الفت سے ہمارا اگر فدا راے ظفر
گو وہ اگر نہین ہے ہماری طرف نہو

اگر ہو دل مین محبت کا داغ اچھا ہو	خدا کا گھر جو نہو بے چراغ اچھا ہو
کبھی نہ سیر ہو جی مے کشون کا اے ساقی	کہ جب تلک نہ لبالب ایاغ اچھا ہو
ہجوم داغ سے ہے سوز دل کو یہ منظور	کہ ایک سینے مین تیار باغ اچھا ہو
عدو کو تجھسے ہو کس طرح الفت ...	اگر یہ جیب ہو کہ طوطی سے زاغ اچھا ہو
دل اوسکی زلف کے کوچے مین گم ہو میرا	بتا دے نشانہ اگر کچھ سراغ اچھا ہو

[illegible]

تیری محراب خم ابرو میں جو سجدہ کرے
وہ جو کرنا ہے کا ای قاتل کبھی منظور رہو

اپنے آب دیدہ آ اوسکو نہ بود واجب ہی تو
زیر خنجر اوسکو رکھہ اپنا گلو واجب ہی تو

ہاتھ سے جا کر ظفر پھر ہاتھ آئی یا نہ آئی
پر ہو دل گم جسکا اوسکو جستجو واجب ہی تو

ردیف واو جلد سوم

گر ناز سے وہ صحن میں رکھے چمن کے پانو
وحشت کو میری دیکھہ کے جو بھولے جو رنگی

ای عشق کیا علاج ہے تیری تبا سے مجھے
اتنا نہ آہ و نالے سے اپنے ہلا سکے

شیرین کو پھر نہو ہوس سرخی کی فلک
یان تک ہی شوق دشت نوردی کہ دون نکال

شیطان کو سوجھی اپنی اگر خدمت وضو
کیونکر نکل سکے دل وحشی کہ پھنس گئے

ہو جوڑ زمین پر اگر اے گل او گلبدن کے پانو
اک حسرت میں شکست ہوتے جہاں پر تن کے پانو

ہون شیخ کے قدم کہ پڑے دون برہمن کے پانو
او دل نہیں ہیں گنبد چرخ کہن کے پانو

رنگین کرے ہے لہو سے اگر کوہکن کے پانو
مین اپنے بعد مرگ بھی باہر کفن سے پانو

دھووے ہے وہ زاہد پر وضو کے پانو
پھندہ میں اوسکی زلف شکن در شکن کے پانو

دشت جنون میں اتنی بھی وسعت نہیں ظفر
پھیلاویں جو اک ذرا سے دیوانہ پن کے پانو

دوست اچھے ہو تو پورے دوستی کے ہو رہو
یا کسی کو کر رکھو تم یا کسی کے ہو رہو

اس چمن میں کیا کرو گے کھل کے منہ بولکر
غنچہ سان خاموش خون دل کو پیکے ہو رہو

ردیف واو جلد چہارم

ہوتا نگین کیطرح سے نامور وہی | کرلیتا دل پہ نقش جو ہی نیک بات کو

دیوان ظفر کا دیکھ کے کاتب ہیں کہہ رہے
لکھیں کہاں تلک ترے ہم کلیات کو

بڑھاوے گر نہ جوہر عزت و توقیر آہن کو | تو سمجھیں تیغ جو ہیں بے بتر شمشیر آہن کو
گلے میں پہنے جب زنجیر زر کو وہ پری اے | تو یہ دیوانہ ڈالے پاؤں میں زنجیر آہن کو
برہمن اوس صنم کی دیکھ گر تصویر کاغذ پر | نہ تصویر حجر کو پوجے نہ تصویر آہن کو
دل پر سوز سینہ میں ہمارا ہے وہ انگارہ | اوٹھا نہ کی نہ تاب اوسکے ہوا تسخیر آہن کو
گرانبار ونکا ہے صحبت سبکساروں سے زیبا | ہے تنکے کی کمان میں کون پھینکے تیر آہن کو
محل ہستی کا ہے انسانکا تو قالب خاکی | تھا دھار رہا ہے وہ خاک میں تعمیر آہن کو

عجب کیا فیض صاحبدل دے پھر تیرہ بختوں کو
بدل دیتا ہے پارس اے ظفر تاثیر آہن کو

کیا دیکھے کوئی اوس رخ روشن کی تاب کو | جسکے نہ دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو
بوئے عرق سی یار کے خوشبو ہے داغ | ہم سونگھتے نہیں کبھی عطر گلاب کو
سودا مجھے نہیں تری زلفوں نے اے پری | دیوانہ کردیا دل خانہ خراب کو
ہے شوق بوسہ لب میگون تو انھیں | منھ بھی نہیں لگاتے وہ جام شراب کو
ہمنے دیا وہ معرکہ عشق میں جواب | سب لاجواب ہو گئے سن کر جواب کو
لگتی ہیں بادہ نوش نشے میں شفق نہیں | شیشہ میں آسمان نے بھرا ہے شراب کو

کرتے ہیں غائب میں سب دعویٰ سخن سنجی کا پر
بول بھی سکتا نہیں کوئی ظفر کے روبرو

نصیب میں تمھارا کبھو تو کیونکر ہو
فراق یار میں تسکیں تو کیونکر ہو

تو اپنے وعدے کا سچا جو ہو تو کیونکر ہو
یہ تجھ سے جھوٹ کی ہے ترک ہو تو کیونکر ہو

جلا کے خاک ہو جبتک شمع پر پروانہ
طپش ہے دل کی ہمارے فرو تو کیونکر ہو

ترے مریض کے سو سو علاج ہوں لیکن
شفا نہ اوس کے نصیبوں میں ہو تو کیونکر ہو

کسی پہ راز نہاں میرے دل کا آئینہ
جو تم نہ گریہ سے افشا کرو تو کیونکر ہو

یہ ہم بھی چاہتے ہیں ترک عشق ہو لیکن
جو دل پہ بس نہ ہو اے ناصحو تو کیونکر ہو

ملے نہ خاک میں جبتک تمھارے کشتہ ناز
دمیدہ خاک سے ہے نماز بو تو کیونکر ہو

جگر پہ زخم نہ کھائے اگر مزا حاصل
نمک فشاں ہو نہ وہ خندہ گو تو کیونکر ہو

کرم کہاں کہ ستم بھی ہو کرتے ناز سے تم
جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہے وہ تو کیونکر ہو

جھکا دے سر نہیں آزاد راستی پیشہ
چمن میں سرو جو ہے سرنگوں تو کیونکر ہو

ظفر جو ہے تہ محبت میں وہ سے دلکو راہ
وہ میرے حال سے آگاہ ہو کیونکر تو

عجب ہے شوخ مستی رخ سے اگر افلاک گرد کی
وہ ہے ... قرآن کام کیا تو آتش ...

کہاں اوس چشم وحشی میں ہے یہ تحریر ...
سیہ ریشم کی دوری ... ہو کو

جو کشتہ گردش چشم سیہ کا ہے ترے قاتل
سینہ پیش اوسکے ماتم کی کیا ہے چرخ نیلو

رو سیاہی کو جو دھوے نامۂ اعمال سے
اے ظفر اپنی وفور اشک چشم تر سے دھو

میکشو تم نوش کوئی ساغر مل تو کرو
کرتے ہو مستی ابھی کیا ہو تامل تو کرو

ذکر کیا ای حضرت واعظ تو بوے گل کو اگر
کرتے ہو نالے اگر تم مثل بلبل تو کرو

دیکھو پھر کیا کیا پریشان ہوتا ہی سنبل کو دل
اک ذرا گلشن مین وا تم زلف و کاکل کو کرو

قتل شمشیر نگہ سے گر نہین کشتہ مجھے
تو بلا سی زخمی تیغ تغافل تو کرو

کس کا ... دل ... کے جو ...
کہہ دو جھونکون سے صبا کی تم بہلا گل تو کرو

کتنا ہی ... زخمون کو جو کے ...
مارتے تیغ نہین ہو تم اگر غسل تو کرو

لکھتے ہو تعریف اوسکی زلف پیچان کی اگر
اے ظفر اپنا قلم تم شاخ سنبل تو کرو

تم اعام ... کردم درد تمنا کا نام لو
اے بت بیمہر تم نہ لو دیکھو خدا کا نام لو

... کھائی کو دوا اور ... دل نہین کو دو
اے طبیبو نے غذا کا نے دوا کا نام لو

... خطا ...
اور خطا وار ... میں تم اس بے خطا کا نام لو

ہو تمہارے ... میں ...
پر نہ میرے سامنے ترک وفا کا نام لو

خون عاشق سے ... رنگین ہاتھ ...
پھر کبھی ہرگز نہ رنگ حنا کا نام لو

...
مرتے جیتے جی تم اس کالی بلا کا نام لو

اے ظفر چشم و نگہ یا غمزہ و ناز و ادا
کون دل کو لیگیا اوس دلربا کا نام لو

[illegible]

نہ چھوڑا پر نہ چھوڑا تم نے ملنا غیر کا پیارے	ہمیں تو کھا گیا یہ غم بھلا مانو برا مانو
تمھاری دوستی میں مر گئے لاکھوں نہ جی آیا	تمھیں ہو دشمن عالم بھلا مانو برا مانو

بروں کو منہ لگاتے ہو بھلوں سے تم کو نفرت ہے
ظفر کو ہے یہی بس غم بھلا مانو برا مانو

تصور زلف مشکیں کا ہے کیسی نیند آتا مجھکو	بیاباں میں جو نظر آتا ہے اک اندھیر سا مجھکو
کہا بلبل نے عشق گل میں کیا حاصل ہوا مجھکو	کہ غنچے میں بجا کر چٹکیاں دے اڑا مجھکو
کسی صورت تو میں اے دست وحشت سے بچوں جان بر	بٹھا کر دوش ہی پر لے چلے باد صبا مجھکو
کہوں کیا غیب سے کیا آ لگا اک دل پہ چرکا سا	ترا چہرا جو شب کو یاد آیا مہ لقا مجھکو
مرا نالہ دل سوزی بھری ہیں کان اپنے تو	ترے کوچے میں غنچہ جس خوشی آئیں کیا مجھکو
محبت کو جو دل ابتدا میں سہل سمجھا ہے	نظر کچھ ادھر ہی آتا ہے اسکا انتہا مجھکو

ظفر اس عشق کا وہ ہے کہ جس سے سب سے مر بھولے
نہیں ہے یاد دنیا کا ظفر کوئی مزا مجھکو

یونہی گر اے بتو ہم فدا ہونگے تو ہونے دو	جو تم پھر ہمہ موجود جفا ہونگے تو ہونے دو
بتوں پر زاہدو گر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو	تمھیں پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو
اگر ہم مائل زلف دوتا ہونگے تو ہونے دو	کسی کے کیا گرفتار بلا ہونگے تو ہونے دو
ملینگے ملبوس آسا تہ میدان محبت	اگر ہم کشتہ تیغ جفا ہونگے تو ہونے دو
ذرا آئیں سہی وہ مقتل عشاق تک اپنے	جو لاکھوں فتنہ محشر بپا ہونگے تو ہونے دو

[illegible]

گرسنے ہو گیا کیا ہے یاں ہم بکان آ
جان لب آگئی بیمار درد جسم کی

خانہ قلندران کی بھی کچھ خانہ آرائی کرو
اب تو اے رشک مسیحا کچھ مسیحائی کرو

صاف آئینہ سینہ نظر پھر جلوہ جانان دیکھیں
درد دل میں داغ سینہ جو بینائی کرو

دیکھ کر رخ پر جھکی زلف چھپایا رات کو
یا وخال رخ میں پھر جبین سے ...
مانگ ہے زلفون میں تیری ...
چاند ہے گھر دے پلٹی ہے ...
آپ یون چھپ چھپ کے گو ... ہو
سرمہ آنکھونکی تیری وحشی ہے ہو نگاہ
دور ہی چشم ماہ کی تمکو نہ لگ جائے نظر
تم جو کہتے ہو کہ دن ہوتا ہے افشا ہے اگر

دور بھی ہو گا وہ ہوا وہ جب سو رات کو
ہم پڑے گنتے رہے ایک ایک تارا رات کو
یا فلک پر کہکشان کا خط ہے سیدھا رات کو
چاندنی میں پھر رہا ہے سانپ کالا رات کو
حضرت دل پاسبان سے ہو نہ جھگڑا رات کو
بیٹھتے ہیں اک بچھا کر مرگ چھالا رات کو
دیکھو کوٹھے پر چڑھا نے نہ تماشا رات کو
قہر گھر میں ہے مرا ای ظفر تو شوق ہے آ رات کو

اسپے دربانون سے کہہ دے ہین ٹوکین نہین
ورنہ ہو جائیگا در پر مفت دنگا رات کو

دیکھو بوسہ نہ بت ہو شربا سے مانگو
اندنون گلشن عالم کی مخالف ہے ہوا
تشنہ کامان محبت سے یہ کہدو جو تھین

ابھی ای حضرت دل خیر خدا سے مانگو
الامان ہمنفسو ایسی ہوا سے مانگو
چاہیے آب تو اوس تیغ جفا سے مانگو

ردیف یای ... جلد اول

دیجے دل و دین کیون نہ تجھے اے بت کافر
زلف اوسکی دکھاوے مجھے ای خضر تصور
حاصل نہین کچھ فرع دنیا سے کسیکو
نقد دل و دین کیون نہ کرون پیشکش اب مین
انداز و ادا سے نہین کچھ اور کی مطلب
بوسہ جو طلب اوس سے کیا مین نے تو بولا
سائل سے کبھی آج تلک منھ نہین موڑا

جلوہ ہی خدائی کا تری ذات مین کچھ
کہتے ہین کہ ہی پردۂ ظلمات مین کچھ
ہے کشور دل اوسکے مری دیہات مین کچھ
لازم ہی کہ ہو اوسکی مدارات مین کچھ
ہوتا ہی ادا سے ہر اشارات مین کچھ
موجود ہی بس اپنی ملاقات مین کچھ
حاصل ہی ہر اک کو مری خیرات مین کچھ

بیتابی و زاری کی شکایت ہی عبث اب
ہوتا ہی ظفر عشق کے حالات مین کچھ

نہ دکھلا مجکو یانی کھینچکر اوراق مین غنچہ
ہنسا جو دیکھکر وہ غنچہ لب مجکو محبت سے
نزاکت سے گران وہ بھی ہی وقت رقص گر باندھے
گرفتہ دل مرا اوس چشم وابرو مین ہی باعث
گمون کیا تیرا رنگ فندق یا ای گل خوبی
ترا پیکان تیر ناوک افگن غرق ہی خون مین

نہین خوب اوس دہن سی ہو مشتاق مین غنچہ
ہوا گویا شگفتہ گلشن اشفاق مین غنچہ
بجا ہی زنگار تو اپنی سیمین ساق مین غنچہ
نگانی کی جگہ ہی بیکہ ہی کی طاق مین غنچہ
نہین خوش رنگ ایسا گلشن آفاق مین غنچہ
نہ لایا رنگ کیا باغ دل عشاق مین غنچہ

نہین کھلتا ظفر عقدہ ہمین اوسکی خموشی کا
خدا جانے کہ اتنا کیون ہی استغراق مین غنچہ

نہ پوچھ مجھ سے کہ کیا ہے ... [illegible]

کیا ہی میں نے یہ وحشت میں دشت کو پامال
ہزار غنچہ کھلائے کیا شگفتہ نہ دل
سہے ستم نہ ستم روز لیک شکر خدا
برنگ شمع جلے سر بانوج تک لیکن
دل اوسکو ہمنے دیا دل نے دی ہمین تکلیف

اگر خار خار کو ہو اب سر قدم سے گلہ
چمن میں ہمکو ہے یہ باد صبحدم سے گلہ
کیا نہ ہمنے کبھی اسکا اوس صنم سے گلہ
زبان پہ لائے نہ ہم اپنی سوز غم سے گلہ
جو ہمکو دلسے گلہ ہے تو دل کو ہم سے گلہ

ظفر نوشتۂ تقدیر پہ جو راضی ہین
نہ اونکو لوح سے شکوہ نہ ہے قلم سے گلہ

ہے خدا کا رنگ بھی مست بت پرفن نہ پوچھ
بار دنیا سا ہے منعم کے ابھی نزمرگ بھی
وہ گرانبار الم ہون میں کہ میری خاک بھی
دست وحشت سے رہا باقی جو تار پیرہن
بار کش دنیا کی ہون تا اہل دنیا ہے نہ ہا
اونسے کیا سر پہ رکھا ہے جو دھر کتا ہے

گرکے میرا خون نے وہ نازنین گردن نہ پوچھ
باعث تعویذ سنگین ہے سدا دن یہ پوچھ
گرچہ دامن پر پڑے ہے معلوم ہوا من نہ پوچھ
ناتوانی سے تری مجنون کی ہے تن نہ پوچھ
لا دے ذہن کیا گدھون کیطرح سے سق نہ پوچھ
نازکی سے ہو نہ بھرا اون غیرت گلشن نہ پوچھ

لاکھ سرکش ہو دبا ہی وہ رہیگا اے ظفر
بار احسان سے اگر رکھے سر دشمن نہ پوچھ

کہاں نگہ ہے ہو مہر کا رنگ پیوستہ
اگرچہ صورت سوہان ہے جو ہی قمری

یہ تیغ وہ نہین جسمین ہو زنگ پیوستہ
گلے میں سر ہے پر طوق تنگ پیوستہ

ردیف ہای ہوز جلد دوم

عشق کی ... [illegible]

جی لگے کیونکر کہین اپنا محبت نے تری
اک نمائی سے کیا دل ای ستمگر برداشتہ

جان اپنی اوٹھائی یہ ستم کش کیون نہ ہا
ای ستمگر تو جو ہو تیغ ستم بر داشتہ

ہوگیا مضمون گریہ کی مری تاثیر سے
یک قلم کاغذ مرے نامہ کا نم برداشتہ

کسکو برداشت اتنی کسکا عشق مین یہ حوصلہ
ہو ظفر کیونکر کسیسے جو رنج و الم برداشتہ

تو نے کیا جانے نکالا ہے کدہر کا رستہ
تیر نے کس کے نکالا ہے جگر کا رستہ

رکھہ قدم راہ محبت مین سنبھلکر اپنا
دیکھہ ای دل کہ ہے خوف و خطر کا رستہ

وہ نہ آیا جو شب وعدہ تو ہم صبح تلک
بیٹھے دیکھا کیے اوس رشک قمر کا رستہ

نہ کرای پردہ نشین روزن دیوار کو بند
دیکھہ رہنے دے کھلا تو یہ نظر کا رستہ

نامۂ شوق کی تاثیر سے قاصد مرے
ملے گھر ہی بیٹھے کیا آٹھ پہر کا رستہ

چارۂ زخم کو سینے سے لگا مت ناصح
بند ہو جائیگا فریاد جگر کا رستہ

پاسبان چھٹنے تری کوچے مین لاکھون لیکن
روک سکنے کا نہین کوئی ظفر کا رستہ

خجل ہے دیکھکے ابرو ہلال کیسا کچھ
اسی سے جانکے ہو جمال کیسا کچھ

فلک کے اتنے ستارے تو کر نہ معلوم
کشندہ ہے یہ ادس رخ کا خال کیسا کچھ

جو دوست تھے وہ ہین دشمن عجب تماشا ہے
ہوا ہے دیکھو زمانے کا حال کیسا کچھ

مری زوال سے جانو کمال کو بھی ترے
زوال یہ ہے تو ہوگا کمال کیسا کچھ

[illegible]

اب نزاکت کا اور ہی نقشہ اپنی طاقت کا اور ہے نقشہ

میری الفت خوش آئی کیونکہ انہین اونکی صحبت کا اور ہے نقشہ

دل تو کیا جان تک بھی دین تجکو اپنی ہمت کا اور ہے نقشہ

جا ہی تیرے سے تب غم کیا اس حرارت کا اور ہی نقشہ

سے ہے قیامت اوسکو کیا نسبت تیرے قامت کا اور ہی نقشہ

ستمگر باتون پہ چڑھی ہوجاتا اوسکی خصلت کا اور ہے نقشہ

تیری ان مہر و مہر لبون پر بھی سوز الفت کا اور ہے نقشہ

جانے کیا بوالہوس حقیقت عشق اس حقیقت کا اور ہے نقشہ

کیونکہ جانبر ہو دردمند ترا درد فرقت کا اور ہے نقشہ

تھا تو مجنون کو بھی جنون لیکن تیری وحشت کا اور ہے نقشہ

نقش جب کھینچتے ہین عبث احباب کہ محبت کا اور ہے نقشہ

جب سے دیکھا ہے تجکو آئینہ رو اپنی حیرت کا اور ہے نقشہ

کھینچ صورت نہ اوسکی صورتگر اوسکی صورت کا اور ہے نقشہ

کرے جراح چارہ کس کس کا ہر جراحت کا اور ہے نقشہ

اے ظفر ہے جہان مین خلق کہان اب تو خلقت کا اور ہے نقشہ

کھنچا عجب ہے تیرہ رو جبین کا ہی نقشہ آہ مہر کا ہی یہ ماہ جبین کا نقشہ

[illegible]

کبھی تو رقعہ طلب میں مرے خدا کیلیے
کوئی ملاپ کا رستہ صنم نکال کی لکھ

لکھے ہی کون کہ خط اوسکو تو نہ لکھ ای دل
ترا پتا جو نہ پایا ہر قدم نکال کی لکھ

طبیب میرے پڑھی کتاب میں لکھ
کوئی نسخہ آزار غم نکال کی لکھ

پڑھی وہ دلبر تو خدایا ظفر خوشی سے خط
ہوا ایسی تو نئی طرز سے ... کی لکھ

اوسکے کوچے مین نہین آہ کے جانے کی جگہ
کہ جہان ہمکو ہے آتا کھڑے ہونے کی جگہ

آئینے کو تم اگر منھ نہ چڑھاؤ اپنے
تو ہو اوسکو کہین منھ کو دکھانے کی جگہ

نقش بر آب ہی ہستی کی نہین کچھ بنیاد
ای حباب اپنے کہان گھر کے بنانے کی جگہ

دل پہ گر زخم ہو کوئی تو کیا ہو معلوم
کہ یہ ہی ناوک جانان کے نشانے کی جگہ

کیا کرین جائین اگر آپ نہ ہم یار کے پاس
گھر مین جب اپنے نہو اوسکے بلانے کی جگہ

تجھسے ای شمع ہی سر اسکے کٹانے مین فروغ
جا تشنا دی ہی نہین اشک بہانے کی جگہ

قطرۂ خون جگر ہی مرے آب خورش
دہی پانی کی جگہ ہی یہی دانے کی جگہ

ای کمانداز نہ تھا تیر نگہ کو دل مین
کہ نہین اور کوئی اوسکے لگانے کی جگہ

ہے یہ انبوہ غم و رنج ہجوم حسرت
نہین سینہ مین ظفر دم کے سمانے کی جگہ

سینے پہ دھر کے دیکھ ذرا ایک بار ہاتھ
یہ حال ہے کہ اوچھلی دل جا بجا رہا ہاتھ

ہو جائے دسترس جو تری زلف تک مجھی
... جانون آ گیا مری ملک تتار ہاتھ

[illegible]

دیکھ کر نقشہ ترا کہتے ہیں نقاش ظفر
یہ کھنچے کس سے بجز خامۂ قدرت نقشہ

نہ کر ہر ایک سے تو وہ کلام بیہودہ
کہ جس سے ہو ترا مشہور نام بیہودہ

نصیب ہوگا نہ ہرگز وہ بوسۂ رخ دوست
یہ ہے خیال ہمیں صبح و شام بیہودہ

ترے شہید محبت کی نعش پر قاتل
ہوا ہے خلق کا کیوں ازدحام بیہودہ

جو اشک خون نہو فائدہ ہے دیدۂ دل
بغیر بادہ ہے مینا و جام بیہودہ

ترے خرام سے آگے نہ رو فتنۂ حشر
ہے ایک لات ہے اے خوشخرام بیہودہ

جو دل میں آگئے سو فریاد مجھکو حضرت عشق
کریگا عرض نہ کچھ یہ غلام بیہودہ

نہیں دہن میں ترے غنچہ لب کبھی آتا
کلام کرتا ہے یاں لاکلام بیہودہ

نہ کچھ ہے گریہ سے حاصل نہ آہ و نالہ سے
ہمارے عشق میں ہیں دونوں کام بیہودہ

بجز ذکر تیرے کچھ اے ظفر تو ذکر خدا
بغیر اسکے ہیں باتیں تمام بیہودہ

[illegible] اتفاق سے شیشہ
اگر کسی کے ہاتھ سے ٹوٹا تڑاق سے شیشہ

نہیں تو جام ہی پر اکتفا رہا ساقی
ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ

بہت تو ہونے میں جھوٹی ہے بزم وصل نصیب
ملے ہے جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ

نہ کر فلک سے طلب شربت محبت کی
بھرا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ

اگر اشارہ ہو کچھ چشم مست ساقی کا
تو آکے بزم میں اک طمطراق سے شیشہ

[illegible]

ہو ترا شربتِ دیدار میسر جسکو	درد مین ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ
سرخرو حشر کو ہوگا وہی سب بندون مین	جو شہید اوسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ
تیرے ہر جور پہ صابر ہون جفا پر راضی	دیکھ تو مین بھی ہون کیا صبر و رضا کا بندہ
تو جو ہی بندۂ حق بیٹھ کے خدا کے در پر	در بدر نکلے نہ پھر حرص و ہوا کا بندہ
خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن	ہان نہین کون تری ناز و ادا کا بندہ

ای ظفر جب سے مین اوس بت کا بنا ہون بندہ
دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

نہین کہین ہے تری چشم فتنہ زا کی پناہ	یہ وہ بلا ہے کہ بس ای صنم خدا کی پناہ
سوائے رنج و غم و یاس یاد مین اوسکی	دلا نہ ڈھونڈھ کسی یار آشنا کی پناہ
پناہ مانگتا ہے جسکو دیکھکر ہر شخص	غضب ہے تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ
جفا سے تیرے نہین ڈرتے با وفا ظالم	کہ اونکے واسطے ہے عشق مین وفا کی پناہ
ہری ہے موج ہوا ساقیا لیے شمشیر	نہین بجز سر جام اب ہوا کی پناہ
نہ بچے نگاہ سے دل تیرے کس طرح ظالم	کہ ہے جہان مین کمان ناوک قضا کی پناہ

اگر قبول ہو درگاہ ایزدی مین ظفر
تو دو جہان مین کافی ہے اک دعا کی پناہ

ردیف یای تحتانی جلد اول

پر اشک تر یہ یان ہے آہ دل سوزان ہے	یہ سرو چراغان ہے وہ شمع شبستان ہے

کیا پان کی سرخی نے لب پر تیرے دی لالی
تھی جو تجلی جلوہ ہے لعل بدخشان ہے
اس آب و تاب میں دولت سے گوہر یار دو
تم جسم جان دیکھو فاریابان سے
ہونٹوں کی رنگت میں دندان کی آبرو
موتی ایسا تھا میں الماس نمایان ہے
یا عالم سے پہلے سے ہم نذر لگی
تیری مژگان ہو اور تیری پری جان ہے
دیکھا ہے پردے میں پنہان ہو نہیں پنہا
کیا ہم شرارت میں او دل سوزان ہے
وہ غنچہ دہن اپنا ایسا ہی کہ نہیں ہوتی
الفت میں ظفر جیا دل چاک گریبان کر
ہے سکے خورشید رو بی وغمع پر ای ظفر
کیجو دیکھا ہے سو کیا تماشا

واقف نہیں تم میری ثمر افشان سے
اوس چشم مفتن کی کس نے صفت سیکھی
کیونکر شب شمع محفل میں یون انجمن آرا ہے
یہ یاد وہ نہیں نسبت سے کی دو
گھنچون تو ابھی سارا بل چرخ کہن جاوے
ڈرنے کو نہ ہمچشمی آہوی ختن جاوے
کیونکر نہ تڑپ بلبل تہ شمع لگن جاوے
دل کیونکا بھلا اپنا گرد تن جاوے

ہمدوش اپنا سخن ہیں دہ گر مجھ سے ظفر
جوں اپنا فصیحی بھی یان طرز سخن جاوے

ہم کہو آسے کہان ہو صنم کھو ہے
مژگان ہیں ڈبی کے منزل مقصود پر
یہ تن گل خوردہ جن کے پرامیر النظر
دیکھ ساقیا گردش چشم تبان
عشق کی آتش میں جو پڑا آدمی
زندہ کر رہے تو سحر جو اپنی دعا
اب پر تے نہیں یہاں قدم کھو ہے
ہر اکیلے رنگتی ہیں راہ ہم کھو ہے
شتر تک سونگے وہ باغ ارم کھو ہے
ہیں ہر سبب کعبہ بھی جام جم کھو ہے
او اپنا جا کہان مسجد دم کھو ہے
ویسی ہی شخصوں کو کتی مینگے ہم کھو ہے

جس سے اپنا تھا خط و پیغام جاری ای ظفر
اس قدر میں وہ تو ہم نا تک قلم کھو ہے

ای غنچہ دہن تیر تو سر گلستان ہے
دل سوز ہے اک عالم روشن ہے جبینی یہ
ٹھہری ہیں مژگان میں یہ لخت جگر
دل کیون نہ شگفتہ ہو تو بھی گل خندان ہے
پروانہ میں تیرا ہون تو شمع شبستان ہے
ہاں گھٹ رہیں یہ ہم کیا سیر چراغان ہے

[illegible]

یکبخت یاد تیری اپنی جو تھی نہیں ہے — [illegible] تاب ساقی
لے لینگے ہچکیاں دل دیتا ہے شکل مینا — دینا جام ذرا انکو جام شراب ساقی
جسکی نظر مین گردش جام شراب کی ہے — دوران سے بنس جانے وہ انقلاب ساقی
مت چھیڑ گر سنا تو قانون مین مجھکو — لگتا ہی تار یارب تار رباب ساقی

مے سے نشہ مین لکھو اک غزل ظفر اب
ہر شعر جسکا سمجھے یا آب و تاب ساقی

کیوں بنتا کشتی ہے ہر دم تجھے حجاب ساقی — ہے اپنا [illegible] مین عہد شباب ساقی
وہ جام گل مین بھر کر صہبا ناب ساقی — آنکھوں مین محو کر دین ہم آفتاب ساقی
اس ابر مین نہ خوش ہو دیکھ نہ سیر دریا — شیشہ [illegible] ہے جام حباب ساقی
تخت دل برشتہ مژگان پہ یہ نہیں ہے — لایا ہوں تیری خاطر جام شراب ساقی
ابرو کا تیری جلوہ دیکھا ہی شب نے [illegible] — جیسا [illegible] کو یا در رکاب ساقی
سنبل ہی کیا پریشان ہے دیکھ زلف تیری — موج نسیم کو بھی ہے پیچ و تاب ساقی
ساغر کشی ہماری ہے [illegible] — بیٹھے ہیں [illegible] دل ہم جام شراب ساقی
جو زلف رخ کو تیری دیکھے [illegible] — [illegible] جلوہ [illegible] ہم برق و سحاب ساقی
اس ابر مین [illegible] دل کو [illegible] — [illegible] صبا [illegible] آفتاب ساقی
[illegible] — ساغر [illegible] چشم پر آب ساقی
ساغر کشی ظفر [illegible] — شیشے [illegible] دست خواب ساقی

[illegible]

تو وہ اب شیریں زبان ہر سخن میں ہو ظفر
جز ترے کون چڑھے منھ پہ کرشمہ بانی کے

یاں داغ دل کے سو غم سے ہیں جھلکے پڑے
دیکھی گر اے مردمان اس نے مژگان کو مرے
اپنا ہی وہ سینہ سوزان کہ جسکے رشک کے
کیونکہ میں آغوش میں کھینچوں اوسی جسکی کمر
سب ہو سیراب آب تیغ اے قاتل کے
تو ہی گر ہمخواب ہو تجھسے نہ اے آرام جان
مت حباب ان کو سمجھ گرتی ہیں تیرے اشک کے
فیض سے خون کف پا ہمارا اے خوبان
جب کیا میں نے چھپا بت مجھے معلوم ہے
بوسے ماتھا کوٹ کر آخر کیا ہی پر کیا

متصل ساغر کی یا شیشے میں یہ ڈھلکے پڑے
پیٹ میں پانی ابھی کیونکر نہ بادل کے پڑے
داغ انگاروں کے ہیں سینہ میں منقل کے پڑے
بوجھ سے جھکے یہاں ہر نخلہ ہیکل کے پڑے
تشنہ لب اک درمیان میں ہم ہی مقتل کے پڑے
گل ہیں تو فرش پر کس طرح مخمل کے پڑے
آبلے دریا کی چھاتی پر ہیں جو بلبلے پڑے
پارۂ یاقوت ہیں وہ اس میں ڈنگل کے پڑے
اب تلک سوتے تھے بیمار تم جہاں کل کی پڑی
تو بھی تیز دکان بات اے میٹ کر ہاں کے پڑے

سبحہ گوہر کی کب خواہش ہے ہم کو اے ظفر
ہیں گلے میں بار اپنے پان مسلسل کی پڑے

جوش گریہ سے جو کچھ دیدۂ تر بیٹھ گئے
دیکھنا ہم نہیں بیٹھنے کے میان چشم تلک
کیا ہوا مت ہو خفا یار دل پر داغ جو ہم

اے یہ طوفان کہ نئی ہمسایوں کے گھر بیٹھ گئے
جس گھڑی در سے ترے رکھوں کمر بیٹھ گئے
تیری پہلو میں ذرا رشک قمر بیٹھ گئے

روز وفات کا تو خطر کچھ نہین مجھے
ای ہمنشین ہی شب ہجران کا ڈر مجھی

دریا کا پاٹ تختہ دامن تو بن گیا
اور اس سے کیا دکھائیگی ای چشم تر مجھی

چاک قفس سے دیکھ رہا ہون رخ چمن
صیاد ہی نہین ہوس بال و پر مجھی

جلوہ اوسی کا دیر و حرم مین ہی ای ظفر
آتا نہین ہے اوسکے سوا کچھ نظر مجھے

جب سے وہ چھٹا ہاتھ سے دامان ہمارے
ہے تب سے نہین دست گریبان ہمارے

بالین پہ دم نزع بھی آیا نہ ستمگر
سب رہ گئے دل ہی مین ارمان ہمارے

ہم بسکہ ہین کشتہ ترے اس تیر نگہ کے
خوبان جہان جا ہین قربان ہمارے

کہتے ہین کہ تیغ کو دھر آسمان پہ ان نے
یہ سنتے ہی بس اڑ گئے اوسان ہمارے

لخت جگر و اشک ہین [illegible] ترے آگے
یہ لعل ہین وہ گوہر غلطان ہمارے

جمعیت دل تیرے سبب سے ہی وہ برہم
کیون ضد مین تری زلف پریشان ہمارے

آیا ہے ظفر پہنکے پوشاک وہ گلگون
قاتل نے کیے قتل کے سامان ہمارے

چاندنی کی سیر خوبان تا سحر دیکھا کیے
اور ہم اونکا رخ رشک قمر دیکھا کیے

کیا کہون کیونکر تجھے رشک قمر دیکھا کیے
وہ نظر آئے نہ جبتک بھر نظر دیکھا کیے

شب تجھے کیا ہم ہی ای رشک قمر دیکھا کیے
ماہ و پروین بھی ترا رخ تا سحر دیکھا کیے

کچھ ہوئی تسکین تجھ بن اس دل حیران کو
گو تری تصویر ہم آٹھون پہر دیکھا کیے

جگر اور دل کی کیا پوچھو ہے یہ ذکر جانے دے
کہون کیا خاک اسے ناقل شکایت اس مین دو کی ہے

الم اور غم سے جو گزرے جگر پر منہہ نہ کھلواو
نہ پوچھو آہ کیا حاصل شکایت اس مین دو کی ہے

کہون کیا شمع اور گلگیر کا مذکور مین تجھ سے
سراپا شاہد محفل شکایت اسمین دو کی ہے

حقیقت ابر و مژگان کی اپنے پوچھ مت ہر دم
نہین لکھنے کے یہ قابل شکایت اس مین دو کی ہے

کیا جو تیغ و خنجر نے ترے سو دل ہی جانے ہے
زبان سے کیا کہون قاتل شکایت اسمین دو کی ہے

دکھایا اور سنوایا جو کچھ ہے دیدۂ و دل نے
ظفر کس سے کہون شامل شکایت اسمین دو کی ہے

ہو رہا ہی نشہ جام مے گلگون تجھے
بوجھتا ہی کون شہر عشق مین مجنون تجھے
خاک مین ملجائیگا اے سرو گلشن تو ابھی
ایک عالم تھا ترا مائل و لی اے سادہ رو
اشک سے کیونکر نہ اپنے ہو چاہین مین ...

شیشۂ دل ہی بہت نازک وہ کیونکر دون تجھے
اک دیا تقدیر نے ہی گوشۂ ہامون تجھے
گر دکھا دیوے ذرا وہ وہ قامت موزون تجھے
آئینہ نے کر رکھا ہی اپنا اب مفتون تجھے
حق تعالی نے دیا ہی وہ لب میگون تجھے

ہم کو خطرہ تھا کہ لوگوں میں نہ چرچا ہو کہیں
بات چھپائی تھی تری پر ہماری رہ گئی

ٹکڑے دل کے ہو کے اڑ جائیگا سب سنگ غم اُ
دل میں بعد از مرگ کچھ گر بیقراری رہ گئی

آ ملی خاک میں جو خاک میں ڈھونڈھو کوئی
خاکساری خاک کی گرد خاکساری رہ گئی

اور آنا ہی کیوں گن گن کے رکھتے ہیں قدم
اور کوئی دم کی ہے یاں دم شماری رہ گئی

ہو گیا جسم سے جان اپنے دل پر اوسکو اختیار
اختیار اپنا گیا بے اختیاری رہ گئی

جب قدم اوس کافر بدکیش کیا اب سر ہٹے
دور پہونچے سو قدم پرہیزگاری رہ گئی

کھینچتے ہی تیغ ادا کی دم ہوا اپنا ہوا
آہ دل میں آرزوئے زخم کاری رہ گئی

اور تو غمخوار سارے کر چکے غمخوارگی
اب فقط تیرے اک غم کی غمگساری رہ گئی

شکوہ عیاری کا یاروں سے بجا ہے اے ظفر
اس زمانے میں یہی رسم یاری رہ گئی

شاخ مژگاں میری کب اشک سے تر پانی میں ہے
یہ عقیق البحر کا دیکھو شجر پانی میں ہے

جوش گریہ سے مرے پہنچا ہے تا مہر منیر
گنبد نیلی بہ رنگ نیلوفر پانی میں ہے

بحر و بر خالی نہیں گردش زدوں سے دیکھ لو
ہے جو خشکی میں بگولا تو بھنور پانی میں ہے

آتش دل سے مرے ڈر سے سمندر اسقدر
چاہتا مانند ماہی اپنا گھر پانی میں ہے

دیکھ کر تیرے لب و دندان کو مارے شرم کے
لعل پتھر میں چھپا جا کر گہر پانی میں ہے

میری آہ و اشک سے چرخ و زمیں کا ہے یہ حال
وہ ادھر آتش میں ہے اور یہ ادھر پانی میں ہے

عشق میں اوس سنگدل کے اشک خوں یا ہو نہیں
کوہ بھی شکوں سے میرے تا کمر پانی میں ہے

کرتی ہو تازہ فتنہ بپا گردش فلک | لاتی ہو ہمیہ روز یہ چکر نئے نئے

اک دل ہو اوسکو دیجیے کس کس کو اے ظفر
آتے نظر ہین سیکڑون دلبر نئے نئے

نہا سہ کب خط رخسارۂ دلبر کے نیچے ہی
تصور اوسکی مژگان کا مجھے سونے نہین دیتا
کرتا ہی آب خضر بتیغ قاتل ہر
بنایا خال عارض کے تلے تل اوسنے کاجل کا
ہو اسی جیسے شاخ گل ہو دل جس طرح سینہ مین
مری آواز زیر بام سنتا ہو تو پھر وہ ہین
فلق ہو دمبدم گردن پہ ترے صید محبت کی
خیال بالش پری پر یہ زمیندار کی ہو

لیے مینے کو طوطی تو زبان ہر دم نیچے ہی
بچھا دیتا کوئی نشتر مری بستر کے نیچے ہی
غرض جو سبز بخت اس گنبد اخضر کے نیچے ہے
ہوا پیدا اک اختر اور اس اختر کے نیچے ہے
کف ساقی کو رعشہ دمبدم ساغر کے نیچے ہے
اتر جاتا ہی کوٹھی سی بہانہ کر کے نیچے ہے
کبھی شمشیر کے اوپر کبھی خنجر کے نیچے ہے
تری جو آستان کا سنگ میرے سر کے نیچے ہے

ظفر شیرین سخن دل سے کیا چالاک دستی ہی
کہ دست کوہکن تو دب گیا پتھر کے نیچے ہے

کسکے ابرو کی مری تصویر آنکھوں نہین پھری
اوس پری رخسار نے کھوئی خواب نہ زلف
خواب مین دیکھا کیا مین قصر جنت رات بھر
جب آیا وہ شکار افگن کہ نگہتی بکھر ام

بسمل ہر مہ کی جگہ شمشیر آنکھوں نہین پھری
وحشیون کی صورت زنجیر آنکھوں نہین پھری
اوسکے گھر کی جو تری تعمیر آنکھوں نہین پھری
تیلی آنکھونکی تری نخچیر آنکھون مین پھری

اترنے ہی نہ پایا تھا کہ میں جھومتا اینڈتا نشہ میں
پھری جب حلق پر قاتل کی ہر تکبیر پھرتی ہی

ظفر کو منزل مقصود پر تقدیر لے پہونچی
کدھر بھٹکی ہوئی سی عقل بے تدبیر پھرتی تھی

جسوقت اوسکی زلف گرہگیر کھل پڑی
اوس خاک در کا سر جو اشکون مین گیا
کب دیکھی تیری جنبش ابرو کہ خود بخود
پھر موسم بہار مین برپا ہوا جو غل
کیا کیا پڑی جبین پہ گرہ شہسوار کی
یہ کہکشان کہان ہی نشہ مین غرور کے
اوس غنچہ لب کے ہنسنے سے دلمین پڑی گرہ

سودائیون پا ناز کی زنجیر کھل پڑی
گویا گرہ سے چشم کی اکسیر کھل پڑی
رستم کی بھی کمر سے شمشیر کھل پڑی
کیا دیکھ کے بانو سے زنجیر کھل پڑی
فتراک سے جو گردن نخچیر کھل پڑی
بگڑی مگر تری فلک پیر کھل پڑی
تھی گرچہ مثل غنچہ تقصیر کھل پڑی

جانا ظفر نے ہنسکے کہ اپنے کھلے نصیب
بن کھولے اوسکے در کی جو زنجیر کھل پڑی

کسی عاشق کا تر اشکون سے یہ خواب دیدہ ہے
بجا بادہ بھر کر خون دل پتیا ہوا آنکھون مین
مری اشکون کا دریا کر رہا تھی طغیانی
نہ آیا ماہ وش در انتظار اوسکا کیا آنکھ
دل بیتاب سے مہر جو ہمسر کہو اڑتا ہے

گل نرگس جو شبنم سے چمن مین آب دیدہ ہے
کہ دل شیشہ ہے اور جام شراب آب دیدہ ہے
نظر آتا ہے رنگ حلقہ گرداب دیدہ ہے
سفید اپنا ہوا یان صورت مہتاب دیدہ ہے
ہوائی ہو گیا کیون تیرا سیماب دیدہ ہے

لے دا سے شکن کی اور خون پھوٹ	ہمین کشت محبت سے جو حاصل ہی تو بس یہ ہے
ہوا دل کہ جگر کسکا چرچا منہ دیکھی تر مژگان کی	کہ اس فوج صف آرا سے مقابل ہی تو بس یہ ہے
اگر ہو دیکھنا او سکو اوٹھا او اپنی ہستی کو	اگر تجھہ مین ورا وسمین دہ جائی ہی تو بس یہ ہے
ہوئی صید محبت سے پکڑ سر لیکن دل	وہی گرم طپش اک نیم بسمل ہی تو بس یہ ہے
لگتا ہے گور کے جب عشق مین پھر تو یہ جانا	کہ اس دریای بی پایان کا ساحل ہی تو بس یہ ہے
دل انسان تو کیونکر مسند آرا ہی محبت ہو	کہ یہ منصب ہی اعلی اسکے قابل تو بس یہ ہی

محبت مین کمال ایسا ظفر پہونچا گیا لیکن
کہ فن عشق او ستاد کامل ہی تو بس یہ ہی

شعلہ ہی وہی شمع وہی ماہ وہی ہی	خورشید وہی نور سحر گاہ وہی ہی
حور وملک و دیو پری انس و نبی جان	سب صورتون مین ہی وہی دلخواہ وہی ہی
یوسف ہی وہی ہی زلیخا وہی یعقوب	کنعان ہی وہی مصر وہی چاہ وہی ہی
رہبر وہی رہرو ہی وہی رہ مقصود	گمراہ وہی راہ سے آگاہ وہی ہی
کیا حسن مین کیا عشق مین سب مین ہی وہی منظور	یہ موجب غمزہ سبب آہ وہی ہے
مجنون و خراباتی و دیوانہ و ہشیار	درویش و گدا شاہ و شہنشاہ وہی ہی

خارا مین شرر مین ہی ظفر لعل مین وہ رنگ
واللہ وہی سب مین ہی باللہ وہی ہے

جلوہ جب اسنے دکھایا مرا جی جانتا ہی	کہ خدا ہی نظر آتا مرا جی جانتا ہی

[illegible]

کیون ہوا بوریا نشین زاہد	اس مین حرف بانکلتا ہی
سیر کی جا ہی کوچۂ ہستی	غیر بھی آشنا نکلتا ہے
تیر ہو دل کی آج آہ کیسا	کچھ دھوان تو ملا نکلتا ہے
کیا طپش ہے کہ شعو بھی ویسے	کچھ تڑپتا ہوا نکلتا ہے
لاش پہ میری منہ یہ عالم کی	حسرتا حسرتا نکلتا ہے

زخم دل پر نمک فشانی ہی
اسی ظرف اک مزا نکلتا ہے

شمشیر برہنہ مانگ غضب بالونکی چمک پھر ویسی ہی
جوڑے کی گندھاوٹ قہر خدا بالونکی مہک پھر ویسی ہی
آنکھین ہین کٹورا سی وہ ستم گردن ہی صراحی دار غضب
اور اسمین شراب سرخی پان رکھتی ہی جھلک پھر ویسی ہی
ہر بات مین اوسکی گرمی ہی ہر بند مین اوسکے شوخی ہے
قامت ہی قیامت چال پری چلنے مین تھرک پھر ویسی ہی
گر رنگ بھبھوکا آتش ہے اور بینی شعلہ سرکش ہے
تو بجلی سی کوندی ہی پری عارض کی چمک پھر ویسی ہی
تو خیر کھچین دو غنچے ہین ہی ترم شکم اک خرمن گل
باریک کمر جون شاخ گل رکھتی ہے لچک پھر ویسی ہی

ردیف یائی جلد دوم

[illegible]

کسی نے کچھ تو لگایا مری طرف سے ظفر
جو بات بات مین ہین مجھہ سے روٹھہ بیٹھے

صبا اگر چراغ چمن گل کرے
تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے

خرد ہی یہ تکیہ نہ بالکل کرے
فدا پر بھی انسان توکل کرے

وہ ہو روبرو اوس کے دیکھے آوے
یہ دل میرا کیونکر تامل کرے

کہے شام کی یہ سیاہی اوٹھی
نظر جو تری سوی کاکل کرے

وہ جب وصل سے دور بھاگے تو پھر
کوئی کیونکر اوس سے توسل کرے

تری زلف کی سامنے تاب کیا
کہ بل باغ مین شاخ سنبل کرے

غم عشق تو نا دیکھا نیکو ہی
کہو دل سے خاک تمنا دل کرے

کرون کم نگاہی کا گر مین گلا
تو پھر اور بھی وہ تغافل کرے

کرے تو ظفر پر جو لاکھون ستم
کہان تک وہ صبر و تحمل کرے

ہزار کوس اگر کوئی ایک دم دوڑے
مجال کیا رہ الفت مین دو قدم دوڑے

ہوا وصل مین اوس گل کے کیا کیا
ہمیشہ ہم روش باد صبحدم دوڑے

ارادہ کیا ہی خدا جانے پھر ہر اک جانب
تمہاری گھوڑی جو کاغذ کی اے صنم دوڑے

گیا نہ خاک ہوئے پر بھی جوش وحشت کا
ہمیشہ اوٹھکے بگولے کیطرح ہم دوڑے

مجھے تباہ مرا کیا گناہ کیا تقصیر
جو مجھہ پہ کھینچ کے تم خنجر ستم دوڑے

ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
پھرتے کب عہد وفا سے ہین محبت والے
چھوڑتے دختر رز کو ہین کوئی متوالے
اک نگہ پر دل و جان دونون تجھے دیتے ہین
قیمت جنس دل اپنی کہون مین کیا سستی
نہین آنسو ہے ہو رحمت کے برستے نالے
شمع و پردہ اٹھا منھہ سے تو بزم مین دیکھہ
عاشقونکو نہین کچھہ کا فرو دیندار سے کام
یہ شمشیر ستم رکھہ ہی دیا سر اپنا
ہمنے اس بت مین جو دیکھا ہے نہین کہہ سکتے
وسعت ملک سلیمانکو سمجھتے کیا ہین

کچھہ کہین یا نہ کہین آپکی صحبت والے
سر پھرا یا کرین بلبل کے نصیحت والے
حذر اس فاحشہ سے کرتے ہین حرمت والے
تیری عاشق ہین تہ دل سے محبت والے
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے
پاک بالکل ہین گناہون سے ندامت والے
مثل پروانہ جلے جاتے ہین غیرت والے
اونسے ملتے ہین جو ہین عشق کے ملت والے
ہم بھی ہین عاشق نہین کیا تیری جرات والے
کہہ مبادا کہین بت بانین شہریت والے
ماننے کنج قناعت کی قناعت والے

اس ستم پر تو ظفر دیتے ہو تم دم اونپر
کیا ستم ہو جو وہ ہون مہر و مروت والے

دیر کیون کرتے ہے تجھے وہ تو شتابی والے
ہین جو محفل مین تری جام گلابی والے
نہین معلوم پڑھا جا ہین کیا کیا آگے
گو زر و سیم کے رکھتے ہین طبق شمس و قمر

اب تلک ہین وہی محفل مین خرابی والے
انکو تو منھہ نہ لگائین یہ خرابی والے
میری دشمن تجھے اور رہے کتابی والے
پر ہین دونون سے ترے صدقے کی رکابی والے

اڑا دے خاک عاشق کی جو وہ دم
عنان توسن چالاک پکڑے

لکھے تھے وہ جو خط غیروں کو تونے
گئے آج اے بت بیباک پکڑے

عجب کیا بحر الفت مین مرا نام
جو سنکر کان ہر پیراک پکڑے

ٹھہرنے دے ہی تو کسکو جو کوئی
زمین آگے گردش افلاک پکڑے

ترے درد جدائی سے بھری ہی
کلیجا عاشق غمناک پکڑے

ظفر کے منہ سے کب نکلے ہے وہ بات
کہ جسکو صاحب ادراک پکڑے

لڑکپن کا وہ تیرے سن یاد ہی
ترے روٹھ جانے کا دن یاد ہے

نہین بھولتا کوئی معبود کو
اوسے کرتا ہر انس و جن یاد ہے

جو ٹھہرا ہی روز اوسکے آنیکا یان
دلا روز گن یا نہ گن یاد ہے

نہین بھولتا دل سے عاشق ترا
تری ایک پل ایک چھن یاد ہی

ذکر امتحان ہمنے یہ کہدیا
ہمین تو وہ اے ممتحن یاد ہے

گئے بھول سب عیش دنیا کی ہم
نہین کوئی بھی یار بن یاد ہی

ظفر کو ترے زلف و رخ کے سوا
نہین اور کچھ رات دن یاد ہے

مسلمان جاہین گر ساری کہ چھوڑے
نہ چھوڑوں بت خدا ماری کہ چھوڑے

ترے صید محبت ہو چکے ہم
کری تو ذبح ای پیاری کہ چھوڑے

چاہیے پرچۂ تیر کا دل کی کیا اونکو لیے	پارۂ دل تا عمر اشک رواں لیجائینگے
جبکہ چمکینگے تو خورشید درخشاں بھی عرق	ای فلک یہ شعلۂ آہ و فغاں لیجائینگے
کرتے ہیں فکر عمارت میں بسر جو اپنی عمر	کیا اوٹھا کر اپنے سر پر وہ مکاں لیجائینگے

اے ظفر بہتر ہے خاموشی خدا جانے کہ تو
کیا کہیگا اور وہ دیں کیا گماں لیجائینگے

ردیف یاء تحتانی جلد سوم

گئینگا ساقیا کیا مجھسے دیوانے کے پیمانے	کہ پی جاؤنگا مستی میں پرائے کے پیمانے
تری محبت کے ہاتھ ٹوٹیں اسکے ہاتھوں سے	ہزاروں ہی گئے ٹوٹ آج میخانے کے پیمانے
سمجھو آبلے انکو کہ ہے تقدیر جو اوٹی	تو ہیں اوندھے پڑے یہ دل کے کاشانے کے پیمانے
جدائی میں تری ہیں دیدۂ تر سے ای ساقی	شراب خون دل سے بھر بھر پی جائینگے پیمانے
اڑا او مرغ دل کو اور پر و بال دونوں لیکر رکھو	سدا پانی کے ہیں اسکے سدا دانے کے پیمانے
تری آنکھوں کے بیماروں نے شربت کے عوض ظالم	پیے زہراب سے بھر کر دوا خانے کے پیمانے
دل پر آبلہ وہ خوشۂ انگور ہے میرا	کہ بھرے آب سے ہیں جسکے ہر دانے کے پیمانے
نہیں آنے کی جب تک تا بخاک اہل بادہ پیمائی	کبھی ساقی نہیں میخوار ہونے کے پیمانے

مے عیش و طرب کا ایک قطرہ بھی نہیں ساقی
ظفر آسمان ہیں یہ نہیں دکھلانے کے پیمانے

آج بوسے پر لڑائی ہوتی ہوتی رہ گئی	تیرے اونکا ہاتھا پائی ہوتے ہوتے رہ گئی

کہے یار سے وہ لوگ اگر کہاں پائے نہیں جاتے
جو ڈھونڈو تمہیں تو کہیں انکے نشان پائے نہیں جاتے

عجب صنعت دکھائی اپنی نقاش ازل نے ہے
کہ نقشے ایک سے ایک بیان پائے نہیں جاتے

غرور حسن سے یہ مہوشونکو بدمانی ہے
دماغ اب انکے زیر آسمان پائے نہیں جاتے

کسیکو ہم نہیں اسواسطے دیتے ہیں دل اپنا
کہ جو آگے تھے اب وے دوستان پائے نہیں جاتے

مری جانب سے ہیں جیسے گمان ان بدگمانونکو
زمانے میں کہیں ایسے گمان پائے نہیں جاتے

عدم کی راہ میں کیونکر کسی کا کچھ پتہ آوے
کہ واں تو نقش پائے رفتگان پائے نہیں جاتے

سبب کیا ہے کمر ہے نہ دہان ان خوبرویوں کے
ظفر یہ ہے اسرار نہان پائے نہیں جاتے

بزم میں اگر تمہیں چپکے رہنا چاہیے
کچھ نہ کچھ آئی گئی پر منہ سے کہنا چاہیے

دوست ستمگر کو دل اپنا اب تو ہے دیدیا
جو کرے ہمپر ستم وہ ہمکو سہنا چاہیے

ہاتھ سے ساقی کے لینا جام ہے مشکل بہت
اپنی قسمت چاہیے اور اپنا لینا چاہیے

ہے پریرو یا کوئی پیکر پری سے گر نہیں طوق
تیرے دیوانے کو زیب افزا یہ گہنا چاہیے

چاہتے ہیں یار کو اپنے بلا ہے خلش کو کیا
دشت میں مجنون کو پھر یا بھر رہنا چاہیے

چاہ کر تم غیر کی باہم کہو انصاف سے
چاہ صاحب سے دنیا دلنا چاہیے

سن اوس مہوش کو جو کہ شب جو ہے دیکھنا
جا غرکہ پھر کیونکہ غیرت سے نہ گھنا چاہیے

اے ظفر دل بیٹھنا اچھا نہیں اسوقت میں
کنج عزلت میں الگ ہی سب سے رہنا چاہیے

گل نہیں جام ہے ساقی یہ کسی میکش کا
غنچۂ گلشن کہو اسکو گلابی یہ ہے

رات دن رہتا ہے جو اشکون کے دریا مین
مردم دیدہ ہے یا مردم آبی یہ ہے

مہر و سامان ضیافت مین ہے گرم تلاش
مہری لایا جو سوزی کی رکابی یہ ہے

کوئی زنگی بچہ قرآن پڑھے ہے دیکھو
خال کب اسکے مہر رو کتابی یہ ہے

روز ہین آتش غم سے جگر و دل بھنتے
میرا سینہ نہین دکان کبابی یہ ہے

وعدۂ وصل کسی سے ہے ظفر آج اونکا
وہ جو جاتے ہین شتاب اتنی شتابی یہ ہے

نصیب اچھے اگر ہوتے مصیبت کسلیے پڑتی
ہمین دل کے لگانے کی عادت کسلیے پڑتی

اگر سودا نہوتا اس تری زلف مسلسل کا
گلے عاشق کے زنجیر محبت کسلیے پڑتی

اگر وہ ہو کرم اگر یہ ترا دل صاف کر دیتا
تو کیون آئینہ بار و ہمین کدورت کسلیے پڑتی

کتان کیطرح ہو جاتا دلکو میرے ورنہ
نظر تیری ادھر اے ماہ طلعت کسلیے پڑتی

جو میرے دشمنون سے دوستی اونکی نہو جاتی
تو ایسی بیچ مین دار و ہمین عداوت کسلیے پڑتی

نہ کرتی گر کمی وہ تیغ ابرو قتل مین میرے
تو شمشیر اجل کی پھر ضرورت کسلیے پڑتی

مری قسمت نہوتی گر بری تو میری جانب سے
برائی دل مین تیرے بیمروت کسلیے پڑتی

پڑا ہے دم نہین مجنون مین تیرے ہجر مین جانے
اگر ہے ناتوان تجھے بھی وحشت کسلیے پڑتی

ظفر رو دے جو تم دل کھولکر اک بار جنگل مین
زراعت کے لیے باران کی حاجت کسلیے پڑتی

اے ظفر جس طرح تو سر بازہ جاتا ہے نڈر
اس طرح کوچے مین اوس قاتل کے جاتا کون ہے

وہ اور ہین جو عشق کا دم بھر کے رہ گئے
تھا قصد یہ کہینگے کچھ اون سے ہم اپنا حال
یہ حال ضعف سے ہے کہ مانند نقش پا
دیکھا جو اوسکا جلوہ تو حیرت سے رہ گئے
ایک شب وہ بغل مین تو دل کی دل ہی مین
آئے وہ جب کہ کہہ نسکے کچھ بھی وہ سے ہم

جتنے تو جسد دم آہ بھری مر کے رہ گئے
دیکھا جو اونکو چین بجبین ڈر کے رہ گئے
جیسا یہ بیٹھے پانون دھر اودھر کے رہ گئے
دیدے کھلے ہوے مہ واختر کے رہ گئے
ارمان تیرے عاشق مضطر کے رہ گئے
حسرت سے اک نگاہ فقط کر کے رہ گئے

کتنے ہی طائر دل وجان پھنسکے اے ظفر
پھندے مین اوسکی زلف معنبر کے رہ گئے

جو تیری یاد جلوۂ قامت مین سو گئے
آن تھا فلدین نے دیکھا تماشا جہان کا
جو تیری انتظار مین جاگے تمام عمر
ہمخواب ہو نا خواب مین بھی دیکھتے نہین
جس روز دیکھی تیری چشم سیاہ مست
ہم سوتے زیر خاک نہ آرام سے مگر
جتنے جگا گئی فتنہ خوابیدہ حرص نے

گویا وہ عرصہ گاہ قیامت مین سو گئے
جو مست ہو کے نشۂ غفلت مین سو گئے
حیران ہون کسطرح سے وہ تربت مین سو گئے
بخت اپنے ایسے تیری محبت مین سو گئے
شب زندہ دار عین عبادت مین سو گئے
دنیا کے بہت تھے رنج و مصیبت مین سو گئے
سب آ کے زیر گنج قناعت مین سو گئے

[illegible]

تری بیمار غم کا حال یہ بے ناتوانی ہے
نہیں کر سکتا بستر پر کہ تجھ سے سر اونچی ہے

اٹھایا چاہتے ہو تم حیا کا اٹھ سے پردہ
جو بازی ہے ہمیں چلمن کھولکر تجھ سے اونچی ہے

عدو سنکر تو چڑھتی ہیں لیکن اگر بات چھوٹی ہے
وو ہر اونچی سے نیچی ہے ادھر تجھ سے اونچی ہے

جھکایا سر نہیں ہے جسنے تیری زیر تیغ اپنا
کب اوسکی گردن اے ہیہات گر تجھ سے اونچی ہے

نہیں ہے اس چمن میں گر بلندی ساتھ پستی کے
کہ ہوتی بڑھکر کہیں شاخ ثمر تجھ سے نیچی ہے

ہوا منظور پردہ ہے جو دیوار پردے کی
بنا کی اندنون اوسنے ظفر تجھ سے اونچی ہے

بال زلفوں کے جو وہ منہ پہ بکھیرے آئینگے
روز روشن میں بھی گویا منہ اندھیرے آئینگے

چھوڑ جائینگے نہیں تنہا تجھے سایہ کی طرح
تو جدھر جائیگا ہم بھی ساتھ تیرے آئینگے

کوئی قاتل کو چلے ہیں پر بجا لائینگے شکر
ہم سا مست پھر کے جب ادھر ڈیرے آئینگے

شام بھی ہونے کو آئی کیا سبب اب تک نہ آئے
وہ تو ہمسے کہہ گئے تھے ہم سویرے آئینگے

شہرۂ آفاق ہونگے لیلی و مجنوں ہزار
ذہن میں تیرے نہ آئینگے نہ میرے آئینگے

لیگئے تاب و تواں صبر و خرد سب لوٹ کر
کیا خبر تھی ہے کہ وہ ایسے لٹیرے آئینگے

اے ظفر جب ایسے ہم پھر کے کوچہ یار سے
رنج و غم چاروں طرف سے ہمکو گھیرے آئینگے

وہ تو اے قاصد نہ آئینگے کہیں جانے کے
گھر میں بیٹھے گھوڑے کاغذ کے وہ نہیں دوڑائینگے

کھینچ لینگے جو کہ دنیا کی طمع سے اپنا ہاتھ
پاؤں اپنے یاں وہی آرام سے پھیلائینگے

[illegible]

خدا جانی ظفر ملک عدم کے رہنے والون کی
فراخی سے گذرتی ہی کہ تنگی سے گذرتی ہی

جہان گلزار جان دیکھو گلستان الٰہی ہی
جدا ہی رنگ ہر گل کا عجب شان الٰہی ہی

کیا شکوہ نہ ہنسنے اوس صنم نے دنیٰ جب پوچھا
کہا الحمد للہ شکر و احسان الٰہی ہی

ہم اوس بندے کے ہین کہ جو فرمان الٰہی مین
بجا لانا ہمیشہ دل سے احسان الٰہی ہے

دہان تنگ اوسکا ہی وہ گویا حلقہ گوہر
کہ پنہان جسمین در راز نہان الٰہی ہی

خوشی ہی روز روز عید قربان جانتا ہی وہ
محبت مین جو کرتا جان قربان الٰہی ہی

فقیر گرسنہ کو قرب حق ہی سیر کر دیتا
کہ جس شب فاقہ ہی اوس شب وہ مہمان الٰہی ہی

کہان ایسا ہمارا منھ کہ ہو جاے ادا ہمسے
ظفر حمد الٰہی وہ جو شایان الٰہی ہی

نہ پوچھو کیا تماشا دنیا کا کارخانہ ہی
نہ بت ہی اور وہ بتخانہ خدا کا کارخانہ ہے

جلا ہوتی ہی خاکستر سے یان آئینہ تو دیکھو
تماشا ہی کدورت مین صفا کا کارخانہ ہی

فریبون مین کہین دنیا کی تو اے دل نہ آ جانا
ذرا ہشیار رہنا یان دغا کا کارخانہ ہے

نہین رہتی ہمیشہ ایک سی رنگت یہان کسی کی
کچھ اسکے رنگ مین رنگ حنا کا کارخانہ ہی

امید لطف کیا رکھتا ہی تو اوس سے کہ ترکن دم
ستم کا کارخانہ ہی جفا کا کارخانہ ہی

بجای غمزہ قاتل ہی کوئی کیونکر جان اوسی لیا
نہین رکتا کسی سے قضا کا کارخانہ ہی

صفائی دیکھیے جون آئینہ دیدۂ حیرت و تیر ملی
جہان سے اٹھ گیا بالکل حیا کا کارخانہ ہی

گشتہ ہوں اوسکی چشم کا میں میری رگ رگ
ہووے چراغ جام چشم غزال کے

کوئی بھی ہمدم اپنا بجز نالہ و فغان
آیا نہ کام وقت پہ رنج و ملال کے

کھینچا ہی مجکو شہر سے آخر کو سرگشتہ
جوش جنون نے ہاتھ گریبان مین ڈالکے

اے غنچہ اوسکے سامنے آتا جھجک کے تو
کیا بولتا ہی بول ذرا منہ سنبھال کے

جو دل کہ ہو وہ پیچ ہے سوا اسکے اے ظفر
قائل نہ استخارے کے ہم ہین نہ فال کے

خوش آتی کب ہمین ہی یہ گلی باغ مین مجھی
سمائی اور ہی جانے دماغ مین بو ہی

بہائی چشم سے مجنون نے اشک خون شاید
بہا لہو کی جو دامان راغ مین بو ہی

اثر ہو گر دل روشن مین صحبت بد کا
تو گر دو دہ تیل کی جانو چراغ مین بو ہی

ٹپک پڑا گل رخسار سے عرق کسکے
گلاب کی سی جو ساقی ایاغ مین بو ہی

ہوا نہین ہی جو کم رنگ گل گلستان سے
تو پھرتی کسکے صبا یہ سراغ مین بو ہی

بسا ہی بلبل مین مگر کوئی شوخ گل رخسار
برنگ گل جو مرے دل کی داغ مین بو ہی

وہ خاکسار ہون مین بھی کہ عطر گل کیطرح
مہک رہی مری کنج فراغ مین بو ہے

صحبت منافقانہ ہی ہر جا نفاق کی
کچھ اتفاق ہی تو کہین اتفاق سے

دکھیا مجکو ہم یہ نہین محروم ہی چلے
آ دیکھے تیری دیکھکر اشتیاق سے

ڈسا ہی کب سنا ہوا اوس مار زلف کا
تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے

ردیف یای جلد تمام

تمت

تری مریض کی ہیں زندگی کی سب باتیں
نشان تک نظر نہیں آتا کہیں محبت کا
اگر ہیں دل پہ کیا کتنے نام تیرا لکھے
برائی آئی بھی نہیں جو کچھ تغافل سے

جو گور اوسکی ہے جیسے وفات سے کھودی
یہ تیرے خدنگ نے کیا کائنات سے کھودی
یہ ہو رہی ہے کہ اک نادرات سے کھودی
تو دوست نے اک نگہ التفات سے کھودی

وفا کا مجھ سے نہ لینا تھا امتحان ہمیسے
سب اپنی بات ظفر اک زبان سے کھودی

اعجاز نما جلوۂ موسائی فلک ہے
انجم سے ہوئے انجمن آراستہ کرتا
کیا تاب تجھے دیکھ سکے اک نظر بھی
قطرے وہ جبیں پر نہیں ہیں جو عرق کے
دوری میں تری آہ یہ پر مہر ہے

خورشید نہیں ہے یہ جو بیضائے فلک ہے
کیا جانے وہ کون انجمن آرائے فلک ہے
ہر چند کہ یہ دیدۂ بینائے فلک ہے
جیسے کہ خجل عقد ثریائے فلک ہے
جو لاں گہ نالہ مرا پہنائے فلک ہے

کہتی ہے ظفر خلق جسے ماہ وہ پرنور
سجدے میں جبیں دریا سے فلک ہے

دیگر

زلف و منہ تیری آئینہ میں یہ نمایاں ہے
تیر دو مریض عشق کا ہے شمع سحر ہے
نکلے ہے جب کہ دل سے مراد شد یار ہے

دریا ہے ہندو نگاہی میل نہاں ہے
یہ حال ضعف سے ہے کہ بس وہاں ہے
بجلی بھی کبھی الحذر ولا ماں ہے

[illegible]

ملتی نہیں اب بھی خفگی یار کی ہمسے
کس طرح سے دل سکتی ہے کچھ اور مصیبت
ہان جائے تھا کہ صفائی ہوئی ملتی
پر عشق کی آفت نہیں ٹالی ہوئی ٹلتی

جو رکھتے ہین تاثیر ظفر دل مین کچھ اپنے
بات اونکی نہین دل کی تمنا ہی ہوئی ٹلتی

اس جہان مین آکے ہم کیا کر چلے
بار عصیان سر پہ اپنے دھر چلے
تو نہ آیا اے مسیحا دم یہان
ہم اسی حسرت مین آخر مر چلے
اوس گلی مین ہم تو کیا خود بھی
[illegible] کے بار ز کا مینا تھر تھر چلے
اسقدر دیکھا صبا نے دم کیا
ساتھ اوس آوارہ کے دم بھر چلے
نے چلے کیا اس چمن سے غنچہ سان
ہم تو کیسہ اپنا خالی کر چلے
ذکر ابرو کا چلے تیرے جہان
کیا عجب تلوار وان اکثر چلے
اور تو چھوڑا نہین کاسب ہین
ایک تیرا داغ ہم لیکر چلے
دم نہ مارا ہمنے تیرے عشق مین
سر پہ آری بھی ہمارے گر چلے

دل ہی قابو مین نہین جب اے ظفر
تم وہان کس کے بھروسے پر چلے

بلا مجھے گر لگ ساقیا اچھی
کہ دن بہار کے اچھے ہین اور ہوا اچھی
تیرا مریض محبت ہو کس طرح اچھا
نہ ہو طبیب ہی اچھا نہ ہو دوا اچھی
عزیزو دکھاؤن جو مین غم تو مجھکو [illegible]
مرض یہ ہی عشق مین خدا اچھی

[illegible]

اے شگر رو بہ تیری نگاہ تیز سے
کیا شکایت میں رگ دل کی قلم ہی کر گیا
اوس رخ روشن کے آگے آ گیا کیا نور شمع
دیکھتی ہی اوسکی صورت اور گئی ناصح [illegible]

آبروے خنجر و شمشیر سب جاتی رہی
ہاتھ سے بھی طاقت تحریر سب جاتی رہی
بلکہ تاب ماہ پر تنویر سب جاتی رہی
وہ نصیحت اور وہ تقریر سب جاتی رہی

خاکساری نے ظفر دل کردیا ایسا غنی
دل سے اپنے خواہش اکسیر سب جاتی رہی

دنیا ہزار رنج و مصیبت کی جا ہے
شاکی تری جفا و ستم سے نہیں ہیں ہم
تیری تصور لب شیرین میں خون دل
کرتی ہے چشم مست تبا دل کو کیوں خراب
بھلا میں پانوں گنج قناعت میں با فراغ
خورشید و ماہ تیرے مقابل ہو سکین

یہ غمکدہ نہ عیش و نہ عشرت کی جا ہے
ہر دم زبان پہ شکر شکایت کی جا ہے
پیتے ہیں تیرے جام کو شربت کی جا ہے
یہ خانہ خدا ہے عبادت کی جا ہے
کیون کر نہ ہم کو خوب فراغت کی جا ہے
اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جا ہے

جو خاکسار عشق مین انکے ہے ظفر
خاک اوس گلی کی بستر راحت کی جا ہے

کام جو کوشش سے ہو تدبیر اسکا نام ہے
دیکھ کر ابرو کو تیری کہتے ہیں شمشیر کو
ہمنشین ہے نام میری شیفتہ گی دلسکو

ورنہ بے کوشش جو ہو تقدیر اسکا نام ہے
واہ کیا شمشیر ہے شمشیر اسکا نام ہے
آج تو کیون خط مین نہین کیا تحریر اسکا نام ہے

[illegible]

رہ‌ہی انتظار آنے کا کس مے کش کے ساقی
ہمیشہ بزم مین جو چشم جام مل کشادہ ہے

دل سودا زدہ ہووے نہ پابند بلا کیون کر
ادھر زلفین کشادہ ہین ادھر کاکل کشادہ ہی

ہزارون روز آتی ہین ہزارون ز جاتی ہین
تماشا ہی رہ بحر جہان پر دل کشادہ ہی

غنیمت جان اے مینا ہی تو بزم عشرت مین
کوئی دم گر دہان خندہ قلقل کشادہ ہی

ظفر چشم کشادہ کار رکھ مشکل کشا سے تو
کہ کرتا دم مین وہ مشکل کے عقدے کل کشادہ ہی

ناز و ادا مین کیا بت گمراہ ایک ہی
وہ تو ہر ایک بات مین دلخواہ ایک ہی

رخسار تیرے دونون ہین تابندہ اس قدر
گر آفتاب ایک ہی تو ماہ ایک ہی

گذری ہی صاف سینہ نہ آسمان کے پار
تیر بلای عشق مری آہ ایک ہے

پروانہ جلکے خاک ہو نالان ہو عندلیب
دونون کی کس طرح سے کہون چاہ ایک ہے

کیونکر کری نہ میری دم سرد ہمدمی
تجھ بن رہا ہی تو ہو خواہ ایک ہے

کہتے ہین راہ دل سے ہی دل اور سینہ بھی
حالت سے ایک کی نہین آگاہ ایک ہی

فرہاد و قیس سے تو ہم شاگرد ہین ظفر
استاد فن عشق مین تو واہ ایک ہی

نگر خیال کہ آئی گھٹا بہت سی ہی
ابھی تو شیشے مین ہو ساقیا بہت سی ہے

الٰہی خیر ہو شامت نہ دل کی آجاسئے
کہ ہم ہم آج وہ زلف دوتا بہت سی ہی

کہون مین کیا کہ گذرتی ہی دل پہ کیا تجھ بن
یہ داستان غم اے دلربا بہت سی ہی

[illegible]

[illegible]

تر تیار زیر خاک اتبک نل اندوہگین ہوئے
جب او ٹھکر جا دبالین تو مین بھی ساتہ چلا ہی
ہمیشہ آگ بر لوٹے ہی جسکو دیکھکر بجلی
مثال موج وہ دریا ہو نہین سکتی جدا دونون
جلے ہی شمع پر پروانہ نالان گل پہ ہی بلبل
الٰہی کب کہا مین نی سوال بوسۂ ابرو
الٰہی کب کہا مینی سوال بوسۂ ابرو
وہ اوجھی شانہ سی او رشانہ اوس سے کیا خطا سر ہی

اکہ جسکے زلف سے سر کا ہتی سارے مین رہتے ہوئے
ارادہ کر رہی اب تو مری جان حزین ہوئے
جمکتی آسمان پر میری آہ آتشین یون ہی
زمین یون اوسکی مین ہی رہیر و قرین یون ہی
کہ تو راز عشق افشا کہین دوست کہتین یون ہی
جو مجھپر کھینچی تلوار وہ جبین جبین یون ہی
جو مجھپر کھینچی تلوار وہ جبین جبین یون ہی
ہوئی کیون مجسے برہم تیری زلف عنبرین یون ہی

فدائے چار یار و خاک پای پنجتن ہون مین
ظفر میرا تو مذہب یہ ہے اور ایمان و دین یہ ہی

ہو جائی آہ کے قطرہ تر بھی خشک ہی
چھوڑی کمان ہی سیکڑوں مین تجھسے تیر ہی
خون خشک ہو گیا تن مجنون مین اسقدر
دنیا کی آشنا کو ہوا آلودگی نہ کیون
ہی تہر تشنگان شہادت کی تشنگی
ہے نان خشک تر جو ملی آبرو کیساتہ
طغیان اشک خون سے ہیں نہ ہی ای ظفر

گردش یہ ہوا تو سمندر بھی خشک ہی
شیشہ بھی آج خشک ہی ساغر بھی خشک ہے
رگ سی نکلتا ڈوب کے نشتر بھی خشک ہے
دریا مین کوئی رہتا شناور بھی خشک ہے
ہو جاتا دیکھکر دم خنجر بھی خشک ہے
بے آبرو اگر ہو تو وہ تر بھی خشک ہے
آنکھون پہ آستین مری نم پھر بھی خشک ہے

[illegible]

کی قدر سے تدبیر نجھ یاروں سے دشمن یار کی
اے ظفر تیرا نہ رکھی اگر یاری کرتی

واہ کیا طرز ستم تجھکو بہت کچھ یاد ہی
ای جوان تیرے ستم سی زیر بار فریاد ہی

کھیلتا ہی تو جو اوس نازنین و زلف سی
کیا تجھی ای دل کوئی کافر کا منتر یاد ہی

جب سنی تجھسی شکایت بیقراری کی
بات تجھکو ایک بھی ای جان مختصر یاد ہی

مین ہون اور دن رات ہی اوس شوخ کا دھیان
ذرہ مجھکو نہ ہی ساقی نہ ساغر یاد ہی

دیکھکر سنبل کو مین کھاؤن نہ کیونکر پیچ و تاب
مجھکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہی

ذبح کرنیکا مری ڈھب خنجر بیداد سی
اوس بت کافر کو کیا الله اکبر یاد ہی

اے ظفر پڑھتا ہی خط میرا وہ اوس عنوان سی
غیر کو سمجھتا ہی مضمون سنکر یاد ہی

کیا جانے کسکے پاس وہ گل رات کو گئے
دیکھے جو اپنے گھر سی نکل رات کو گئے

غیرون سی دیکھیں آپ جو تری گرمجوشیان
ہم شمع وار بزم مین جل رات کو گئے

جاسوس بھیج راہ مین پھر جیسا گا وہین
قسمت سی اپنی باتون مخل رات کو گئے

پوچھو نہ حال ہمسی مریضونکا ضعف سی
دن کو گری اگرچہ سنبھل رات کو گئے

پیش نظر رہی وہ تصور سی صبح تک
کب سامنے سی چشم کے ٹل رات کو گئے

شاید سہاگ اونکا کسی سے بنا ہوا
وہ عطر جو سہاگ کا مل رات کو گئے

ذکر نکل ہی جائینگے یہ گھر سی چشم کے
طفل سرشک گو کہ بہل رات کو گئے

[illegible]

کھلتا کام کیا ہو تو کسی کے کام کیا آتے
اگر کچھ کام سے آہ جگر لیتے تو ہم لیتے

کیا غیروں نے کیوں بدنام کیکر ہو تا تجکو
یہ تیرا نام اے بیداد گر لیتے تو ہم لیتے

کسے دیتا وہ ساقی ساغر ہاتھ سے اپنے
اگر قسمت سے اپنی اے ظفر لیتے تو ہم لیتے

کیا بولوں آگے اوس صنم نکتہ چین کے
لے جای ہے وہ بات مری منہ سے چھین کے

کاجل کا خال اوس رخ روشن پہ دیکھکر
ہے دلمیں داغ رشک سے ماہ مبین کے

غرت ہی میرے دل کی غم عشق سے تری
ہوتا شرف مکان کو ہی باعث مکین کے

گر دل کا اضطراب یہی ہے تو بعد مرگ
آرام ہو چکا ہمیں نیچے زمین کے

کھینچا ہے نقش کس سے تری چین زلف کا
چین مانتے ہیں دیکھکے نقاش چین کے

دشمن ہی آبرو کا مری گریۂ عشق میں
یہ آنسوؤں کے تار ہیں تار آستین کے

عاشق ہوے جو اوس پہ گئے دو جہان سے
دنیا کے اے ظفر نہ رہے وہ نہ دین کے

آج کیا جانیں کہ میخانہ میں کیا پھر پڑ گئی
ہیں کہیں ٹوٹے ہوے شیشے کہیں ساغر پڑے

کیا غضب چمکے ہے اوس قاتل کی تیغ نگاہ
دیکھی بجلی یہ کسپر اے دل مضطر پڑے

کرکے برسوں گل کا وعدہ آجتک [illegible]
ہمنشیں انصاف کر تو تجکو کل کیونکر پڑے

سبزہ خط کی تری جنکو کیا بیہوش وہ
شور محشر سے نہ چونکیں گے یہ بیکر پڑے

اوسکی چین ابرو نے ہر خم کو میسر دیکھکر
کہتے ہیں کیا اس ضعیفانی میں ہیں جو ہر پڑے

[illegible]

دیکھو اوس چشم کو جو ترک فلک
کس دن اوس غمزہ سے نہیں شائع
تھی جو خدمت جنون کی مجنون کو

ابھی ترکی تمام ہوتی ہے
خبر قتل عام ہوتی ہے
سو وہ اپنے نام ہوتی ہے

ہائی ہائی لبون سے وسمہ ظفر
کیا ہے لالہ فام ہوتی ہے

نہ سمجھو ہمدم فلک نالہ و فغان یہ ہے
ہزار ہم نے چھپائی چھپی نہ اوسکی چاہ
ہمارے دل سے کہان جائیگا غم دلدار
ہلال ابروے پر خم کو تو ذرا قاتل
الٰہی ہند ہو نہ اوسکے تیر کا روزن
نکلتے ہر بن مو سے ہیں سیکڑون شعلے
جو پہونچے دود جگر زیر آسمان اپنا
کرین وہ ہمیشہ جفا ہم کرین وفا اوسکی

بلند بام محبت کا نردبان یہ ہے
جہان میں [illegible] جہان [illegible]
کہ اوسکے واسطے [illegible]
ہمارے قتل کو [illegible] یہ ہے
[illegible] دگر [illegible] یہ ہے
جگر میں عشق کی [illegible] نہان یہ ہے
تو مشتبہ [illegible] ہے
ہماری اوسکی محبت کا امتحان یہ ہے

عجب نہین جو کہین الامان فلک پہ ملک
غضب تری آہ شرر فشان ہے

اگر نہ لکھون حال دل میں ہا اپنا تمام
اوٹھے اوسکے گر [illegible] نامہ تو [illegible]

جو [illegible] کو وہ [illegible]
کہ یہ [illegible] سوز [illegible] آہ [illegible] تمام

رہا ہے کوئی دنیا میں نہ رہویگا یہاں کوئی
وہ بحر بیکران دریائے الفت ہے نظر جسکا

کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہے
نہ کچھ آغاز آتا ہے نہ کچھ انجام آتا ہے

ہمارا طائر دل زلف کے پھندے میں کیا اوٹے
ظفر یہ مرغ زیرک کب تہ دام آتا ہے

ہم سنتے ہیں آج اے صیاد کیا پکڑی گئی
تیرے کوچے میں گئی خط جب سنا پکڑی گئی
نکلا مثل نالہ زنجیر جب زنجیر سے
زلف کو چھیڑا صبا نے ہے ہماری کیا خطا
پھر سے چھوٹے لیگئے آخر زر گل سب اڑ
جیتے جی چھوٹے نہ زندان محبت سے کبھی
کیا نہ تھی اے صبا شکر خدا
کیونکر وفا کی تھی جو ایسی

بارہا چھوٹی قفس سے بارہا پکڑی گئی
پھر مری یاد دن کے دل اے دلربا پکڑی گئی
پھر نہ ہم سودا اپنے زلف دوتا پکڑی گئی
ہم گرفتار بلا ہیں بے خطا پکڑے گئے
یہ نہ یادی جو رہا باد صبا پکڑے گئے
ایسی ساعت ہم تمہارے مبتلا پکڑے گئے
کانٹوں گلشن میں گلبن کے جو صدا پکڑی گئی
ہم کہی گرا اپنے ہیں اے بیوفا پکڑے گئے

ہمیشہ چوری کو ہی زلف یار میں جاتے تھے یہ
حضرت دل اے ظفر اچھا ہوا پکڑے گئے

ہم جو ہیں یاد تیرا بہ قیامت کرتے
جو ہیں ہم تم اوس میں محبت کرتے
خاک میں اوس کا ذکر ہمارا

مرتے ہیں اپنے ہیا آپ قیامت کرتے
جنکو الفت نہیں ہم اوس میں الفت کرتے
دور کس طرح سے وہ دل کی کدورت کرتے

وہ رشک گل چمن میں اگر ای صبا ہنسے
پھر منہ ہی کیا جو غنچہ کوئی کھلکھلا ہنسے

کرتا ہی چارہ مجھسے مریض فراق کا
کیونکر نہ چارہ ساز پہ میری قضا ہنسے

خنداں ہی یوں خراش جگر سی خروش دل
جسطرح آشنا سے کوئی آشنا ہنسے

بارش کے وقت چمکی ہی بجلی بھی بیشتر
رونے پہ میرے برق و شو تم بجا ہنسے

ہو جائیں کیوں نہ انجم شب تاب بے فروغ
ملکر مسی جو دانتوں میں وہ بیتا ہنسے

نے گل کو ہی ثبات نہ شبنم کو ہی قرار
کیا رووے اس چمن میں کوئی اور کیا ہنسے

پروانے کو ہے عشق میں جلنے سے اپنے کام
پروا نہیں کہ شمع ظفر روئے یا ہنسے

دشت الفت میں چلے گر خار و خس کو توڑکے
آسماں چھالے پاؤں با ہوش کو توڑکے

اپنے تار جیب و دامن سے فقط توڑی نہیں
توڑ میگا ای جنوں تار نفس کو توڑکے

گر اسیروں کو یہیں نہ یاد تو پھر کاہی کو
تو نکل بھاگینگے وہ اک دن قفس کو توڑکے

وصل کی شب سخت ہی دل پہ مرے بانگ جرس
دست سے تو پھینکدوں ہم جرس کو توڑکے

دیکھ خال روے ساقی ...
کیوں جلایا ہی یونہیں تہ بگس کو توڑکے

تونے ای منعم اگر تعمیر اچھی کی تو کیا
دیگ سب لیجائینگے اک دو برس کو توڑکے

تیرا نادکیا عجب گر گنبد افلاک سے
پھینکدی خورشید کے زریں کلس کو توڑکے

اشک دل ز شیشہ و جام سبو توڑے تو ہیں
زہر بھی چھوڑی ہی ہیں دست عسس کو توڑکے

بات ایسی بد زبانی سے کیا کرے کوئی ظفر
دی جو گر اسا جواب کی پادش کو توڑکے

نہ ہرگز بخت رز کو بزم میں ٹوکی جا ملتا	ہوئی بدنام وان جا کر یہ مرا انیہ ہاتھوں سے

ظفر ادس نوک مژگان کا تصور اب کہین چھوڑو
چھوتے اپنی آنکھوں نہین ہو کیون خار اپنے ہاتھوں سے

رکھنے تم زلف مین شانہ جو ہو پیارے سر	دل صد چاک یہ ہین رشک سے آری پھرتے
پھر ش عشق مین پھرتے ہین تر سر دان	دن ہین کب دیکھیں گردش کے ہماری پھرتے
پھرتے ہین غیر کی گردن مین جو ڈال کر	تو گلے پر مر خنجر ہین ہزار دن پھرتے
ای ستمگار اگر ہمسے نہ تو پھر جاتا	اسطرح کا ہے کاوہم رنج کے مارے پھرتے
بحر خوبی جو کیا تونے کنارا ہم سے	ہم ہین رو تے ہوے دریا کی کناری پھرتے
ہمسے اے جان جہان اک ترا دل پھرتا	ہم نہ تھا اہل جہان جلتے ہین سارے پھرتے

پاس کب کرتے کسی کا ہین ظفر وہ بیباک
مہر یہ جو آپ ہی اپنے ہون او تارے پھرتے

نظر پھر آج تو کل نامہ بر دودن کے بعد آئی	جدا جانے کہ وان کی کیا خبر وہ بی تجھے بعد آئی
تر نہ ہاتھوں سے آفت ایک نئی سی آئی عشق	نہ آئی آج گا ہے فتنہ گر دو دن کے بعد آئی
کبھی تھی عشق مین جو بات ہم تجھسی دل	وہی بیش اے دل شوریدہ سر دو دن کے بعد آئی
نہ ہی قسمت کر مین دون جانون یہ وہ تقصیر	کہان تھی آپ کی پر نظر دو دن کے بعد آئی
بہت مشکل تھا مین دن دو سے تجھ بن پہ تو آتا	مجھ کل آج آئی رشک قمر دو دن کے بعد آئی
جو دو دن بیتے آئی تھی بلا دل پر محبت مین	وہی آخر ستمگر جان پر دودن کے بعد آئی

شراب ناب سے گویا آنکھ اونکی سرخ رہتی ہے | بزم گریہ ہماری چشم پر آشوب سے کم ہے
ہمارا اوس صنم کا عشق میں مشرب جدا ہے | کہ اور آگاہ کوئی طالب و مطلوب سے کم ہے

زمین مغلوب ہے اور آسمان ہے گو ظفر غالب
نکلتا کام ہے اوس غالب و مغلوب سے کم ہے

خواب تھا جو زندگی جاہ و حشم میں کٹ گئی | ورنہ ساری عمر اپنی درد و غم میں کٹ گئی
حاصل عمر ابد اے خضر ہم سمجھے اوسے | جو گھڑی آرام سے بزم صنم میں کٹ گئی
وصل پر بقلین بجا وین خاک اے ہمدم بھلا | رو دہنی ملتی ہوئی شب ذہن ہم میں کٹ گئی
تمنی برسون میں لکھی تھی جو گلا ہے تو خط | وہ عبارت یکقلم یاں ایکدم میں کٹ گئی
نخل الفت سے ترے ہو گیا ثمر حاصل ہمین | جڑ محبت کی تری عہد ستم میں کٹ گئی

اوسنے کل کھا کر قسم جو وصل کا وعدہ کیا
شب ظفر کیا ہم کو امید قسم میں کٹ گئی

جدا ہونا بتون سے محض نادانی کا تمغا ہے | خدا کے نام پر مرنا مسلمانی کا تمغا ہے
محبت اوس صنم کی مثل ایمانی کا تمغا ہے | نہ سمجھو کفر اسکو یہ مسلمانی کا تمغا ہے
پریشان ہو نہ سنبل کا ہمیشہ خاک پر میری | خیال زلف جانان کی پریشانی کا تمغا ہے
محبت میں پریرو کی نہ سے کچھ نہ کچھ بکنا | ظفر ایک یہ بھی عقل دیوانی کا تمغا ہے
تباہی میں جیسے خورشید تابان اوج گردون کی | وہ آتش نشین کی شعلہ افشانی کا تمغا ہے
تری ابرو پہ دیکھا جسنے خط چین ابرو کو | کیا اوسنے یہ اوس تیغ صفاہانی کا تمغا ہے

بل بے تپش عشق کہ اک آگ شب و روز
ہے میر مسامات بدن مین سے نکلتی

جتبک ہے صفائی نہ کچھ کھلتی ہے برائی
ہے بات بری رنج و محن مین سے نکلتی

بوسہ وہ اگر دیوین ظفر لیلو ہے بہتر
ہے بو بھی سیب ذقن مین سے نکلتی

کرون کیا یاد زلف دلربا جاتی نہین جاتی
نہین جاتی ہمارے دل کی پریشانی نہین جاتی

مبصر ابروے پرخم کو ہم ہین یہ کسی سے بھی
تبائی تیری شمشیر صفاہانی نہین جاتی

حقیقت کو ہمارے عشق کی پہونچے گا کیا ناصح
کروان اوسکی ہرگز عقل یونانی نہین جاتی

بھلا کر تو بھلا ہوگا صدائے حسن منیاوون کی
نہین کچھ بات ایسی کہ جو مانی نہین جاتی

ہوئی برباد اپنی خاک میدان محبت مین
سمند ناز کی پر اوسکے جولانی نہین جاتی

گذر جائے نہ کیونکر جان سے قاصد کہ دربان تک
خبر جاتی ہے مشکل سے بآسانی نہین جاتی

یہ نقشہ ہوگیا ہے میرا سودائے محبت مین
مری صورت مرے یارون سے پہچانی نہین جاتی

نہین سمجھاتے ہم ناگوش نازک خوش دہانون کو
گر جب تک بات کوئی خوب سی چھانی نہین جاتی

طبیعت ہے جوان پیری مین بھی واہ ای ظفر تیری
سخن فہمی سخن سنجی سخندانی نہین جاتی

نہ تو نے دوستی اغیار سے اے نازنین چھوڑی
مگر ہم نے تو اے سیر بھی تری الفت نہین چھوڑی

یہ طفل اشک تر ہے مرد دامن ہی پکڑ بیٹھا
اگر اے دیدہ تر اوسنے میری آستین چھوڑی

برنگ نقش پا آخر رہے ہم مر کے لیکن نہ
نہ کوچے کی ترے ہرگز صنم ہم نے زمین چھوڑی

شب کو ہمارے پاس سے تم جو صنم چلے گئے
ہم بھی تمہارے جاتے ہی سوے عدم چلے گئے

مر کے بھی پر تمنا نہ چھوٹے اس شہر سے اب
ساتھ ہی لیکے گور میں رنج و الم چلے گئے

بزم میں تیری سر نقاب آئی بھی گر تو کیا ہوا
شمع کی طرح چشم تر صبح کو ہم جلے گئے

آئی بھی وہ جو سیر کو ٹھہر تو نہ ایک لحظہ بھر
نکلی نہ دل کی آرزو ہاے ستم چلے گئے

گرچہ برنگ گل ہنسی باغ جہان میں ایکدم
شبنم و گل کی طرح پھر رو بھی ہم چلے گئے

پھر بھی نہ ساتھ لے گئے غیر ز چشم نم جہان سے
چھوڑ کے یان کا سب ہمیں جاہ و حشم چلے گئے

ہائے جو رفیق و آشنا ڈھونڈھیں ظفر اونہیں کہان
دے کے ہمیں ہزار داغ حسرت و غم چلے گئے

چشم کو دیکھو ہو تم جنہیں جانا نہ جانتے
ہم ہیں وہ جنہیں مزاج بیمار جانتے

مجنون تو اپنے کام میں تھا خوب ہوشیار
دیوانے ہیں جو ہیں اوسے دیوانا جانتے

رہتا ہے دوستوں کا جو اسمین خیال تو
دل ہی کو اپنے ہم ہیں پریخانا جانتے

اپنے دل خراب میں جو عشق ہے مقیم
تو ہم مقام گنج ہیں ویرانا جانتے

شوق نظارہ جب ہے پرواز شمع رو ترا
ہم طائر نظر کو ہیں پروانا جانتے

ہم اپنے مرغ دل کی اسیری کیواسطے
خط کو ترے دام خال کو ہیں دانا جانتے

قیمت میں ہم جو بوسے کی دیتے ہیں دل نقد
وہ سادگی سے ہیں اسے بیعانا جانتے

واقف نہیں جو راز محبت سے وہ تو ہم
واعظ کی ہیں کلام کو افسانا جانتے

کیوں وحشت ... رکو دل میں جگہ دیتے ہیں اپنے
ہیں اسکو ... رندانا جانتے

[illegible]

ہمارے راز دل کو ہیں جو کہتے ہر کہیں لگے
ہواے وصل تیری ہم جو رکھتے ہیں تو جون [illegible]
اڑا دیتے دھوئین تیرا ابھی دم مین اگر جھونکے
در و دیوار تیرے سامنے اے [illegible] مجنون کی
ہو نقش لعل تو سن کے ترے ہم نمایان ہین
حدیث سوز دل ہم گر بیان کرنے مین

تو طفل اشک نظرون سے ترے ہم نشین لگتے
زمین پر پانون اے خورشید وش آنے نہین لگتے
ہماری عمر صرف نالہ ہاے چرخ برین لگتے
ہماری آنکھ مین ہین کب بھلے در ثمین لگتے
تو ہین ر[illegible] چار چاند اے مہ جبین لگتی
تو جلتی شمع آسا سب نگے محفل نشین لگتی

ظفر جز شکر قاتل سے نہین کرتے شکایت ہم
اگرچہ دمبدم لاکھون ہین زخم تیغ کین لگتی

ہمنے نقطہ جلوہ نمائی کی سیر کی
گلگشت باغ وصل ہوئی کب ہمین نصیب
دولت سے تیری نالہ و آہ شرر فشان
کب دیکھتا ہے سلطنت جم کو آنکھ سے
لڑواکے ہمنے غیر سے اوس خانہ جنگ کی
دیکھا نہ ہمنے کوئی بھی کافر ترے سوا

روے صنم مین ساری خدائی کی سیر کی
ہر روز خارزار جدائی کی سیر کی
ہر شب بیان انار ہوائی کی سیر کی
ہو جس بشر نے کوئی گدائی کی سیر کی
کیا خوب آج واہ لڑائی کی سیر کی
اس بتکدے مین ایک خدائی کی سیر کی

دیوان ہمنے دیکھا نہ بہتر کوئی ظفر
دیوان انوری و سنائی کی سیر کی

کسی کی شکل تمھارے نہین برابر کی
نہ طرز اے مہ زہرہ جبین برابر کی

[illegible]

ہو گئی اُن سے جو کچھ رد و بدل برسون سے
کسی صورت نہین بنتی مجھے کل برسون سے

یون تو برسون ہی سے بیکل ہین ہم اُس ماہ جبین
لیک کچھ اپنا عجب حال ہے کل برسون سے

کج ادائی کی نہین بات کوئی برسون تک
کیا سبب رکھتی ہے تم ہمسے جو بل برسون سے

دیکھا برسون سے نہین تجکو جو اے ماہ لقا
آیا گریہ سے العبارت مین خلل برسون سے

تھی نہ برسون تلک امید سنبھلنے کی ہمین
گئے آپکی خبر سن کے سنبھل برسون سے

پاس ہے برسون سے نہین آج وہ عیسیٰ دم
کیا مری جان کو در پیش ہے اجل برسون سے

لکھین تونے تو ظفر سیکڑون اور یار ردیف
نہ ہوئی آج تلک ایک غزل برسون سے

دکھاتی ہے جو شمشیر قضا اپنی زبردستی
نہین دست دعا کی کام کچھ آتی زبردستی

اگرچہ کیسا ہی پہلوان ہے زیر ہو جانا
نہین پیش اجل چلتی کسیکی ہے زبردستی

کوئی مار سیہ لپٹا ہوا ہے شاخ صندل پر
گمان ہے یہ سیہ چوٹی تری اے مہ زبردستی

جو اوس رو عرق آلودہ کا تو کھینچے نقشہ
تو ہو معلوم اے مانی ہمین بھی تیری ہے دستی

یہی جی چاہتا ہے ہاتھ پر رنگ گل کہلائے
عنایت کیجیے پہلا ہمین اپنا اگر دستی

تقاضا ہے جو یہ مجھسے کہ لا مانگا ہے دل اونسے
کوئی تو رقعہ بھی لایا ہے اوسکا نامہ بر دستی

غلط کہتے ہین جو کہتے ہین خط کہکشان اوسکو
کہ چرخ پیر کی ہے چوب یہ تو اے ظفر دستی

ہو گیا زلف سیہ کا کسی یہ سودا مجھے
اک نظر آتا ہے ہر جا دان بلا کا سایہ مجھے

کبھی تو آپکا اقرار ہے کبھی انکار
اسی طرح کہ ہین ہاتو نہین وہ ان دل پر ٹے

سنا کے لاتے ہین جسدم وہ حسین کی ہم
تو اور رو ٹھہ کے رستے مین مین مچل پڑے

اوٹھا و حضرت دل کو بھی تو نہین اوٹھتی
یہ کوی یار ہین جسوقت مین مچل پڑے

عجب ہین حضرت دل بھی کہ شعلہ دیکھا
برنگ موم ہین بس دیکھکر پگھل پڑے

جو آئے ہے دل صبح کی ظفر آواز
شب وصال مین ہم سن کے ہین دل پر ٹے

سلام

باندھی کمر ہے تمنے شہادت کیواسطے
اے مجرئی شفاعت امت کیواسطے

سرکاٹا اوس جناب ہدایت مآب کا
بلوا کے گھر ہونے ہدایت کیواسطے

کھانا اگر ہے زخم تو پانی ہے آب تیغ
مہمان کربلا کی ضیافت کیواسطے

زین العباد آہ ہے وہ جوان بے
در یتیم تھے امامت کیواسطے

جاتا ہے ہاے دھوپ مین پیاسا برہنہ پا
کوئی نہین ہے جا اقامت کیواسطے

کرتے ہیں آب خنجر و شمشیر سے وضو
شبیر قتل گہ مین عبادت کیواسطے

روح نبی و روح علی روح فاطمہ
تھی گرد لاش شہ کی حفاظت کیواسطے

شبیر سے یہ عرض کی حر نے کہ یا امام
آیا ہے یہ غلام بھی خدمت کیواسطے

اگر حکم ہو تو پہلے کٹون مین آپ پہ فدا
حاضر ہے جان تک مری حضرت کیواسطے

کھو بیٹھے اپنی دولت ایمان مین نہین
دنیا مین چند روز کی ثروت کیواسطے

کلمے سے ہو منور یہ تمہارے ہمیشہ نور — کلمے سے ہو دل کی سیاہی تمہاری دور
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کو تم صداقت اسلام جان لو — کلمے کو اپنے دین کی صمصام جان لو
کلمے کو تم خدا کا اک انعام جان لو — کلمے کو دل کی راحت و آرام جان لو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ایمان کو تمہارے ہو کلمے سے تقویت — کلمے سے ہو قوی تمہیں امید مغفرت
کلمے سے ہووے جلوہ نما حسن عاقبت — کلمے سے آئے دل کی نظر نور معرفت
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ہو دو جہاں میں کلمے کی دولت سے دل غنی — ہو جان قوی نہ کلمے سے تکلیف جانکنی
ہووے اندھیری گور میں کلمے سے روشنی — ہے صاف کلمہ اک اثر پاک دامنی
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمہ تمہارے واسطے ہے دافع بلا — کلمہ تمہارے حق میں ہے ہر درد کی دوا
کلمے کو مشکلات میں سمجھو گرہ کشا — کلمہ کرے ہے آئینہ کی طرح دل صفا
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کا ذکر چاہیے ہر شام و ہر سحر — جب تک کہ ہے زبان رہے کلمہ زبان پر
کلمہ ہے آب رحمت باری ہے اے ظفر — دھوتا ہے کلمہ دل کی کدورت کو سربسر
تمت — دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو — بنب

تمت کلیات ظفر

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ ان ایام فرخندہ فرجام مین انتخاب لاجواب کلیات غزلیات شاہنشاہ زمن خسرو اقلیم دانش وسخن حضرت علیہ المغفرۃ والرحمۃ ابو ظفر محمد سراج الدین بادشاہ دہلی انار اللہ برہانہ القوی جو ایک بادشاہ ذی عظمت وجبروت اور فقیر دوست بلکہ خود درویش مشرب اور تارک دنیا تھے اور جنکا کلام پر تاثیر ہر دلعزیز اور تمام اکناف عالم مین مشہور ہی اہل اللہ کو وجد صوفیون کو حال آتا ہی یہ حضرت آخر بادشاہان دہلی کے ہوے انکی تخت نشینی کی تاریخ (چراغ دہلی) ۱۲۵۳ھ اور وفات کی (بجھا ہی چراغ دہلی) ۱۲۷۹ھ ہی المختصر یہ انتخاب مطبع منشی نولکشور صاحب کانپور مین بسرپرستی معلے القاب عالیجناب ای بہادر منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگواندیال صاحب عاقل اکجنٹ باہ مئی سنہ ۱۹۱۲ء آٹھوین مرتبہ طبع ہوا

تاریخ طبع از سخنور عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگواندیال صاحب عاقل اکجنٹ

ظفر کہ بود شہنشاہ ملک شعر وسخن — کہ این ز نظم فصیحش خوش انتخابی ہست
برای سال مسیحی بذوق دل عاقل — بگو کہ زیبا چہ دلکش انتخابی ہست ۱۹۱۲ء

از سخنور جادو بیان مولنا محمد حامد علیخان صاحب افسر عملہ تصحیح

این دیوان فصاحت آگین — شائع گشت نہایت بہتر
حامد ہجری سال نوشت — وہ اکہین دیوان ظفر ۱۳۳۰ھ

STEPHENSON